﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾﴾ [الحج:۳۴]

بھینس کی قربانی

ایک علمی وتحقیقی جائزہ

(اضافہ شدہ تیسرا ایڈیشن)

مع تقریظات وتاثرات علماء کرام حفظہم اللہ

اعداد و ترتیب

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ
ٱلْأَنْعَـٰمِ ۗ فَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُوا۟ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾﴾ [الحج:۳۴]۔

بھینس کی قربانی

ایک علمی وتحقیقی جائزہ

(اضافہ شدہ تیسرا ایڈیشن)

[مع تاثرات وتقریظات علماء کرام حفظہم اللہ]

اعداد و ترتیب

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

حقوق طبع محفوظ ہیں

نام کتاب	:	بھینس کی قربانی - ایک علمی وتحقیقی جائزہ
تالیف	:	ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
سنہ اشاعت	:	ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق جولائی ۲۰۱۹ء
طباعت	:	A1 ر گرافکس اسٹوڈیو
تعداد	:	ایک ہزار
ایڈیشن	:	سوم (مع تاثرات وتقریظات علماء کرام حفظھم اللہ)
صفحات	:	۲۸۰
قیمت	:	
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070_ٹیلیفون: 022-26520077
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455
- شعبۂ دعوت وتبلیغ، جماعۃ المسلمین مہسلہ، ضلع رائے گڈھ، مہاراشٹرا۔

فہرست مضامین

پیشِ لفظ

(تیسرا ایڈیشن)

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله النبي الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

بھینس کی قربانی (ایک علمی وتحقیقی جائزہ) نامی اس کتاب کا یہ تیسرا ایڈیشن اللہ کی توفیق ونصرت سے منظر عام پر آرہا ہے۔ پہلا ایڈیشن جب آیا تو کتاب اور نفس مسئلہ پر کافی چرچہ اور تبصرہ سننے اور دیکھنے کو ملا، بعدہ مولفِ کتاب اور ذمہ داران نے یہ طے کیا کہ چونکہ یہ خالص دینی مسئلہ ہے، موجودہ حالات میں بھینس کی قربانی کا مسئلہ اگر اس کی قربانی بقر کی طرح ہی ہے تو اسے مضبوط، اصولی وعلمی بنیادوں پر تفصیل سے کچھ جذباتیت اور جزوی اختلاف کو نظر انداز کر کے پیش کرنا ضروری ہے، تاکہ اس مسئلہ میں ملت اسلامیہ ہندیہ کو صحیح اور حق کی رہنمائی کا فریضہ انجام پا جائے۔ اسی نقطۂ نظر سے اللہ کی مدد ہوئی اور مختصر عرصہ میں دوسرا ایڈیشن آج سے تقریباً تین سال قبل شائع ہوگیا۔ اس ایڈیشن کو ایک بڑی تعداد نے پڑھا، اس سے کافی لوگوں کو علمی فائدہ اور تشفی ہوئی اور اس معنیٰ میں حیرت بھی کہ اس موضوع پر ان کے سامنے یہ معلومات ابتک نہیں آئی تھیں۔ یہ سلسلہ جماعت کے کبار علماء تک پہنچا، انہیں یہ کتاب فراہم کی گئی، بڑی تعداد میں بزرگوں نے اسے طلب بھی کیا، انہوں نے اس کے مشمولات کو بغور پڑھا اور دیکھا اس کے بعد اپنے گرانقدر تاثرات وتقریظات سے نوازا، جنہیں آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء حق کی حفاظت فرمائے، آمین۔ ان میں ایک معتد بہ تعداد نے اپنے قیمتی تاثرات میں صریح لفظوں میں اس کتاب کو بھینس کی قربانی کے موضوع پر جامع ومانع تشفی بخش اور لاثانی قرار دیا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں، اور وقت کے تقاضے کے مطابق اس نازک مسئلہ پر ایک علمی تحقیقی اور تفصیلی دستاویز پیش کرنے پر مولفِ کتاب فاضل

جماعت شیخ عنایت اللہ مدنی اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی بڑی سراہنا کی۔اور اتنا ہی نہیں بلکہ انہی ہمارے کبار علماء میں بعض لوگوں نے دیگر اہم زبانوں میں اس کے ترجمہ کی ضرورت اور طلب کا اظہار بھی فرمایا۔فجزاہم اللہ خیراً ونفع بھم الاسلام والمسلمین۔

کتاب کے پچھلے دونوں ایڈیشن صرف ایک ایک ہزار کی تعداد میں طبع کرائے گئے تھے جبکہ عموماً صوبائی جمعیت کی مطبوعات الحمدللہ دو دو ہزار بلکہ اس سے بھی بڑی تعداد میں چھپتی ہیں،اندازہ یہ تھا کہ اس کتاب کی طلب اور پڑھنے والوں کی تعداد کم ہوگی لیکن دوسرا اضافہ شدہ ایڈیشن کچھ زیادہ ہی پڑھا گیا،ملک کے مختلف حلقوں سے اس کی طلب برابر قائم رہی،یہاں تک کہ مختصر عرصہ میں دوسرا ایڈیشن بھی تقریباً ختم ہوگیا۔

آج ہمارے ہاتھوں میں موقر اور معروف علماء جماعت کے اہم ومفید تاثرات وتقریظات ہیں، کتاب کے لئے تقاضہ اور طلب بھی ہے،بنابریں مرتب کتاب اور دیگر ذمہ داران جمعیت نے یہ طے کیا کہ کتاب کے سلسلہ میں کچھ قیمتی آراء کی روشنی میں اس کی تنقیح کر کے اس کا مستویٰ اور بلند کیا جائے تاکہ نیا ایڈیشن مزید مفید اضافہ کے ساتھ آئے اور سارے آمدہ تاثرات وتقریظات شامل کتاب کر دیئے جائیں جو انتہائی گراں قدر ہیں،تاکہ سلف سے خلف تک علماء تفسیر،حدیث وفقہ اور لغت کی شہادت کے ساتھ کہ'جاموس نوع من البقر'ہے،اس میں زکاۃ کا وجوب اسی بنیاد پر بالاجماع ٹھہرایا گیا ہے،اس میں موجودہ دور کے علماء جماعت کا موقف بھی شائع ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دولت اخلاص دے،اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق دے،اس کار دعوت کے تمام معاونین رفقاء کو ہر طرح کی برکتوں سے نوازے اور ہماری ناتواں کوششوں کو قبول فرمائے،آمین۔وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

عبدالسلام سلفی

۱۷/ جولائی ۲۰۱۹ء مطابق ۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ

مقدمہ

(تیسرا ایڈیشن)

آج سے کم وبیش چار پانچ سال پیشتر ملک کی دیگر ریاستوں کی طرح مہاراشٹرا میں بھی گائے اور اس کی نسل کے ذبیحہ جب پابندی عائد کی گئی تھی تو عوام الناس کا ایک بڑا طبقہ کاروبار اور روزی رسانی کی مشکلات کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کا ایک معتد بہ طبقہ قربانی اور ذبیحوں کے سلسلہ میں سخت الجھن و بے چینی کا شکار ہوگیا تھا، اور جا بجا عید قرباں کی آمد سے پیشتر بھینس کی قربانی کے جواز وعدم جواز سے متعلق کافی سوالات واستفسارات ہونے لگے تھے کہ شریعت میں بھینس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ اس موقعہ پر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنا دینی و دعوتی فریضہ اور جماعتی وملی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس سلسلہ میں "بھینس کی قربانی -ایک علمی وتحقیقی جائزہ" نامی رسالہ شائع کیا تھا، جس کے مختصر ومفصل دو ایڈیشن منظر عام پر آئے، اور الحمدللہ عوامی وعلمی حلقوں میں مسئلہ کی بابت گردش کرنے والے زیادہ تر اشکالات وشبہات رفع ہوئے اور مسلمانوں کے اکثر وبیشتر عوام وخواص نے اس سلسلہ میں سلف تا خلف امت کے علماء لغت، تفسیر، حدیث، فقہ اور اجتہاد وفتویٰ کی مستند تصریحات کی روشنی میں اس کی قربانی کے جواز سے اطمینان کیا اور حسب استطاعت اس کی قربانی بھی کی۔ تاہم بعض عام وخاص احباب کو شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کے مرعاۃ المفاتیح میں احتیاط کے موقف سے اس کے جواز کی بابت قدرے تامل رہا، اسی طرح بعض احباب کے یہاں "نوع من جنس البقر" میں نوع وجنس کی بابت کچھ عدم اطمینان رہا، نیز بعض حضرات نے اس کی قربانی پر امت کے عدم تعامل سے الجھن محسوس کیا وغیرہ۔

الحمدللہ کتاب کے اس تیسرے ایڈیشن میں احتیاط کے موقف اور اس کے باعث عدم جواز کے فتاوٰوں سے ہونے والی الجھن کے ازالہ کے لئے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے "الفتاوی الرحمانیہ" سے بصراحت مطلق جواز بلکہ جواز کی تائید وتاکید پر مشتمل ایک سے زائد فتاوے نقل کردیئے گئے ہیں، جس سے ان شاء اللہ یہ اشکال رفع ہوجائے گا۔ علاوہ ازیں جنس ونوع کا اشکال اور اسی طرح بھینس کی قربانی کے عدم تعامل کی بات بایں طور رفع ہیں کہ رسالہ میں اول تا آخر قدیم و جدید علماء واعیان امت نے جاموس کو جنس بقر کی صنف ونوع کہا ہے، جس سے جنس ونوع کا معنیٰ ومدلول ادنیٰ الجھن کا باعث نہیں رہ

جاتا، اسی طرح سلف تاخلف ہر دور میں علماء امت کا بھینس کی زکاۃ وقربانی اور اس کے احکام ومسائل کی امت کو رہنمائی کرنا کیا امت کے تعامل کو سمجھنے کے لئے کافی نہیں! بلاشبہہ یہ تعامل امت کی واضح دلیل ہے، بایں طور کہ کسی دور میں اس کی زکاۃ وقربانی کا مسئلہ علماء کی کتابوں سے اوجھل اور امت کے عمل سے خالی نہیں رہا، فجزاہم اللہ خیراً۔

کتاب کے اس اڈیشن کی خوبی یہ ہے کہ اس میں سلف امت کی تصریحات کے علاوہ جماعت اہل حدیث کے کہنہ مشق کبار علماء معاصرین، شرعی علوم وفنون کے ماہرین، دلائل ونصوص پر گہری نظر رکھنے والے اور امت کو اپنی علمی و دعوتی خدمات سے بہرہ ور کرنے والے مہ وانجم کے چند نہایت گرانقدر تاثرات وتقریظات شامل اشاعت ہیں اور ان کی قیمتی آراء اور مشوروں کی روشنی میں کتاب کی مزید تنقیح کی گئی ہے، جس سے ان شاء اللہ مسئلہ کی بابت مزید شرح صدر ہوگا اور متعلقہ تشویشات اور الجھنیں کافور ہو جائیں گی۔ فللہ الحمد وجزی اللہ علماءنا خیر الجزاء۔

کتاب کے اس تیسرے اڈیشن کی اشاعت پر میں اللہ ذوالکرم کی توفیق ونصرت پر اس کی حمد وثناء کے بعد صوبائی جمعیت کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا ان کی حوصلہ افزائیوں پر تہ دل سے ممنون ہوں، بلاشبہہ اللہ کی توفیق وعنایات کے بعد امیر محترم حفظہ اللہ کی خصوصی دلچسپی اور جماعت کے عوام وخواص سے الجھنوں کے ازالہ کی بابت فکرمندی کے نتیجہ میں کتاب کا تیسرا تنقیح شدہ اڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امیر محترم کی ان مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور اس پر انہیں دنیا وآخرت میں عظیم صلہ عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح اپنے اہل خانہ بالخصوص والدین بزرگوار کا شکرگزار ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں اور مخلصانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اس توفیق ارزانی سے ہمکنار ہو سکا، فجزاہم اللہ خیراً۔

اخیر میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے مفید بنائے، اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی ونائب امیر محترم شیخ محمد مقیم فیضی حفظہما اللہ ودیگر ذمہ داران اور جملہ معاونین کی مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے، آمین۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

ممبئی: ۱۵/ جولائی ۲۰۱۹ء

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی
(داعی وباحث صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی)
(inayatullahmadani@yahoo.com)

پیشِ لفظ

(دوسرا ایڈیشن)

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله النبي الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

حالات وظروف کے پیش نظر ان مسائل کو چھیڑنا ناگزیر ہو جاتا ہے جن کی طرف عام حالات میں توجہ کیا اس کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں ہوتی ہے، اسی قبیل سے بھینس کی قربانی کا ایک مسئلہ ہے۔تقریباً ڈیڑھ سال قبل مہاراشٹرا میں گائے اور اس کی نسل بیل بچھڑے کے ذبیحہ پر پابندی لگا دی گئی' بیف یعنی بھینس بھینسے کو اس پابندی میں شامل نہیں کیا گیا۔مسلمان عید الاضحیٰ کے موقع پر مہاراشٹرا کے شہر و دیہات میں بیل کی قربانی جذبہ وشوق فراواں کے ساتھ بکثرت کرتے تھے، بلکہ دیکھا یہ گیا کہ سال بہ سال اس میں تیزی کے ساتھ اضافہ بھی ہوتا جا رہا تھا۔ پابندی کے بعد مسلمان کیا ایک بڑا طبقہ غیر مسلموں کا بھی متاثر اور رنجیدہ ہوا، ملک میں مذہبی، سماجی اور کھانے پینے کی آزادی پر اسے غلط وار اور سیاسی طاقت کا غلط استعمال ٹھہرایا گیا اور مذہب کے نام سے ایک مخصوص طبقے کو خوش کرنے کی چال قرار دیا گیا، بہر حال حکومت نے فیصلہ کر دیا، عدالتی وسماجی سطح پر پابندی کے خلاف جنگ جاری ہوگئی۔ چند ماہ گذرے کہ قربانی کا موقع آ گیا، ہر چہار جانب سے سوالات آنے لگے کہ کیا بھینس کی قربانی کی جا سکتی ہے؟ یہ مسئلہ مہاراشٹرا کے لئے تو ضرور نیا تھا' ورنہ ملک کے کئی صوبوں میں پہلے سے گائے بیل کے ذبیحے وقربانی پر پابندی تھی، ان صوبوں میں بھینس کی قربانی کرنے نہ کرنے کا دونوں معمول چل رہا ہے، اس پر جواز وعدم جواز کے فتاوے بھی حسب ضرورت حالات کے پس منظر میں طلب پر آتے رہتے ہیں۔ یہی مسئلہ ریاست مہاراشٹرا میں بھی ہوا۔اس لئے علمی بنیادوں پر ذمے دارانہ وسنجیدہ رہنمائی اور بھینس کی قربانی کے جواز یا عدم جواز پر جماعت وملت کے سامنے وضاحت ضروری محسوس کی گئی۔

اللہ بہتر جانتا ہے یہی ماحول اور طلب محرک ہوا کہ فاضل مکرم شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ نے ایک

تحقیقی وعلمی مختصر کتابچہ بعجلت تمام تیار کیا اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت سے شائع کر دیا گیا۔ چونکہ کتابچہ بعجلت بہت مختصر تیار ہوا تھا، خواص کے ساتھ عوام کے لئے مزید وضاحت اور تفصیل کا احساس باقی تھا، اس لئے اسے دوبارہ قدرے تفصیل کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

کتاب کے مشمولات کے تعلق سے مجھے صرف ایک بات کہنی ہے جو میں نے اس میں پایا ہے کہ کتاب بحمد اللہ علمی، تحقیقی، مدلل، سنجیدہ اور عالمانہ انداز ومعیار کی ہے، اس لئے اس کی قدردانی ضروری ہے۔ بہت سارے مسائل میں اہل علم کا اختلاف موجود ہے، بھینس کی قربانی کے مسئلہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، اور آداب واصول کے ساتھ علمی اختلاف کی ہر ایک کے یہاں گنجائش ہونی چاہئے، اس تحریر میں عدم جواز کے قائلین کا بھرپور احترام ملحوظ رکھا گیا ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی میں الحمد للہ معتبر علماء کی ایک ٹیم ہے جس میں گرامی قدر شیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ ایک گراں قدر علمی شخصیت ہیں، نصوص اور مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں، انہوں نے بھی جواز کے پہلو کو ہی راجح کہا ہے، بلکہ عدم جواز کے نقطۂ نظر کو ظاہر پرستی سے تعبیر کیا ہے، لیکن کسی پر ملامت صحیح نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی، اس کے اراکین، اس کی ٹیم اور متعلقین کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی خصوصی توفیق دے، کیونکہ کوئی کارخیر اللہ کی توفیق کے بغیر انجام نہیں پاتا۔

فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ پوری جماعت کی طرف سے اپنی علمی و دعوتی رواں دواں کوششوں کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں، رب العالمین مزید برکت عطا فرمائے، ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں میں اخلاص عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

۲۸/ اگست ۲۰۱۶ء - ۲۴/ ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ

ممبئی

عبد السلام سلفی

(صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

مقدمہ

(دوسرا ایڈیشن)

سال گذشتہ جب ریاست مہاراشٹرا میں بیل اور اس کی نسل کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی گئی تو ریاست میں بالعموم اور شہر ممبئی میں بالخصوص عید قرباں کی آمد سے قبل یہ سوال بڑی شدت سے گردش کرنے لگا اور عوام وخواص میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ بھینس کی قربانی کا شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا وہ نص قرآنی میں وارد ”بھیمۃ الأنعام“ کے دائرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ اس طرح جماعتی حلقوں میں ہر طرف اس مسئلہ کی بابت الجھن اور بے چینی کا ماحول بن گیا۔ بالآخر زبانی طور پر سمجھانے کے ساتھ حالات کے پیش نظر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنا دعوتی، اصلاحی اور منہجی فریضہ سمجھتے ہوئے اس سلسلہ میں دلائل اور حوالوں کی روشنی میں مختصر رسالہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا، تا کہ عوام وخواص کو دلائل اور تعلیلات کی روشنی میں یکساں طور پر مسئلہ کی نوعیت اور حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو اور بے اطمینانی اور ژولیدگی ختم ہو سکے۔ بہر کیف صوبائی جمعیت کے ایماء پر مسئلہ کی بابت ہنگامی طور پر ایک مختصر علمی جائزہ شائع کر دیا گیا، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سلف امت کی تصریحات کی روشنی میں متفقہ طور پر بھینس بھیمۃ الانعام میں سے گائے، بیل کی ایک غیر عربی نوع اور نسل ہے، لہٰذا بھینس کی قربانی کے جواز کی گنجائش ہے؛ جس سے بڑی حد تک عوام وخواص نے اطمینان کا اظہار کیا، فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

جبکہ دوسری طرف بعض احباب جماعت عوام اور اہل علم نے مسئلہ کے سلسلہ میں ایجاب واثبات اور جواز سے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے دین کے لئے نصح وخیر خواہی اور سنجیدگی کے بجائے قدرے جذباتی لب ولہجہ میں طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیا؛ بالخصوص سوشل سائٹوں پر، مثلاً کسی نے کہا: یہ صوبائی جمعیت ممبئی کی سیاست ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے کہا: بھینس کو گائے

کی جنس سے ماننا ایک بے دلیل بات ہے۔کسی نے کہا: یہ منہج اہل حدیث واصول محدثین کے خلاف ہے۔کسی نے کہا: یہ تلبیس اور نصوص پر ظلم ہے۔کسی نے کہا: ایسے علماء اہل حدیث دنیا میں عوام کو اور آخرت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟کسی نے کہا: اف! علماء اہل حدیث بھی سیاسی بازیگری کرنے لگے!کسی نے کہا: ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق!کسی نے کہا: بھینس کی قربانی کے جواز کا دعویٰ بھی محل نظر ہے۔کسی نے کہا: عوام میں یہ غلط موقف مشہور ہونے سے قربانیوں کا تیہ پانچہ ہو جائے گا!کسی نے لغت عرب اور اسی طرح اجماع سے استدلال کی اصولی حیثیت پر کلام کیا،اورکسی نے کہا: جمعیت ممبئی والوں نے ایک نیا مسئلہ نکالا ہے اور ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا ہے،وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنے حلقۂ اہل علم اور احباب جماعت سے مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی سیاست اور سیاسی بازیگری ہے،نہ کوئی نیا مسئلہ یا نعوذ باللہ فتنہ!بلکہ خالص دینی وشرعی مسئلہ ہے؛اور حالات کے پیش نظر عوام کی رہنمائی اور الجھنوں کے ازالہ کے مقصد ہی سے اسے پیش کیا گیا؛اور اہل علم خوب جانتے ہیں کہ بھینس کے بھیمۃ الانعام کی جنس بقر میں سے ہونے،اور اسی طرح اس میں زکاۃ وقربانی کا مسئلہ نیا نہیں،بہت قدیم ہے،سلف امت کے ہر دور میں علماء،فقہاء،محدثین اور مفتیان کے ہاں زیر بحث رہا،اسی طرح علماء عرب اور علماء اہل حدیث برصغیر کی کتابوں اور تحریروں میں بھی یہ مسئلہ موضوع گفتگو رہا ہے،اور علماء اپنے فتاوٰں کے ذریعہ عوام وخواص کی رہنمائی کرتے رہے ہیں،فجزاہم اللہ خیراً۔

مذکورہ ردو عمل کے علاوہ بہت سے احباب جماعت عوام وخواص کے یہاں بھینس کی قربانی کے سلسلہ میں مختلف اشکالات اور شکوک وشبہات بھی سننے میں آئے،مثلاً بھینس کی قربانی کا غیر منصوص ہونا،نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے اس کی قربانی کا عدم ثبوت،شرعی مسئلہ میں لغت عرب سے استدلال، اجماع سے استدلال،شکل وصورت اور مزاج وطبیعت وغیرہ کا فرق،گائے بیل کی جفتی سے بھینس کا تولد نہ ہونا،وغیرہ۔

اس صورت حال اور منظر نامہ سے یہ مترشح ہوا کہ مذکورہ رسالہ کا اختصار بعض احباب کے حق میں مخل ثابت ہوا، ساتھ ہی اس بات کا متقاضی ہوا کہ زیر بحث مسئلہ کی بابت کچھ مزید ضروری تفصیلات، علماء امت کی تصریحات پیش کر دی جائیں، بالخصوص عوام وخواص کے یہاں جو بعض اشکالات اور شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں مستند دلائل اور تعلیلات سے ان کا ازالہ کیا جائے، اسی طرح علماء محققین بالخصوص اجلہ علماء اہل حدیث کے معتبر فتاوے نقل کئے جائیں، تاکہ مسئلہ کی حقیقت تک رسائی اور علماء اہل حدیث کے صحیح موقف سے آگاہی ہو سکے۔

انہی مقاصد کے پیش نظر رسالہ کا یہ اضافہ شدہ دوسرا ایڈیشن پیش خدمت ہے، امید کہ اس میں ذکر کردہ تفصیلات سے موضوع کو سمجھنے میں خاص مدد ملے گی اور شبہات واشکالات کا ازالہ ہوگا، ان شاء اللہ۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھ طالب علم کا کام یہ رہا ہے کہ میں نے مسئلہ اور اس کے مختلف جوانب کی بابت سلف امت کے مختلف علوم وفنون کے علماء محققین کے اقوال اور ان کی تحریروں کو یکجا کر دیا ہے، لہٰذا میری حیثیت ایک جامع کی ہے، جیسا کہ امام علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ (۷۱۱ھ) نے اپنی مایہ ناز تالیف "لسان العرب" کے بارے میں مقدمہ میں فرمایا تھا:

"وَلَيْسَ لي فِي هَذَا الْكتاب فَضِيلَة أمتُّ بهَا، وَلَا وَسِيلَة أتمسك بِسَبَبِهَا، سوى أَنِّي جمعت فِيهِ مَا تفرَّق فِي تِلْكَ الْكتب من الْعُلُوم"۔[(لسان العرب،8/1)]۔

اس کتاب میں میری کوئی فضیلت نہیں جس سے مجھے کوئی نسبت ہو، نہ کوئی وسیلہ جسے میں پختگی سے اپناؤں، سوائے اس کے کہ میں نے اس میں سلف کی کتابوں میں بکھری ہوئی معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔

اسی طرح معاصر محقق، فقیہ، محدث اور لغوی علامہ محمد بن علی الاتیوبی الولوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"إني لست في الحقيقة مؤلفا ذا تحرير، ومصنفا ذا تحبير، وإنما لي مجرد الجمع

لأقوال المحققين، والتعويل على ما أراه منها موافقا لظاهر النص المبين، فأنا جامع لتلك الأقوال"۔ [ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی،1/6)]۔

میں حقیقت میں کوئی کہنہ مشق مولف یا با کمال مصنف نہیں، بلکہ میرا کام محض محققین کے اقوال کو جمع کرنا اور جس قول کو واضح نص کے ظاہر کے موافق سمجھوں اس پر اعتماد کرنا ہے، لہٰذا میں انہی اقوال کو اکٹھا کر دوں گا۔ فللّٰہ الحمد علی نعمہ وآلائہ۔

اس کتاب کی تیاری میں اللہ ذو الکرم کی توفیق ونصرت کے بعد صوبائی جمعیت کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کی مسلکی غیرت وحمیت، بالخصوص مسئلہ کی بابت بحث وتحقیق اور توضیح وتنقیح پر خصوصی ترغیب وتوجیہ، جدیت، تاکید اور حوصلہ افزائیوں نے مہمیز کا کام کیا ہے، نیز ان کی خصوصی فکر مندی ہی کے نتیجہ میں یہ کتاب صوبائی جمعیت کے فعال شعبہ شعبۂ نشر واشاعت سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امیر محترم کی ان مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور اس پر انہیں دنیا وآخرت میں عظیم صلہ عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح اپنے والدین بزرگوار کا شکر گزار ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں اور مخلصانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اس توفیق ارزانی تک رسائی ہوئی، فجزاہم اللہ خیراً۔ نیز اللہ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے مفید بنائے، اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران کی مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے، آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

ممبئی: 25/ اگست 2016ء

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی
(شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی)
(inayatullahmadani@yahoo.com)

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر وصی اللہ عباس مدنی حفظہ اللہ (مکہ مکرمہ)

أ.د. وصي الله بن محمد عباس
المدرس بالمسجد الحرام وجامعة أم القرى
المملكة العربية السعودية

Prof. Wasiullah Mohammad Abbas
Al-Masjidul Haram & Umm Al-Qura University
Kingdom of Saudi Arabia

Date : / /20 التاريخ : / / ١٤٣هـ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبعد

محترم بھائی مولانا "عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی" سلمہ اللہ نے اپنی تالیف لطیف اور تحقیق انیق "بھینس کی قربانی ایک علمی وتحقیقی جائزہ" اضافہ شدہ ایڈیشن ناشر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا ایک نسخہ عنایت فرمایا، اور مجھ سے اس کے بارے میں تأثر لکھنے کو کہا۔

میں نے پوری کتاب پڑھی مستفید ہوا، درحقیقت یہ بڑی ہی علمی وتحقیقی کتاب ہے، جس میں مؤلف سلمہ اللہ نے ادلہ کی روشنی میں بھینس کی قربانی کے جواز کی صراحت کی ہے۔ اس اہم موضوع کے تمام پہلوؤں کا لغت عرب، فقہ مذاہب، فتاوی علماء واقع کے ذریعہ جائزہ لے کر ثابت کیا ہے کہ بھینس (جاموس یا گاومیش) گائے یعنی بقر ہی کی جنس سے ہے تو جس طرح گائے کی قربانی جائز ہے اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

اس مسئلے میں مختلف فتاوی نظر سے گزرے تھے، لیکن میرے علم کی حد تک اس طرح کی تحقیقی کتاب شاید اس موضوع پر اب تک نہیں آئی تھی

دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا عنایت اللہ سلمہ اللہ کو مزید تحقیق مسائل کی توفیق دے، میرا مشورہ ہے کہ شیخ عنایت اللہ اس کتاب کو عربی زبان میں بھی منتقل کریں، دوسری اہم زبانوں میں بھی اگر ترجمہ ہو جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

وکتبہ: وصی اللہ بن محمد عباس
٢/٢/١٤٣٨
مکۃ المکرمۃ

أ.د. وصي الله بن محمد عباس
المدرس بالمسجد الحرام وجامعة أم القرى

المملكة العربية السعودية - مكة المكرمة - ص.ب: ٥٣٩١ - جوال: ٠٥٥٥٥٢٦٨٨٦
Kingdom of Saudi Arabia - Makkah - P. O. Box : 5391 - Mobile : 0555526886
E-mail: dr.wasiullah@hotmail.com

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد عزیر شمس حفظہ اللہ (مکہ مکرمہ)

محترم عنایت اللہ سنابلی صاحب

السلام علیکم

آپ نے پچھلے سال بھینس کی قربانی سے متعلق اپنی
کتاب کا اضافہ شدہ ایڈیشن دیا تھا کتاب پہلے
ہی پڑھ گیا تھا اور کچھ تصحیحات بھی نوٹ کر لیے تھے
آج شیخ اقبال نے یاد دلایا تو یہ تصحیحات روانہ کر رہا ہوں۔
کتاب کے بارے میں میری رائے ہے کہ آپ کی اس
موضوع پر اس سے زیادہ مفصل کوئی کتاب میری نظر
سے نہیں گزری۔ آپ نے لغت، حدیث، فقہ، تفسیر،
تاریخ اور فتاوی کی تمام اہم کتابوں سے بھینس کی
قربانی کے جواز پر نصوص جمع کر دیے ہیں۔ اخیر میں
اس سے متعلق جو علمی اور عوامی اشکالات پیش
کیے جاتے ہیں ان کا ازالہ اور عدم جواز سے متعلق
بعض اشکالات کا جائزہ لیا ہے جو بہت مناسب ہے۔
البتہ کتاب میں غیر ضروری طوالت ہو گئی ہے
ایک ہی قول کئی کئی بار کتاب میں مذکور ہے پھر
اقوال پیش کرتے ہوئے قائلین کی تاریخی ترتیب
کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ بعض جگہوں پر (ص ۶۸) جدید
لغت کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو مناسب نہیں ہے
بہر حال کتاب اپنے موضوع پر کافی وشافی ہے۔ امید کہ
لوگ اس سے استفادہ کریں گے۔ فقط

[signature]

١٦/٦/٢٠١٩

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ (لاہور)

"بھینس کی قربانی، ایک علمی وتحقیقی جائزہ" ایک ہندوستانی عالم جناب عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی حفظہ اللہ کی تالیف ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کے جواز کے دلائل اور عدم جواز کے قائلین کے دلائل، دونوں مثبت اور منفی پہلوؤں پر خاصی تفصیلی بحث کی ہے۔ موصوف نے جواز کے دلائل بھی دیے ہیں اور عدم جواز کے دلائل کا جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ انداز بیان مثبت اور دلائل مضبوط ہیں۔

عدم جواز کے قائلین کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بھینس بھیمۃ الانعام کے آٹھ ازواج میں شامل نہیں ہے اور اس کو بقر پر قیاس کر کے شامل کیا گیا ہے۔ یہ قیاس چونکہ غیر صحیح ہے اس لیے اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

فاضل مؤلف حفظہ اللہ نے اس نکتے پر تفصیل سے بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا جواز قیاس نہیں ہے بلکہ اس بنیاد پر ہے کہ بھینس گائے ہی کی جنس یا اسی کی نوع ہے۔ اس پر انہوں نے اہل لغت، فقہاء اور شارحین حدیث کی صراحتیں پیش کی ہیں اور اس کے نوع من البقر ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

انہوں نے اس تفریق کو بھی غیر صحیح ثابت کیا ہے کہ زکاۃ میں بھینس گائے کے حکم میں ہے لیکن قربانی میں گائے کے حکم میں نہیں ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر قربانی کے حکم میں بھینس شامل نہیں ہے تو پھر اس کو زکاۃ کے حکم میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس تفریق کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں امام ابن حزم کی بھی یہی رائے ہے جو اس کتاب کے ص 208-209 پر موجود ہے۔ اسی صفحے پر مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمہ اللہ کا بھی ایک اقتباس ہے اور علمائے اہلحدیث جانتے ہیں کہ مسائل کی تحقیق میں وہ کسی کے تقلیداً قائل نہیں تھے۔ مولانا حصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بھینس کو بھیمۃ الانعام میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے۔ قرآنی لفظ بھیمۃ الانعام کا لفظ عام ہے جس کے کئی افراد ہیں، جیسے گائے بکری وغیرہ۔ تو بھینس بھی بھیمۃ الانعام کا ایک فرد ہے۔ بھیمۃ الانعام کی قربانی منصوص ہے تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہو گئی۔"

علاوہ ازیں یہ کتاب بھارت کے خصوصی حالات اور تناظر میں لکھی گئی ہے جہاں گائے کی قربانی نہایت مشکل بلکہ شاید ممنوع اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ بنا بریں جب اس کے جواز کے شرعی دلائل بھی موجود ہیں جن کو عرب و عجم کے کبار علماء نے بھی تسلیم کیا ہے تو الدین یسر (حدیث رسول۔ دین آسان ہے) کے تحت اس کے جواز کو محل نظر قرار دینا بھی محل نظر ہی ہے۔ ھذا واللہ اعلم بالصواب

حافظ صلاح الدین یوسف لاہور
یکم مارچ 2017ء
۱۳۴/م شاداب کالونی علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو۔ لاہور
پاکستان
03214133675

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ مفتی محفوظ الرحمٰن فیضی حفظہ اللہ (مئو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مولانا عنایت اللہ سنابلی مدنی / حفظہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے مزاج گرامی بخیر ہو۔ آپ کی علمی وتحقیقی کتاب: "بھینس کی قربانی۔۔۔" دستیاب ہوئی، میں نے اسے از اول تا آخر ممکن حد تک توجہ اور غور سے پڑھا۔ میں زیر بحث مسئلہ میں آپ کی تحقیق سے مطمئن ہوں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے، لیکن میں آپ کی اس بات سے مطمئن نہیں کہ "بھینس کی قربانی جائز ہے مسنون نہیں ہے" (ص ۱۹۵) اشکال یہ ہے کہ جب بھینس بقر یعنی گائے ہی کی ایک نوع اور قسم ہے، تو جس نے بھینس کی قربانی کی گویا اس نے بقر کی قربانی کی جو منصوص اور مسنون ہے، تو پھر بھینس کی قربانی کو مسنون کیوں نہیں کہا جائیگا؟۔

"إنما شفاء العي السؤال"۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہیچمداں محفوظ الرحمن فیضی، مئو ناتھ بھنجن

۱۸/ ۲/ ۲۰۱۹ء 9795252620

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالقیوم بستوی مدنی حفظہ اللہ (قطر)

(سابق استاذ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، فرع رأس الخیمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا و رسولنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد!

”بھینس کی قربانی“ کے مسئلہ پر جناب شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ کی کتاب کو پڑھنے کا موقعہ ملا اور اسے ہم نے شروع سے آخر تک بہت غور سے پڑھا ہے، موصوف نے موضوع سے متعلق اقوال وادلہ کو معتبر وموثوق مصادر ومراجع سے جمع کرنے میں کافی جدوجہد کی ہے۔ اورکتاب کو علمی وتحقیقی انداز میں پیش کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ قابل قدر ہے۔ زادہ اللہ علماً وفضلاً۔

موضوع سے متعلق اہل علم کا قدیم زمانے سے اختلاف چلا آرہا ہے، اور آج بھی اختلاف ہے، اور اس کتاب میں مذکور نقطہ نظر سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ خالص اجتہادی مسئلہ ہے کتاب وسنت میں (جاموس) یعنی بھینس کا کسی ناحیہ سے تذکرہ نہیں آیا ہے۔ حالانکہ اس کے ساتھ کئی ایک مسائل وابستہ ہیں۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ زکاۃ کا مسئلہ ہے، اور پھر قربانی کا مسئلہ، جو اس کتاب کا موضوع ہے۔

جمہور علماء کرام جاموس (بھینس) کو بقر یعنی گائے اور بیل کے حکم میں داخل کرکے اس میں زکاۃ کے وجوب اور قربانی کے جواز کے قائل ہیں۔

اوراس کو بقر یعنی گائے اور بیل کے حکم میں داخل کرنے کے دوطریقۂ استدلال ہیں:

ایک طریقہ لغوی قیاس ہے، جس کا مطلب ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ ''بقر'' کا اطلاق جاموس پر ہوسکتا ہے یا ہوتا ہے، یعنی جاموس جنس بقر کی ایک نوع ہے۔

چنانچہ بعض فقہاء کرام نے بقر کے تعلق سے شرعی احکام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''**ومنه الجاموس**'' یعنی اسی قبیل سے جاموس بھی ہے۔ اس طرح گویا جاموس کا حکم ''**بهيمة الأنعام**'' پالتو مویشی جانوروں کے حکم میں خودبخود داخل ہے۔

دوسرا طریقۂ استدلال ''شرعی قیاس'' ہے، یعنی جاموس کا ذکرگوکہ کتاب وسنت میں صراحتاً نہیں ہے مگر اپنی حقیقت کے اعتبار سے بقر سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ بلکہ وہ بقر کے مشابہ ہے، اس لئے قیاساًاس کا بھی وہی حکم ہوگا جو''گائے'' کا حکم ہے۔

اکثر فقہاء کرام نے یہی طریقہ استدلال اختیار کیا ہے چنانچہ جاموس کے احکام کے ضمن میں لکھتے ہیں ''**وهو كالبقر**'' یا ''**مثل البقر**'' یعنی جاموس بقر کی طرح ہے، اور جب بقر کی طرح ہے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بقر کا ہے۔ خواہ اس کو حلت وحرمت کی نظر دیکھیں، یا اس کے اندر زکاۃ کے وجوب وعدم وجوب کی نظر سے دیکھیں، یا اس کی قربانی کے جواز اور عدم جواز کی نظر سے دیکھیں۔ ان تمام امور میں جاموس کا وہی حکم ہے جو بقر کا ہے۔ اور اگر دونوں قسم کے جانوروں میں تھوڑا بہت فرق پایا بھی جاتا ہے، تو وہ فوارق قیاس کی راہ میں موانع نہیں بن سکتے ہیں۔ اور استدلال کا یہی طریقہ سب سے زیادہ معتبر ہے۔

مزید براں کبار ائمۂ فقہ ہر دور میں بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل رہے ہیں۔ (تفصیل کے لئے زیرنظر کتاب کا مطالعہ کیا جائے)

خلاصۂ کلام: اگر بھینس کی قربانی کے مسئلہ کو گائے کی قربانی کے مسئلہ پر قیاس کرکے اس

کے جواز کا فتویٰ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔خصوصاً ہندوستان کے موجودہ حالات میں جبکہ بقر کی قربانی عموماً فتنہ کا سبب ہوتی جارہی ہے۔

اور چھوٹے جانوروں کی خرید اُن کی بھاری قیمت کی وجہ سے عام آدمی کی پہونچ سے باہر ہوتی جارہی ہے۔

نوٹ: مسئلہ کی نوعیت صرف جواز اور عدم جواز تک محدود ہے۔اگر افضیلت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یقیناً کتاب وسنت میں وارد قربانی کے جانوروں کی قربانی کرنا افضل ہے۔

اور پھر اس میں نبی کریم ﷺ کے فعل اور آپ کی پسند سے ثابت شدہ قربانی کے جانوروں کی قربانی اور بھی افضل ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ کو جزائے خیر دے جنھوں نے اپنی بحث وتحقیق سے زیر نظر مسئلہ کو علمی انداز میں امت مسلمہ کے سامنے رکھا ہے۔ہمیں امید ہے کہ آپ کی کتاب بحث وتحقیق کے میدان میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ اور علماء کے لئے رہنما کتاب ثابت ہوگی۔

واللہ ولی التوفیق۔

کتبہ: عبد القیوم محمد شفیع المدنی البستوی

(مقیم حال- دوحہ قطر)

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

أستاذ سابق جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ

(فرع رأس الخیمہ)

۱۹/ ۶/ ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ (سعودی عرب)

مقصود الحسن فيضي
Maqsood Ul Hasan Faizi

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله، وبعد:

عصر حاضر میں بھینس کی قربانی کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ ایک فتنے کی شکل اختیار کر چکا ہے، بعض کم علم، ناتجربے کار، عربی زبان وادب سے ناواقف اور جذباتی لوگ اس بارے میں اس قدر غلو سے کام لے رہے ہیں کہ وہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں جو بھینس کی قربانی کو جائز کہتا ہے یا اس کے ناجائز ہونے میں تردد کا شکار ہے، ان کے نزدیک وہ شخص عالم ہی نہیں ہے جو بھینس کی قربانی کو جائز کہتا ہے، ان کے نزدیک حقیقی مفتی اور فقیہ وہی ہے جو بھینس کی قربانی کو حرام کہتا ہے، ان کے نزدیک بلا استثناء تمام عربی لغت کے مولفین سے یہ بہت بڑی غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے بھینس کو گائے کی ایک صنف قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ بات اہل علم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ بھینس کی قربانی کا مسئلہ یہ ان مسائل میں سے ہے جن کے بارے میں متاخرین علمائے اہل حدیث میں سے صرف بعض اہل علم نے اختلاف کیا ہے ورنہ بھینس کی قربانی کا مسئلہ پوری تاریخ میں کبھی بھی محل خلاف نہیں رہا ہے، اور اگر محل خلاف بھی رہا ہو تو بھی اس بارے میں شرعی نقطہ نظر یہ ہے کہ دیانت اور نیک نیتی سے جو شخص جس رائے کو قبول کرتا ہے وہ کسی بھی قسم کی ملامت کا مستحق نہیں ہے: (وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾) [البقرہ:۱۴۸]۔

لہٰذا ضرورت تھی کہ کوئی صاحب علم خالص علمی نقطہ نظر سے اس موضوع کو اس کے مالہ وماعلیہ کو سامنے رکھ کر گفتگو کرتا تاکہ لوگوں کے سامنے حقائق واضح ہو جائیں۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے عزیز بھائی مولانا عنایت اللہ صاحب حفظہ اللہ کو جنہوں نے اس موضوع کی اہمیت محسوس کیا اور حقائق کو واضح کرنے کے لئے قلم اٹھایا، جس میں الحمدللہ وہ بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں، جس کی سب سے واضح دلیل اس کتاب سے متعلق بعض کبار اہل علم کی رائے ہے۔

عزیز بھائی مؤلف کتاب نے اس اہم کتاب سے متعلق میری رائے بھی جاننے کی خواہش ظاہر کی، جس کے بارے میں اولاً میں صرف یہ کہتا ہوں کہ میرے بارے میں یہ ان کا حسن ظن ہے ورنہ میں کسی علمی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کا حقدار قطعاً نہیں ہوں "اللهُمَّ اجْعَلْنِي خَيْرًا مِمَّا يَظُنُّونَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ"۔

Kingdom of Saudi Arabia – Alghat (11914) – P.O.Box (74)– Cell (+966503161322)
Website (www.islamidawah.com - maqsoodulhasan.com) Email (abukalim@hotmail.com)

Maqsood Ul Hasan Faizi
مقصود الحسن فیضی

ثانیاعزیز بھائی کی یہ تحقیق پڑھنے کے بعد میرے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بھینس کی قربانی کے عدم جواز کی آواز بلند کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں ہے، خاص کر اس کتاب میں جب بعض تابعین اور کبار علمائے مجتہدین کے اقوال کو پڑھا تو مزید شرح صدر ہوا، تعجب ہے حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ پر کہ ان سے یہ حقائق کیسے پوشیدہ رہے، سچ ہے: ''لِکُلّ جَوَادٍ کَبْوَۃ وَلِکُلّ عالِمٍ هَفْوَة''۔

گرتے ہیں شہہ سوار ہی میدان جنگ میں وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عزیز بھائی مؤلف کتاب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔

یہاں پر یہ حقیقت واضح کرتا چلوں کہ بھینس کی قربانی کا مسئلہ زمانہ طالب علمی ہی سے میرے سامنے رہا ہے، خاص کر میں دیکھتا تھا کہ اس وقت اس بارے میں دو مفتی برادران باہم ایک دوسرے کے مدمقابل تھے، ہمارے استاذ مفتی حبیب الرحمن رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل تھے، جبکہ ان کے دوسرے بھائی مفتی فیض الرحمن رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتے تھے، البتہ اس زمانے میں میرا دل شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ کی اس تحقیق پر مطمئن تھا جو انہوں نے مرعاۃ المفاتیح میں پیش کی ہے، شاید اس کے پیچھے شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے عقیدت کا دخل رہا ہو، لیکن جب بعد میں بار بار سوال پر اس موضوع پر غور کرنے اور اہل علم کی تحقیقات کو پڑھنے کا موقعہ ملا تو بھینس کی قربانی کے جواز کا مسئلہ زیادہ قوی نظر آیا بلکہ جس قدر مطالعہ بڑھتا رہا بھینس کی قربانی کے جواز کا جانب قوی ہوتا رہا، اور اب عزیز موصوف کی اس کتاب سے میرے ذہن کے بعض شبہات زائل ہو گئے جو معترضین کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں، جزاہ اللہ خیرا، حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک شاہکار ہے اور اس لائق ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ اور زبانوں میں بھی کیا جائے جیسا کہ صاحب الفضیلہ ڈاکٹر وصی اللہ حفظہ اللہ نے فرمایا ہے خاص کر بنگلا زبان میں۔ بلکہ میرا یہ کہنا شاید برمحل ہو کہ اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں موصوف اسم با مسمی رہے ہیں یعنی عنایت الہی کا بہت بڑا حصہ ان کے ساتھ رہا ہے کہ اصل مسئلے کو بڑی حسن وخوبی سے حل کیا ہے، خاص کر کتاب کی وہ بحث جو لوگوں کے شبہات کے ازالہ کے طور پر ہے وہ قابل داد ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو مزید علم نافع اور عمل صالح کی توفیق سے نوازے۔

مقصود الحسن فیضی

مقصود الحسن فیضی
الغاط-سعودی عرب

(شیخ عنایت صاحب اگر مفتی حبیب الرحمن رحمہ اللہ کا فتویٰ مل جائے تو آئندہ کسی ایڈیشن میں اسے بھی شامل کریں، کیونکہ عموماً استاذ مرحوم کے فتوے بڑے مدلل ہوا کرتے تھے)۔

Kingdom of Saudi Arabia – Alghat (11914) – P.O.Box (74)– Cell (+966503161322)
Website (www.islamidawah.com - maqsoodulhasan.com) Email (abukalim@hotmail.com)

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ (تملناڈو)

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، و بعد:

برادر گرامی قدر جناب ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی و مدنی سلمہ اللہ کی زیر طباعت کتاب ''بھینس کی قربانی ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' کا ایک نسخہ برائے تبصرہ موصول ہوا، جزاہ اللہ خیراً و بارک فی علمہ۔

الحمدللہ کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، بھینس کی قربانی کے جواز پر لغت، فقہ، فتاویٰ اور آثار سلف سے ثبوت دیا گیا ہے۔

جو حضرات عدم جواز کے قائل ہیں ان کی آراء و دلائل کا مکمل اور تشفی بخش جواب دیا گیا ہے، اور جواب میں سنجیدگی اور متانت کے ساتھ علماء کی قدر ومنزلت کا بھی ہر طرح خیال رکھا گیا ہے، ورنہ عام طور پر معترضین یا مخالفین کا رد لکھتے ہوئے بہت سوں کے قلم راہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔

کسی بھی مختلف فیہ موضوع پر کوئی بھی کتاب عام طور پر حرف آخر نہیں ہوتی، مگر میں نے محسوس کیا کہ یہ کتاب ان شاء اللہ اس موضوع پر حرف آخر ہو سکتی ہے۔

آج سے تقریباً پچاس سال پہلے اسی مسئلہ پر جناب مولانا فیض الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ مئوی نے بھی ایک کتاب لکھی تھی ''بھینس کی قربانی''، مگر وہ کتابچہ ہی تھا، اور تحقیق لغوی اور قیاس سے زیادہ کام لیا گیا تھا۔

شیخ ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی سلمہ اللہ کی کتاب کے مطالعہ سے مجھے بھی بہت فائدہ

ہوا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی عظمیٰ بھی قابل صد مبارکباد ہے کہ اس نے عزیز گرامی مولانا عبدالسلام سلفی سلمہ اللہ کی امارت میں بہت سی مفید کتابیں شائع کر کے عامۃ الناس کو فائدہ پہنچایا۔

مذکور کتاب کے مطالعہ میں میں نے محسوس کیا کہ کسی قدر عرض مدعا میں طوالت ہے، ایک ہی بات حرف بہ حرف کئی لوگوں نے لکھی ہے تو سب کی باتوں کو نقل کیا گیا ہے اور حوالہ دیا گیا ہے، اگر ایک کی بات لکھ کر حوالہ دیدیتے کہ فلاں فلاں نے بھی بعینہ یہی بات اپنی کتاب کے صفحہ نمبر فلاں پر لکھی ہے تو شاید بہتر ہوتا۔

میں جامع اور مصنف کو اس تحقیق پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے حق میں دعاء خیر کرتا ہوں۔

مخلص

انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی

۲۶ / جون ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

استاذِ گرامی قدر فضیلۃ الشیخ نور الحسن مدنی حفظہ اللہ (بنگلور)

(استاذ کلیۃ الحدیث الشریف، بنگلور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ وتولاہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بھینس کی قربانی سے متعلق رسالہ پر تاثرات لکھنے کی بابت خطاب بصر نواز ہوا، اور فی الفور نوک قلم کو جنبش دینے کا داعیہ پیدا ہوا۔ رسالہ پر سرسری نگاہ ڈالتے ہی ماضی کے جھروکوں سے چند یادیں ذہن کے اسکرین پر رواں دواں ہوئیں۔ راقم کو اچھی طرح یاد ہے کہ تقریباً دو دہائی قبل جامعہ اسلامیہ سنابل کے پرسکون علمی ماحول میں پروان چڑھنے والے نونہالان قوم وملت اپنی تحریروں اور تقریروں سے دل موہ لیا کرتے تھے جنہیں دیکھ کر بے اختیار زبان سے دعائیں نکلتی تھیں اور دل اطمینان محسوس کیا کرتا تھا کہ مستقبل قریب میں امت باصلاحیت اور باشعور علماء کی کھیپ سے بہرہ ور ہوگی۔ انہیں نونہالوں میں برادر عزیز عنایت اللہ سنابلی مدنی بھی ہیں، زمانۂ طالب علمی کی ان کی تحریروں کی اصلاح کا کام راقم نے کیا ہے، اسی وقت ہمیں یہ احساس تھا کہ آگے چل کر یہ ننھا پودا تناور درخت کی شکل اختیار کرے گا اور تصنیفات وتالیفات کے ثمر سے بارآور ہوگا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

برادر عزیز فضیلۃ الشیخ کفایت اللہ سنابلی جو فی الحال عروس البلاد ممبئی میں اپنی صلاحیتوں کے موتی بکھیر رہے ہیں اور جن کی تحریریں اہل علم سے داد وتحسین بٹور رہی ہیں، ان کے تعلق سے

بھی ایک بات یاد آ گئی کہ زمانۂ طالب علمی میں انہوں نے رخصت کے لئے عربی میں درخواست لکھی تھی راقم کو پڑھنے کا اتفاق ہوا، تحریر انشاء پردازی کا نمونہ تھی، احساس ہوا کہ برادر عزیز میں انشاء پردازی کے کیڑے وافر مقدار میں موجود ہیں جنہیں بہتر نگہداشت کے ساتھ نمو کے مراحل سے گزارنے کی ضرورت ہے، مناسب تشجیعی کلمات کے ساتھ راقم نے انہیں داد تحسین دی۔اور آج ان کی تحریروں نے علمی حلقوں میں جو اپنا منفرد مقام بنالیا ہے وہ محتاج بیان نہیں اور اس سلسلہ میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔

انہیں نونہالوں میں برادر عزیز فضیلۃ الدکتور عطاء اللہ عبد الحکیم بھی ہیں، جن کی تحریریں بڑی شائستہ اور شگفتہ ہوا کرتی تھیں اور زمانۂ طالب علمی ہی میں کتابوں کے مولف ہونے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے، راقم انہیں ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔الغرض یہ فہرست بڑی طویل ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے ہونہار طلبہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ میں نے ان کا نام کیوں ذکر نہیں کیا، اس لئے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ استقصاء کا موقع نہیں ہے، بر سبیل تذکرہ چند نام نوک قلم پر آگئے اور جو رہ گئے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے کسی اور موقع پر ان شاء اللہ ان کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

یہ چند یادیں تھیں جو مولف کے تعلق سے بے ساختہ قلم سے رواں ہوگئیں، جہاں تک رسالہ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ زبان و بیان اور استدلال ونقاش علمی تقاضوں کے مطابق ہیں۔دوران تدریس علمی نقاش و جائزہ کی میری عادت ہے جس کا عکس مجھے اپنے شاگردوں کی تحریروں میں صاف جھلکتا ہے۔استدلال ونقاش کے وقت اصول وقواعد مدنظر رکھنا چاہیئے، تعصب وتنگ نظری، جمود وتعطل اور شخصیات کی ہیبت اگر پیش نظر رہے تو استدلال ونقاش متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، رسالہ استنباط ونقاش کے علمی معیار پر

کھرا اُترتا ہے۔

بھینس کی قربانی کے جواز اور عدم جواز سے متعلق راقم کے مسقط رأس مئوناتھ بھنجن میں کافی گرما گرم بحثیں ہوئی ہیں اور دونوں جانب سے تحریریں بھی زینت قرطاس بنی ہیں۔ ہمارے بہت سے احباب بعض علمی مسائل میں وسعت قلبی کا مظاہرہ محض اس وجہ سے بھی نہیں کر پاتے کہ احناف اس کے قائل رہے ہیں۔اور یہی معاملہ علماء احناف کی طرف سے بھی ہوجاتا ہے کہ بعض مسائل جو دلائل کی روشنی میں بھی حق ہیں اور دور حاضر کا تقاضہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اسے راجح قرار دیا جائے لیکن علماء احناف اپنے حصار سے صرف اس لئے نہیں نکل پاتے ہیں کہ اس کے قائل علماء اہل حدیث رہے ہیں۔وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو تعصب و جمود کے اس منظر نامہ سے اوپر اُٹھا کر مسائل کا جائزہ لیا جائے اور حق کی تائید کی جائے۔

بھینس کی قربانی جائز ہے اس سلسلہ میں راقم کو کوئی تردد نہیں ہے،لیکن یہ واضح کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بہتر یہی ہے کہ اگر ایسے جانور میسر ہیں جن کی قربانی متفق علیہ کے دائرہ میں آتی ہے تو انہی جانوروں کی قربانی کرنی چاہئے،اختلاف سے بچنے کا یہی طریقہ ہے اور اسی میں احتیاط بھی ہے،اور اگر متفق علیہ جانور میسر نہ ہوں یا قانونی پیچیدگیوں کے باعث ان کا وجود وعدم برابر ہوتو بھینس کی قربانی جائز ہے،بلاتردد لوگ اس کی قربانی کرسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبول خاص وعام بنائے۔(آمین)

فقط والسلام

نورالحسن مدنی

۲۷/جون ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ عبدالهادی عبدالخالق مدنی حفظہ اللہ (سعودی عرب)

(داعی ومترجم مکتب توعیۃ الجالیات، الأحساء، سعودی عرب)

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

پیش نظر کتاب ’’بھینس کی قربانی - ایک علمی وتحقیقی جائزہ‘‘ فقہ اسلامی کے ایک جزئی مسئلہ پر بحث کرتی ہے جس میں اہل علم کے یہاں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے، اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں نہایت خوبصورتی اور سلیقہ مندی کے ساتھ علم وتحقیق کے تقاضوں کو پورا کیا گیا ہے ۔ اپنے موضوع پر کافی مواد اکٹھا کرکے انھیں ایک معیاری ترتیب دے کر ذیلی عناوین قائم کرکے سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔اس کتاب کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے شائع کیا ہے جسے عالم اسلام میں ایک وقار اور اعتبار حاصل ہے ۔صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی مزید خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے مولانا عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی صورت میں ایک زیرک ودانا، سنجیدہ ومعاملہ فہم، باریک بین ودور اندیش، علماء وطلبہ نیز باصلاحیت افراد کے قدردان وقدرشناس امیر میسر ہیں، جوامت اسلامیہ کی ناصحانہ ومشفقانہ رہنمائی کے لئے ہمہ وقت نہ صرف فکرمند رہتے ہیں بلکہ ہر لمحہ اس شدید ضرورت کی تکمیل کے لئے تمام عملی اقدامات انجام دیتے ہیں ۔ اللہ تعالی انھیں اوران کے شریک کار تمام افراد کی محنتوں کو شرف قبولیت بخشے اوردن دوگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے ۔

زیر نظر کتاب کے مؤلف برادرم عنایت اللہ سنابلی وفقہ اللہ ہیں، آپ ایک جواں سال عالم دین، تالیف وترجمہ کے عمدہ اورنفیس ذوق کے حامل، صاف ستھری، سادہ وسلیس اورعام فہم

زبان لکھنے والے، امت اسلامیہ کا درد رکھنے والے اور ان کی نصح وخیر خواہی میں اپنی صبح وشام صرف کرنے والے محقق ہیں، آپ جماعت اہل حدیث کے لئے ایک قیمتی ہیرا، ایک گوہر گراں مایہ اور ایک خوبصورت نگینہ کی حیثیت رکھتے ہیں، صحرائے سلفیت میں مشک ختن سے معمور ایک آہو ہیں، علم وعمل کا ایک تابناک مینار ہیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ انھیں مزید بلندیوں سے نوازے۔ بیدہ التوفیق وھو ذوالفضل العظیم۔

برادرم عنایت اللہ سنابلی وفقہ اللہ سے ہماری ملاقات اور تعلقات کی تاریخ کا آغاز اس وقت سے ہے جب انھوں نے رسمی طالب علمی کی زندگی مکمل کر کے میدان عمل میں قدم رکھا، اپنے آغاز کار کے ابتدائی ایام ہی میں انھوں نے ثابت کر دیا کہ وہ اسی میدان کے آدمی ہیں چنانچہ وہ اللہ کے فضل وکرم سے اپنا قدم آگے بڑھاتے رہے اور اب تک رواں دواں ہیں، وفقہ اللہ وسددہ وبارک فیہ۔

کسی اختلافی مسئلہ میں سنجیدگی کے ساتھ علم وتحقیق کا حق ادا کرنا ایک مشقت طلب کام ہے لیکن الحمدللہ یہ کتاب اس کا ایک حسین نمونہ ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب سے بندگان الہی کو مستفید کرے، ان کے لئے خیر کے دروازے کھولنے اور شر کے دروازے بند کرنے کا باعث بنے۔ مصنف وناشر ودیگر معاونین وغیرہ کے لئے آخرت کا سرمایہ ہو اور میزان حسنات کو وزنی کرنے کا ذریعہ بنے۔ آمین

دعا گو

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

۲۲/ جون ۲۰۱۹ء

بمقام ھفوف، احساء، مملکت سعودی عرب

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ (شارجہ)

(داعی ومترجم مرکز الدعوۃ والارشاد، شارجہ، متحدہ عرب امارات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وبعد:

دین اسلام الفت ومحبت اتفاق واتحاد کی دعوت دیتا ہے، دین کامل ہے، جس میں انسانی زندگی کے سارے مسائل ومشاکل کا حل موجود ہے، اس کے احکام ہر زمان ومکان کے لئے مناسب ومطابق ہیں، اس کی تعلیمات ہر قوم کے لئے ہدایت کی راہ ہیں، اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک کہ دین کی تکمیل اور اتمام نہیں ہوگیا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ ﴾ [المائدۃ:٣]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو ایسی شاہراہ پر چھوڑ کر دنیا سے گئے جس میں کوئی کمی کجی اور شکوک وشبہات کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے، حق وباطل، حرام وحلال، سنت وبدعت، اور جائز وناجائز کی وضاحت احسن واکمل طریقے سے ہوگئی ہے: ﴿ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ ﴾ [البقرۃ:٢٥٦]۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ، فَقَالَ: "**آلْفَقْرَ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا، حَتَّى لَا يُزِيغَ**

قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيهْ، وَايْمُ اللَّهِ، لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ''(۱)۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جب کہ ہم فقر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم پر دنیا (اتنی زیادہ) برسا دی جائے گی حتی کہ کسی کے دل کو اس کے سوا کوئی چیز مائل نہیں کرے گی، (ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا) اللہ کی قسم! میں تمہیں روشن (چاندنی راتوں جیسی) شریعت پر چھوڑ رہا ہوں، جس کی رات اور دن برابر ہیں''۔

اسی طرح ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا''(۲)۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''مَعْنَى "عِنْدَنَا مِنْهُ" يَعْنِي بِأَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ، وَأَخْبَارِهِ، وَأَفْعَالِهِ، وَإِبَاحَاتِهِ ﷺ''(۳)۔

ان تمام چیزوں کے باوجود ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کسی علاقہ میں معمول بہا ہوتا ہے، لوگ اس کی حلت وحرمت سے بالکل مانوس ہوتے ہیں مگر دوسرے علاقوں اور خطوں میں کسی وجہ سے وہ مسئلہ معمول بہا نہیں ہوتا، لوگ اس سے مانوس نہیں ہوتے اور جب کسی وجہ سے اس مسئلہ پر عمل

(۱) أخرجہ ابن ماجۃ (5)، وابن أبي عاصم في السنۃ (1 / 26)۔
(۲) أخرجہ أحمد في مسندہ (21361)، والطیالسی (479)، والطبرانی في الکبیر (2 / 269)، وابن حبان (65)۔
(۳) ابن حبان (1 / 267)۔

کی ضرورت پڑتی ہے تو لوگوں میں اس کی حلت وحرمت اور جواز وعدم جواز کی بابت بحث ومباحثہ شروع ہوجاتا ہے، تو اہل علم اور ذمہ داروں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں عوام کے سامنے اس کی وضاحت کریں۔

بھینس کی قربانی کا مسئلہ بھی ممبئی وغیرہ کے علاقے میں اسی طرح سے چھڑ گیا، یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں تھا کیونکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہمیشہ بھینس کی قربانی ہوتی رہی، اور لوگوں میں عرصہ دراز سے بحث ومباحثہ ختم ہو چکا تھا، شمالی ہند کے اکثر علاقے خصوصا جہاں مسلم وغیر مسلم مخلوط آبادی تھی وہاں ایک عرصہ دراز سے گائے اور بیل کی قربانی ممنوع تھی، اس علاقہ میں اکثر وبیشتر بکرے کی قربانی کی جاتی تھی، کیونکہ وہاں بکرے کی فراوانی رہتی ہے، اور کچھ لوگ (بھینس نر ومادہ) کی قربانی کرتے تھے کیونکہ بھینس کو گائے کی جنس یا اس کی نوع سمجھتے تھے، احناف میں تو عموما یہ چیز رائج تھی، مگر اہلحدیث حضرات میں کچھ لوگ بہت سے علمائے اہلحدیث کے فتاوٰں کی وجہ سے کرتے تھے، اور بعض اس سے اختلاف کرتے اور بکرے ہی کی قربانی پر اکتفا کرتے تھے، مگر اہلحدیثوں میں یہ کوئی لعن طعن کا مسئلہ کبھی نہیں بنا۔

جنوبی ہند اور صوبہ مہاراشٹر وغیرہ میں گائے اور بیل دونوں کی قربانی کی جاتی تھی، یا گائے کی تو نہیں کی جاتی تھی، مگر بیل اور بچھڑے کی قربانی کی جاتی تھی اور عام دنوں میں بھی یہی ذبح کیا جاتا تھا، اور یہ کام بالکل آزادانہ طور پر ہوتا تھا، حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں تھی، مگر تقریبا سن ۲۰۱۵ میں گائے کے ساتھ بیل کے ذبح کرنے پر بھی پابندی لگائی گئی تو خصوصا ممبئی کے لوگوں میں قربانی کے متعلق تشویش اور فکر لاحق ہوئی کہ بھینس (نر ومادہ) کی قربانی جائز ہے یا ناجائز کیونکہ اس علاقے میں عام طور پر بکرے یا بیل کی قربانی ہمیشہ ہوتی تھی، سب اسی سے مانوس تھے، جب بھینس کی قربانی کی بات آئی تو لوگوں میں کافی انتشار وشکوک وشبہات پیدا ہونے لگے، حالانکہ

بھینس کی قربانی کے جواز وعدم جواز کا اختلاف علماء اہل حدیث کے مابین پہلے ہی سے چلا آرہا تھا، اکثر علماء اہل حدیث جواز ہی کا فتوی دیتے تھے، کچھ معدود علماء کرام عدم جواز کے قائل تھے،مگر اس میں کوئی تشدد نہ تھا،ہاں اہل مہاراشٹر اورخصوصا اہل ممبئی کے لئے یقینا نیا تھا،وہاں خلفشار وانتشار کی جب شکل پیدا ہوگئی تو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنی ذمہ داری اور ضروری سمجھا کہ اس مسئلہ کو لوگوں کے سامنے کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں تحقیقی انداز میں پیش کریں۔

صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی پورے ہندوستان میں کئی اعتبار سے اپنی ایک نمایاں اورانفرادی حیثیت رکھتی ہے،کئی سالوں سے امارت وقیادت کا منصب فضیلۃ الشیخ مولانا عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کررہے ہیں جن کو فی الحقیقت اللہ تعالی نے''بسطۃ فی العلم والجسم'' کے مصداق بنایا ہے،ان کے ساتھ علماء وفضلاء کی ایک جماعت ہے،جس میں مولانا محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ وغیرہ ہیں،جو اپنی تحریر وتصنیف اور منہجی دعوت وتبلیغ میں برسوں کا تجربہ رکھتے ہیں،جب بھی اسلام وسنت منہج کے خلاف یا سیاسی وسماجی کوئی بھی فتنہ اٹھتا ہے تو سب سے پہلے بحمداللہ ممبئی ہی کی جماعت اکثر وبیشتر میدان میں اترتی ہے اور اپنے اجتماعات وسیمینار کانفرنس اور اجلاس عام اور پمفلٹ و رسائل وکتب کے ذریعے اس کا پردہ چاک کرتی ہے اورعوام کو اس کے اثرات اور ضرر ونقصان سے آگاہ کرتی ہے، اس لئے جب بھینس اور بھینسے کی قربانی کا مسئلہ عوام کے لئے پریشانی وتشویش کا باعث بنا تو فوراً جمعیت کے قائدین نے دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس مسئلہ کی تحقیق وتدقیق کے لئے جماعت کے نوجوان فاضل فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ جو کہ مصنف کتب عدیدہ ومترجم کتب کثیرہ ہیں،کو مکلف کیا کہ اس مسئلہ کو تحقیق وتدقیق کے ساتھ لوگوں کے سامنے رسالہ کی شکل میں تیار کرکے پیش کریں تاکہ عوام کی پریشانی دور ہو، شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی سلمہ اللہ نے بڑی امانت داری کے ساتھ لغوی،شرعی،اصطلاحی،اصولی اورفروعی تمام چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے

رسالہ تیار کیا، انداز بڑی متانت وسنجیدگی کا ہے، نصوص واقوال جمع کرنے میں بڑی امانت و دیانت سے کام لیا ہے موافقین ومخالفین، مجوزین ومانعین کے دلائل کے ساتھ تعامل کرنے میں عدل و انصاف کا پورا حق ادا کیا ہے، موافقین ومخالفین کے ادب واحترام کو مکمل ملحوظ رکھا ہے، سب کے اقوال ودلائل نقل کرنے کے بعد جواز کے پہلو کو ترجیح دیا ہے، مخالفین پر لعن وطعن سے کلی طور پر اجتناب کیا ہے، عزیزم شیخ عنایت اللہ حفظہ اللہ نے بہترین دلائل وبراہین کے ساتھ سب اقوال نقل کر دیا ہے، اہل علم کے طرز پر عمل کرتے ہوئے اپنے نزدیک قول راجح ومرجوح بھی اختیار کیا لیکن کسی کو اجباراً قبول ورد کی کوئی بات نہیں کی ہے۔

یہ سب کے لئے اور خصوصاً جماعت اہل حدیث کے لئے ایک بہترین علمی تحفہ اوران کی کاوش تھی جس پر وہ مبارکبادی اور حوصلہ افزائی کے مستحق تھے جس پر ان کے اندر مزید علمی وتحقیقی کام کرنے کا ذوق وشوق اور جذبہ پیدا ہوتا جو کہ ہمارے سلف کا طریقہ ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا واقعہ (۱):

ایک جلسہ میں مبتدی طالب علم نے ضرورت حدیث پر تقریر کی، جو زیادہ مؤثر اور جاذب نہ تھی مولانا ثناء اللہ امرتسری جلسہ میں موجود تھے، بچے کی تقریر سننے کے بعد کھڑے ہوئے اور تقریر کی بڑی تعریف کی اور خوب داد دی جس پر کسی نے کہا: مولانا! بچے کی تقریر بالکل پھیکی ہے، کوئی مدلل اور پراثر نہیں، آپ تو یوں ہی اتنی بیجا تعریف کئے جارہے ہیں! اس پر شیخ الاسلام مولانا امرتسری نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

حق پرستوں کی اگر تو نے دلجوئی نہ کی
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

(۱) سیرت ثنائی، از عبدالمجید خادم سوہدروی، ص: (186)۔

اس علمی وقیمتی رسالہ کے منظر عام پر آجانے کے بعد ہماری جماعت کے کچھ لوگوں نے کتاب کے مصنف اور جمعیت کے ذمہ داروں پر طعن وتشنیع کا رویہ اپنایا جو کہ قطعا مناسب نہیں تھا، اپنی مجالس وخطابات اور خصوصا سوشل میڈیا کے ذریعہ اسے سیاسی بازیگری، تلبیس ابلیس اور نصوص میں تحریف وتبدیل قرار دیا، صوبائی جمعیت کی سیاست باور کرانے کی کوشش کی گئی۔

میں نے بعض لوگوں کو اسٹیج پر اپنے خطابات میں اس مسئلہ میں جمعیت کے ذمہ داروں پر لمز وہمز بھی سنا اور عوام کو یہ بتایا گیا کہ جمعیت کے ذمہ داروں نے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دے کر ایک نیا فتنہ وفساد کھڑا کر دیا، اس طرح سے جمعیت کے ذمہ داران اور علماء کی نیتوں پر حملہ کرنا غیر معقول بات تھی، نہ تو یہ کوئی نیا مسئلہ تھا، نہ فتنہ، کیونکہ سلف سے اس مسئلہ میں اختلاف چلا آرہا تھا۔

میرے خیال میں برصغیر میں علماء اہل حدیث میں سب سے پرانا فتوی شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کا ہے، جس پر تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ گزر چکے ہیں۔

اس فتوے کی اہمیت اس وجہ سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ یہ انفرادی فتوی نہیں بلکہ اہلحدیث علماء کی ایک جماعت کا فتوی ہے، کیونکہ اس فتوی پر ان کی تائیدی مہریں اور دستخطیں موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ مولانا محمد عبد اللہ، مصنف کتاب تحفۃ الھند۔

۲۔ مولانا محمد عبد الحق، غالبا املومی صاحب ہیں۔

۳۔ مولانا امیر الدین صاحب۔ ۴۔ مولانا ابو محمد عبد الوہاب صاحب۔

۵۔ علامہ محدث کبیر عبد الرحمن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ، صاحب تحفۃ الاحوذی۔

۶۔ مولانا ابو القاسم محمد عبد الرحمن۔ ۷۔ مولانا محمد طاہر۔

۸۔ مولانا محمد تلطف حسین۔ ۹۔ علامہ سید محمد عبد السلام۔

۱۰۔ مولانا محمد یاسین رحیم آبادی، برادر علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی صاحب حسن البیان۔

۱۱۔ مولانا محمد عبدالحمید صاحب رحمہم اللہ جمیعاً۔

بلکہ اس فتوی میں یہ بھی موجود ہے کہ اس فتوی کے مرتب اور تیار کرنے والے محدث کبیر مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ تھے، کیونکہ انھوں نے اپنی دستخط کے ساتھ لکھا ہے کہ: حررہ أبوالعلی محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔ اسی طرح ان کے ساتھ اس فتوی کو تحریر کرنے والوں میں مولانا محمد یاسین رحیم آبادی رحمہ اللہ بھی تھے، کیونکہ انھوں نے بھی اپنی دستخط کے ساتھ لکھا ہے کہ: حررہ محمد یاسین رحیم آبادی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی رحمہ اللہ بھی بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل تھے، یہ فتوی صرف میاں صاحب رحمہ اللہ کا انفرادی فتوی نہیں ہے، آپ کے ساتھ آپ کے گیارہ شاگردوں کا بھی فتوی ہے۔

فتوی میں اختلاف کی صورت میں ہمارے اکابرین کا عمل:

والد محترم حاجی احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ کو میں نے بارہا یہ کہتے ہوئے سنا ہے بلکہ مجھ سے ذکر بھی کرتے تھے کہ قصبہ مئو آئمہ ضلع آلہ آباد یوپی کے اجلاس عام اور اہلحدیث کانفرنس کے اسٹیج پر چالیس پچاس علماء اہلحدیث موجود تھے، جن میں مولانا امرتسری، مولانا ابوالقاسم سیف بناری، مولانا محمد یونس پرتاپگڈھی رحمہم اللہ وغیرہ کے علاوہ استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپگڈھی ثم دہلوی رحمہ اللہ بھی اسٹیج پر موجود تھے، جن میں بعض علماء ایسے بھی تھے جن کا خیال تھا کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں، لیکن جب الہ آباد اور پرتابگڈھ کے کچھ اہلحدیث بھینس کی قربانی کا مسئلہ دریافت کرنے کیلئے اسٹیج پر گئے تو بعض ایسے علماء سے سوال کیا جو بھینس کی قربانی کے قائل نہیں تھے، لیکن انھوں نے سائل کو جواب دیا کہ بھائی میں تو بھینس کی قربانی کو صحیح نہیں سمجھتا، لیکن وہ شیخ الحدیث احمد اللہ بیٹھے ہوئے ہیں جو سب سے بڑے عالم ہیں، اور وہ جواز کے قائل ہیں، ان سے جا کر فتوی لے لو اور وہ جو کہیں

اسی پر عمل کرو۔

ہمیں اس بات کا علم ہے اور بعض ہمارے عرب مشائخ نے بھی ہمیں یہ بتایا کہ علامہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ جوفتوی کمیٹی کے صدر تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا کی فتوی کمیٹی نے تحقیق کر کے ایک فتوی مرتب کیا، مگر شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی رائے اس مسئلہ میں فتوی کمیٹی کی تحقیق اور رائے کی مخالف ہوتی تھی، اس کے باوجود علامہ ابن باز رحمہ اللہ کمیٹی کے فتوی پر اپنا تائیدی مہر اور دستخط ثبت کر دیتے اور کہتے کہ میں اپنی رائے اپنی ذات تک محدود رکھتا ہوں، اور کمیٹی کی مخالفت مناسب نہیں سمجھتا۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا بھی بعض مسائل میں فتوی دینے میں تقریباً یہی معمول تھا۔

ہمارے جتنے اہلحدیث علماء ہیں مجھے ان کے متعلق یہی حسن ظن ہے کہ ان کے درمیان اگر کبھی کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا ہے تو کوئی تعصب یا کسی کی حمایت ومحبت اس کی بنیاد نہیں ہوتی، مقصد سب کا عمل بالکتاب والسنہ ہوتا ہے، تقلید اور شخصیت پرستی کا کوئی تصور قلوب واذہان میں نہیں رہتا، صرف مسائل کے استنباط اور ادلہ کے فہم کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے، اسی لئے ہمارے مشایخ اور علماء کا اختلاف فرقہ بندی کی شکل نہیں اختیار کرتا، اور اختلاف کے باوجود ان کے آپسی احترام اور اعزاز واکرام میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ابن عربی کے متعلق شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد محدث کبیر علامہ شمس الحق رحمہ اللہ کا اختلاف آخری وقت تک موجود تھا، لیکن ہمیشہ اعتدال برقرار رہا، کبھی اختلاف شر کا سبب نہیں بنا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے جب ''تفسیر القرآن بکلام الرحمن'' لکھی تو بہت سے علماء نے بعض عبارتوں سے سخت اختلاف کیا، بات بہت بڑھ گئی، لیکن مولانا امرتسری رحمہ اللہ نے کبھی مخالفین کی تضلیل وتفسیق نہیں کی۔

اس مسئلہ میں مولانا امرتسری کے شدید مخالفین میں سے ایک مولانا ابوتراب عبدالحق صاحب امرتسری رحمہ اللہ تھے،مگر جب مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا انتقال ہوااوراس کی خبرانہیں ملی تو یہ تعزیتی خط لکھا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ابھی مولوی عطاءاللہ صاحب مرحوم خلف مولانا ثناءاللہ امرتسری صاحب کی شہادت کا صدمہ فراموش نہیں ہوا تھا کہ اس پر یہ صدمہ عظیمہ کا اضافہ ہوگیا کہ جس کے اظہار سے قلم وزبان قاصر ہے،مولوی صاحب مرحوم میرے ہم سبق تھے،نہایت ذکی تھے،آپ نے اسلام کی بہت سی خدمت کی، آریوں، عیسائیوں، قادیانیوں،شیعوں اور بدعقیدوں کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھیں،فن مناظرہ میں یدطولی رکھتے تھے،اورفی البدیہہ جواب دیتے تھے اوراپنا ثانی نہیں رکھتے تھے،اس زمانہ میں ایسے عالم کا اٹھ جانا ہماری شومئی قسمت ہے۔

مولانا امرتسری رحمہ اللہ کے بڑے مخالفین میں ومعترضین میں مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمہ اللہ بھی تھے،ایک مرتبہ لاہور میں جمعیت اہلحدیث کا اجلاس تھا،پنجاب کے بہت سے اکابر علماء اہلحدیث اسٹیج پر تشریف فرما تھے،باری باری مختلف علماء کرام کی تقریریں ہورہی تھیں،حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ بھی اسٹیج پر بیٹھے تھے،سارے لوگ شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ کا بے چینی سے انتظار کررہے تھے،تھوڑی دیر کے بعد مولانا ثناءاللہ امرتسری تشریف لائے تو سارے علماء استقبال اورملاقات کے لئے کھڑے ہوگئے،مگر مولانا حافظ عبداللہ روپڑی اپنی جگہ پر اپنا سر جھکائے بیٹھے رہے،نہ ملنے کے لیے بڑھے اورنہ کسی قسم کی خوشی کا اظہار کیا،مولانا امرتسری رحمہ اللہ جب سب سے ملکر فارغ ہوئے تو فورا آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے چہرے سے سلام کرکے مصافحہ کیااورپھراپنی جگہ پر بیٹھے۔

ہمارے اسلاف کے اختلاف سے متعلق علامہ حالی نے کیاخوب حقیقت کی عکاسی کی ہے:

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا

(۱) سیرت ثنائی،ص:(457)حاشیہ۔

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا　　خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی　　فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خودبخود آگ ان کی　　شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

ہم اپنے تمام علماء وفضلاء، واعظین ومقررین اور خواص وعوام سے اپیل کرتے ہیں کہ ہر قسم کے فروعی مسائل میں اختلاف وانتشار سے بچنے اور بچانے کی کوشش کریں، کسی بھی مسئلہ میں دلائل کی روشنی میں اختلاف رائے کوئی معیوب نہیں، مگر اس سے شماتت اعداء کو موقعہ نہ دیں جس سے رسول اللہ ﷺ پناہ مانگتے تھے، احترام واکرام باقی رکھیں، اپنی جماعتی اجتماعیت برقرار رکھیں، آپس میں الجھنے اور ٹکرانے کے بجائے باطل اور شرک وبدعات کے مٹانے میں ہم سب اپنی زبانی وقلمی طاقت وصلاحیت استعمال کریں۔

واللہ الموفق والھادی إلی سواء السبیل۔

کتبہ
ظفر الحسن مدنی
۲۵/شوال ۱۴۴۰ ہجری
شارجہ، متحدہ عرب امارات

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ (ممبئی)

(نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد:

بھینس کی قربانی کا مسئلہ ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں ہمیشہ سے باعث نزاع رہاہے،اور کچھ علماءزمانہ قدیم ہی سے بڑی شدت کے ساتھ اس کے جواز کے منکر رہے ہیں اوراس سلسلہ میں ان کے مضامین بھی منظرعام پرآتے رہے ہیں،مگر ذاتی طور پر مجھے ان کی تحریروں میں کبھی بھی علمی ثقل کا احساس نہیں ہوا، اور بعض لوگوں کی طول بیانی میں محض جذباتیت اورغیر مستحکم طرزِ استدلال ہی نظر آیا، جبکہ اس کے جواز کے قائل اہل علم کا موقف درست اورعلمی منہجیت سے ہم آہنگ لگا،اورعلمی دنیا کی باکمال ہستیوں اور مستند وکبار اہل علم کی اکثریت اس کے جواز ہی کی طرف گئی ہے۔

ہمارے شہر ممبئی میں یہ مسئلہ اس لئے زیر بحث نہیں رہا کہ یہاں عام طور پرلوگ بڑے جانوروں میں بیلوں کی قربانی کیا کرتے تھے،مگر جب سے سرکاری طور پر انہیں ممنوعہ جانوروں کی فہرست میں داخل کردیا گیااوروہ پابندی کے زمرے میں آگئے اس وقت سے غریبوں کے لئے بالخصوص مسئلہ پیدا ہوگیااوربھینس کے جواز اورعدم جواز پر بحث ہونے لگی، اور کچھ نوجوان اور جذباتی مولویوں نے انتہائی غیر منہجی اسلوب اورلب ولہجہ میں اس کے

عدم جواز کا فتویٰ صادر کردیا، اور اس کے جواز کی رائے رکھنے والے اہل علم پر ایسے نامناسب اور غیرعلمی تبصرے کرنے لگے جیسے وہ اسلام کی بنیاد کو ڈھادینے والے ہوں، اور انہوں نے جماعت کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھالیا ہو! اور یہ عام ماحول بنتا جارہا ہے کہ اس طرح کے لوگ ہر مسئلہ میں خواہ وہ کتنا ہی نازک یا اہم ہو اور علمی بصیرت وتحقیق کا متقاضی ہو بلاسوچے سمجھے اور دلائل وتحقیق کے مراحل سے گزرے بغیر فوری طور پر اس کے متعلق رائے زنی کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں گو اس سے امت میں کیسا ہی خلفشار اور جھگڑا کیوں نہ کھڑا ہو جائے! اور دوسروں کے تعالم کا رونا رونے والے خود متعالمین کی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں، اور جب سے سوشل میڈیا کا دور آیا ہے ہر آدمی خود کو پانچواں شہسوار ثابت کرنے پر تُل گیا ہے، اور علم وتحقیق کے نام پر ایسے ایسے نمونے سامنے آنے لگے ہیں کہ نہ پوچھئے!

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر صاحب کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ خواہ کیسی بھی اشتعال انگیزی یا ہنگامہ خیزی کا ماحول بنایا جائے وہ اُسے خاطر میں نہیں لاتے اور ہر مسئلہ کا جواب سنجیدہ علمی دلائل سے دینے کو ترجیح دیتے ہیں، اور اپنی اسی عادت کے پیش نظر انہوں نے نامعقول تبصروں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ فیصلہ یہ کیا کہ اس موضوع پر علمی دلائل کی روشنی میں ایک کتاب منظر عام پر لائی جائے جو ساری غیر سنجیدہ سرگرمیوں کا ایک باوقار علمی واخلاقی جواب ہو جائے، جو اہل علم کے شایان شان ہے۔

اس سلسلے میں نظر انتخاب جماعت کے فاضل نوجوان مولانا عنایت اللہ مدنی سلمہ اللہ پر پڑی جو ترجمہ وتالیف کے میدان میں نمایاں طور پر اپنی اہمیت ثابت کررہے ہیں، اور یہ

ایک نہایت ہی موزوں انتخاب ثابت ہوااور انہوں نے توقع کے مطابق نہایت عمدہ کتاب اس موضوع پر مرتب کردی جو اس کے تمام پہلوؤں کے ہمہ جہت جائزے پر مشتمل ہے، علمی دلائل سے مبرہن ہے، جس میں تمام اشکالات کا نہایت سنجیدہ اور اطمینان بخش جواب پیش کیا گیاہے، اور اس کتاب کی ایک اضافی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں قدیم علماء کے فتوؤں اور آراء کے ساتھ ساتھ معاصر اہل علم کی آراء وتاثرات کو بھی جمع کردیا گیاہے، اور وہ سب کی سب علمی دنیا کی مشہور ومعروف شخصیات ہیں اور فقہ وفتاویٰ کے باب میں نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر ایک علمی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جس کے لئے اس کے فاضل مولف اور کتاب کے محرک دونوں ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

آخر میں اس بات کو پھر سے دہراتا چلوں کہ اس مسئلے میں میری نظر میں درست موقف بھینس کی قربانی کے جواز کا ہے، اور یہ مسئلہ قیاسی نہیں بلکہ قرآن وسنت سے منصوص ہے، کیونکہ بھینس بھی کالے رنگ کی گائے ہی ہے' جیسا کہ اہل لغت نے اور اس فن کے ماہرین نے اس کی وضاحت کی ہے، اور کبار اہل علم اور فقہاء ومحدثین اور اپنے اپنے وقت کے ائمہ دین نے بلاجھجک اسے تسلیم کیاہے، اور جس طرح رنگوں سے اور الگ الگ ناموں سے آدمی کے آدمی ہونے میں فرق نہیں پڑتا، ایسے ہی کالی رنگت اور بھینس نام پڑنے سے اس کے بقر ہونے میں کوئی فرق نہیں واقع ہوسکتا، اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ جاموس بھی بقر ہی ہے تو پھر گائے اور بھینس میں جو عمدہ، نفیس، قیمتی اور پسندیدہ ہوگی اسی کی قربانی بھی افضل ہوگی۔ تاہم اگر کوئی شخص اپنے علمی دلائل کی وجہ سے یا قائلین جواز کے دلائل سے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے بھینس کی قربانی کے عدم جواز کا موقف رکھتا ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں اور وہ

آزاد ہے مگر اسے بھی یہ حق نہیں کہ وہ دوسروں کی نیتوں پر حملہ کرتا پھرے اور ان کی تسفیہ کرے البتہ علمی اثبات ورد میں کوئی مضائقہ نہیں۔ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

ایک بزرگ کے متعلق سنا کہ فرماتے ہیں کہ جاموس بقر کی جنس سے ہے تو کیا ہوا نوع میں تو اختلاف ہے؟! اب سوال یہ ہے کہ کیا شریعت نے جواز کے لئے کسی نوع کی تخصیص کی ہے؟ یا اسے مطلق اور عام رکھا ہے؟ اگر مطلق اور عام رکھا ہے اور یقیناً رکھا ہے تو پھر نوع کا اختلاف مانع جواز کب ہوسکتا ہے؟ اور اگر تخصیص کی کوئی دلیل ہو تو اسے منظر عام پر ضرور لانا چاہئے۔

عزیز گرامی مولانا عنایت اللہ صاحب مدنی کی طلب کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے یہ تحریر پیش خدمت ہے جو بعجلت لکھی گئی ہے، ممکن ہے اس سے ایک مسئلہ میں حق کی تائید ہمارے بھی نامۂ اعمال میں آجائے، وما توفیقی اِلا باللہ۔

دعا گو

محمد مقیم فیضی

۲۹ / جون ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر الطاف الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ (مدینہ طیبہ)

(استاذ جامعہ اسلامیہ، مدینہ طیبہ، مملکت سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين المبعوث رحمة للعالمين، وعلى آله وأزواجه وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

بھینس کی قربانی، ایک علمی وتحقیقی جائزہ، جمع وتالیف: ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی، ناشر: صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی، الہند۔

مندرجہ بالا کتاب کا موضوع اور محتوی اس کے عنوان سے ظاہر ہے، بھینس کی قربانی ایک مختلف فیہ اور ہندوستان کے موجودہ حالات کی روشنی میں وقت کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

فاضل مولف نے اس مسئلے سے متعلق تمام اقوال اور ان کے دلائل اور ما لہا وما علیہا کا علمی اور تحقیقی اسلوب میں موازنہ کرکے أدلہ اور قرائن کی روشنی میں جواز کی ترجیح اور تصریح کی ہے۔

اور عربی زبان کے ماہرین، کبار مفسرین، شراح احادیث اور دیگر قدیم وجدید علماء وفقہاء کے اقوال وتقریرات سے اس کی تائید وتوثیق کی ہے۔

جس طرح اونٹوں اور بکریوں کی کئی کئی قسمیں ہیں اور سب بھیمۃ الأنعام میں داخل ہیں اور ان کی قربانی جائز ہے، اسی طرح بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اور بھیمۃ الأنعام میں داخل ہے

اوراس کی قربانی جائز ہے۔

یہی بات میرے نزدیک بھی قرینۂ قیاس اورنصوص شرعیہ ومقاصد شریعت سے أقرب وألصق اورأولی بالقبول والعمل ہے۔

اللہ تعالی فاضل مولف اورجمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران اورتمام معاونین کو جزائے خیر دے اوران کی تمام اچھی کاوشوں کو قبول فرمائے،اورمزید انعام اورتوفیق سدید سےنوازے۔(آمین)

کتبہ: ألطاف الرحمن بن ثناء اللہ

مدینہ طیبہ۔ یکم جولائی ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر آر کے نور محمد مدنی حفظہ اللہ (چنئی)

(نائب امیر جمعیت اہلحدیث تملناڈو وپانڈیچری وڈائرکٹر الأذان عربی کالج چنئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

زیر نظر کتاب (بھینس کی قربانی ایک علمی اور تحقیقی جائزہ) تصنیف مولانا عنایت اللہ حفیظ اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ اپنے موضوع پر ایک مایہ ناز کتاب ہے، کتاب کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ قابل مصنف نے مذکورہ مسئلہ میں اِحقاقِ حق کے لئے بڑی گہرائی کے ساتھ کئی کتابوں کا مطالعہ کیا، اور علم وتحقیق کے میدان میں مسلسل جدو جہد کی، مسئلہ کی وضاحت کے لئے جن جن گوشوں میں بحث وجستجو کا امکان تھا موصوف نے ان تمام گوشوں سے متعلق بڑی قیمتی اور اہم معلومات جمع کیا، اور اس موضوع کا حق ادا کرنے کے لئے قرآن وتفسیر، احادیث وآثار، فقہ وفتاوی، لغت اور تاریخ، قدیم وجدید غرض ہر قسم کی کتابوں سے استفادہ کیا۔

حق کو ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے دلائل یکجا کر دیئے ،سلف کے اقوال وآثار اور علماء کے فتاویٰ جمع کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا، سرکردہ علماء کے اقوال نقل کئے جنہوں نے امت کے اجماع کا دعوی کیا ہے کہ بھینس بھی گائے کی ایک قسم ہے، جس میں زکاۃ

بھی واجب ہے اور جس کی قربانی بھی جائز ہے۔

حق یہ ہے کہ اس موضوع پر عربی زبان میں بھی ایسی مدلل عمدہ کتاب کا وجود نہیں ہے بلکہ موصوف سے میری گذارش ہے کہ اس کتاب کو عربی جامہ پہنائیں، تاکہ عرب علماء بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔

مولانا عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ کی کئی تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں، جو ان کی علمی قابلیت اور بحث وتحقیق پر خداداد صلاحیت کی غماز ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کو مزید توفیق عنایت فرمائے اور آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر آر کے۔نور محمد عمری مدنی
(نائب امیر جمعیت اہلحدیث تملناڈو وپانڈیچری
وڈائرکٹر الأذان عربی کالج چنئی)
۳/ جولائی ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالعظیم مدنی حفظہ اللہ (بنگلور)

(استاذ جامعہ دارالسلام عمرآباد وخطیب مرکزی مسجد اہلحدیث چارمینار، بنگلور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خراج تحسین!

شیخ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی اور راقم الحروف کے مابین شناسائی تقریباً دو عشروں پر محیط ہے، جب ہم سب جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں زیر تعلیم تھے۔ تعلیمی مراحل کے اختلاف کے باوجود مزاج وطبیعت کی ہم آہنگی نے ہمیں ایک دوسرے سے بہت قریب کیا اور جامعہ سے فراغت کے بعد بھی آج تک الحمد للہ یہ شناسائی قائم ہے۔

شیخ عنایت اللہ ایک خوش مزاج، خوش اخلاق اور کتاب وسنت کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے صالح نوجوان ہیں۔ خدمت دین کے ان کے جذبے نے انہیں ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھانے کی توفیق بخشی ہے جس کی ضرورت تو ملک ہندوستان میں ہر جگہ محسوس کی جاتی ہے پر اس موضوع پر معیاری اور مدلل تحریریں بہت کم پائی جاتی ہیں۔

"بھینس کی قربانی ایک علمی وتحقیقی جائزہ" اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے جس میں مولف موصوف نے بڑے ہی عالمانہ ومحققانہ انداز میں بھینس کی قربانی کے جواز کو نصوص کتاب وسنت اور اہل علم کی فقہی آراء کی روشنی میں بڑے مدلل اور مبرہن طریقے سے ثابت کیا ہے، شیخ محترم کی یہ علمی کاوش لائق صد تحسین ہے!

موجودہ دور میں جہاں پرنٹنگ اور طباعت کے نت نئے آلات دریافت ہو چکے ہیں، تصنیف وتالیف کا کام بہت آسان ہو چکا ہے، اور آئے دن سیکڑوں نئی نئی کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں، مگر ایک طرف کتابوں کی فراوانی کا یہ عالم ہے تو دوسری طرف اسی رفتار سے لوگوں کے اندر مطالعہ کے رجحان میں کمی آرہی ہے، ایسے میں کسی بھی کتاب کی کامیابی اور مصنف کتاب کی خوش نصیبی ہوگی کہ لوگوں میں اس کے دوسرے تیسرے ایڈیشن کی مانگ ہو۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سعادت شیخ عنایت اللہ کو حاصل ہے کہ ان کی اس بے نظیر علمی کاوش کا تیسرا ایڈیشن منظر عام پر آنے جارہا ہے۔

راقم الحروف دل کی عمیق گہرائیوں سے برادر محترم کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ ان کی اس عملی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین ثم آمین۔

دعا گو

حافظ عبدالعظیم مدنی

۷/ جولائی ۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ شمیم احمد خلیل سلفی حفظہ اللہ (قطر)

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين، و على آله وصحبه أجمعين۔

أمابعد!

شیخ عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی حفظہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، ان کے سیال قلم سے کافی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور علماء وقارئین سے دادتحسین لے چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو بحث وتحقیق کے ساتھ تصنیف وتالیف کا اچھا ذوق عطا فرمایا ہے، ان کی تحریر میں سنجیدگی ومتانت پائی جاتی ہے، سلف کے منہج سے انحراف نہیں کرتے، ہر بات دلائل وبراہین کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ان کی متعدد کتب میری نگاہ سے گذر چکی ہیں، اس وقت ان کی نرالی تصنیف ''بھینس کی قربانی، ایک علمی وتحقیقی جائزہ'' میرے سامنے ہے۔ میرے علم ودانش کے اعتبار سے اپنے موضوع پر اس قدر تفصیلی اور تحقیقی یہ پہلی کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں بحث وتحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور سنجیدگی اور متانت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔

گرچہ بھینس کی قربانی کا مسئلہ علماء اہل حدیث کے مابین مختلف فیہ رہا ہے، کسی نے جائز اور کسی نے ناجائز اور بعض نے نہ کرنے کو بہتر قرار دیا ہے، لیکن فاضل مصنف نے اہل لغت، فقہاء امت اور شارحین حدیث کی تحقیقات کی روشنی میں بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے اور

یہ واضح کیا ہے کہ بھینس گائے ہی کی جنس سے ہے اور اسی کی ایک نوع ہے، حلت، زکاۃ اور قربانی میں اسی کے حکم میں ہے، تفریق صحیح نہیں ہے۔ دلائل و براہین کو تفصیل سے ذکر کیا ہے، عدم جواز کے قائلین کے دلائل کو بھی ذکر کر کے اس کا جائزہ پیش فرمایا ہے اور شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، اور پوری کتاب میں بحث وتحقیق اور نقد و جرح میں متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس کوشش کو قبولیت سے ہمکنار فرمائے، اللہ کرے ہوز ورقلم اور زیادہ۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

شمیم احمد خلیل السلفی

(دوحہ۔قطر)

۵/۱۱/۱۴۴۰ھ

۸/۷/۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ (سعودی عرب)

(مترجم "المحکمۃ العامۃ" الخُبر، مملکت سعودی عرب)

اِنّ الحمدللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن والاہ، أما بعد:

شیخ ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ (ممبئی) کی کتاب "بھینس کی قربانی۔ایک علمی وتحقیقی جائزہ" کا نیا اضافہ شدہ ایڈیشن زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے جارہا ہے۔اور فاضل مؤلف کی خواہش ہے کہ ہم بھی کتاب کے بارے میں اپنی رائے اور تاثرات کا اظہار کریں۔

ہم نے کتاب کو طائرانہ نظر سے دیکھا ہے کیونکہ اس کی کاپی پریس میں جانے سے صرف ایک دن پہلے ہمیں کتاب دیکھنے کا موقع ملا۔بہرحال کتاب کے سرسری مطالعہ سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے کہ مؤلف نے اس کی تالیف میں خاصی محنت کی ہے۔

کتاب کے شروع میں سورۃ المائدہ اور سورۃ الحج میں واردہ الفاظ "بھیمۃ الأنعام" کی لغوی وشرعی تشریح اور پھر سورۃ الأنعام میں واردہ الفاظ "ثمانیۃ أزواج" کا پس منظر اور اسی سلسلہ میں متعدد علماء کرام کی تصریحات ذکر کی ہیں۔

بھینس کی عربی "الجاموس" جوکہ اصلاً عربی لفظ نہیں بلکہ فارسی الفاظ "گاؤمیش" سے معرّب ہے۔لہٰذا اس کی تعریب، اشتقاق اور وجہ تسمیہ پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

بھینس کی قربانی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس سلسلہ میں علماء وفقہاء کے تین گروہ ہیں:

۱۔ جواز والے۔ ۲۔عدمِ جواز والے۔ ۳۔احتیاط والے۔

اور مؤلف نے جواز والوں کے قول کو راجح قرار دیا ہے اور اس پر قوی دلائل اور علماء وفقہاء

اور شارحین حدیث ومفسرین کے اقوال پیش کیے ہیں اور دس علماء وفقہاء کی تصریحات ذکر کر کے گائے اور بھینس کی یکسانت پر اجماع نقل کیا ہے جو جواز کو مستلزم ہے۔

جواز کی تائید کے لئے سولہ فقہاء کرام، بارہ عرب علماء ومفتیانِ کرام اور پاک وہند کے اٹھارہ علماء وشیوخ الحدیث کے اقوال وآراء بیان کی ہیں۔

اور اسی پر بس نہیں بلکہ ایک غیر جانبدار محقق کی طرح عدم جواز والوں کے دلائل وآراء بھی ذکر کی ہیں اور بھینس کی قربانی کے بارے میں دس علمی اشکالات اور پانچ عوامی شبہات کا ازالہ بھی کیا ہے۔

۲۲۹ صفحات کی اس کتاب میں سنابلی صاحب نے اس موضوع پر تفصیل وتحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ بیسوں سال پہلے ہم نے متحدہ عرب امارات سے نشر ہونے والے اپنے ریڈیو پروگرام ''دین ودنیا'' میں اس موضوع کو بہت مختصر بلکہ اشاروں کی حد تک ذکر کیا تھا جو کہ ہماری پاک وہند میں مطبوعہ کتاب ''عیدین وقربانی'' کے صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۳ میں محفوظ ہے۔ لیکن اس موضوع کا صحیح حق سنابلی صاحب نے ادا کیا ہے۔

مؤلفِ کتاب وصوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی مستحق مبارکباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور اس کی طباعت واشاعت میں دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی طرح شرکت کرنے والے تمام احباب کی اس علمی خدمت کو شرفِ قبول سے نوازے۔ (آمین)

والسلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

(مترجم المحکمہ العامہ بالخبر، سعودی عرب)

۵/۱۱/۱۴۴۰ھ-۸/۷/۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ شہاب اللہ مدنی حفظہ اللہ (شارجہ)

(محقق جامعہ قاسمیہ دارالمخطوطات الاسلامیہ، شارقہ، متحدہ عرب امارات)

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد وآله وصحبه أجمعين، وبعد:

''بھینس کی قربانی -ایک علمی وتحقیقی جائزہ'' کے عنوان سے کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا، جس کی تالیف محترم عالم فاضل جناب عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی صاحب نے کی ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ اس وقت لوگوں میں شدومد سے گردش کر رہا ہے، جبکہ اس سے قبل اس مسئلہ میں استفتاءات اور علماء کے فتاوی اتنا رائج اور نہ مزید بحث ومباحثہ کے متقاضی تھے، لیکن علماءسلف کا کلام اوران کے بیانات کسی حدتک کتابوں میں مذکور تھے۔

اس وقت ضرورت کی مناسبت سے تفصیلی اور جامع ومدلل تحریر کی ضرورت تھی جسے مولانا موصوف نے پیش کیا ہے۔

''بھیمۃ الأنعام'' کے معنیٰ ومفہوم اوراس کے مشمولات کو انہوں نے اقوال سلف سے واضح کیاہےٗاور علماء فقہ ولغت اور علم حیوانات پر مشتمل کتابوں سے یہ ثابت کیاہے کہ ''جاموس'' یعنی بھینس بقرہ کی ایک نوع ہےاور اسی کی جنس سے ہے، نیز مسئلہ میں علماء کے فتاویٰ بھی بکثرت نقل کیاہے۔

جن لوگوں کا قول بھینس کی قربانی کی ممانعت میں ہے یا طریقۂ احتیاط اختیارکیاہے، ان کے دلائل واقوال کا بھرپور جائزہ اور دلیلوں کا جواب بھی دیاہے اور علماء اہلحدیث کے

فتاوؤں کو بھی بکثرت نقل کیا ہے۔

کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ بات عیاں و بیاں ہو جاتی ہے کہ جاموس بقر کی ایک قسم ہے، بھیمۃ الأنعام میں شامل ہے اور کتب حدیث میں اقوال نبی ﷺ یا صحابہ کے آثار میں اس کا وجود نہ ہونے کا سبب بھی ذکر کیا ہے، مزید تاریخی اعتبار سے بلاد حجاز کے لوگوں کو اس کا کب سے علم ہوا یہ بھی بیان کیا ہے۔ اسی لئے دوسری و تیسری صدی میں اس کے احکام و مسائل زکاۃ و أضحیہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

اللہ تعالی ان کی مخلصانہ و مجتہدانہ کوششوں کو قبول فرمائے، اور مسئلہ میں حق کی وضاحت اور ضرورتِ وقت کے حساب سے اس کی نشر و اشاعت میں صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کی محنتوں کو اللہ تعالی قبول فرمائے، آمین۔

ہم کتاب کی تالیف پر مؤلف و ناشر کے شکر گزار ہیں اور مسئلۂ مذکورہ میں اُن کی تائید کرتے ہیں۔

کتبہ: شہاب اللہ مدنی

(جامعہ قاسمیہ دار المخطوطات الاسلامیہ،

شارقہ، متحدہ عرب امارات)

۷/۷/۲۰۱۹ء

تاثر وتقریظ

فضیلۃ الشیخ حمزہ باقوی حفظہ اللہ (کیرالا)

(صدر ومفتی عام جمعیت علماء کیرالا، ہند)

جمعية العلماء بكيرالا بوليكل كيرالا الهند
هذه الجمعية تم تسجيلها لدى رابطة العالم الاسلامي رقم [illegible] تاريخ [illegible]
KERALA JAM-IYYATHUL ULAMA (REGD)
P.O. Pulikkal-673 637, Kerala State, India (Estd. 1924)
Phone: 0483 - 2790690
2791048
2791338

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقم

تاريخ

السلام عليكم ورحمة الله

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله محمد صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد:

فهذا جواب عن سؤال بعض الناس عن جواز الأضحية بالجاموس المعروف، هل فيها اتباع أم لا؟

وأقول قبل الشروع في أدلة الجواب أن بعض العلماء في بعض البلاد قد حملوا بعض الألفاظ الواردة في القرآن والسنة على عرفهم وعادتهم أو على اصطلاحهم، ولم يستعملوها على معانيها الحقيقية اللغوية العامة التي هي أولى وأليق لإيجاز القرآن وإعجازه، ويحملهم واصطلاحهم يكون اشتباه وشكوك على بعض العوام فيما بعد.

ومن ذلك تسميتهم عيد الأضحى بعيد البقرة، ولم يسموا بعيد الإبل والغنم، ويفهم العوام من تسميتهم أن الأضحية مخصوصة بالبقرة التي هي أنثى الثور. ولعل منشأ هذا العرف والتسمية مخالفة المشركين الذين يعبدون البقرة.

الجواب: قد شرع الله والرسول ﷺ التضحية والقربة والهدي بالمواشي الداجنة من الأنعام لقوله تعالى: { وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا} [الحج: 36].

وفسر بعض العلماء لفظ "الْبُدْنَ" بالإبل والبقرة، وعلى هذا لايدخل فيه الشاة، ولكن الأحاديث الصحيحة قد جاءت بقربان الشاة، وقد ضحى رسول الله ﷺ بكبشين أملحين، وقد قرب خليل الله إبراهيم عليه السلام "بِذِبْحٍ عَظِيمٍ" وكان ذلك كبشا كما في التفاسير.

جمعية العلماء بكيرالا بوليكل كيرالا الهند
هذه الجمعية تم تسجيلها لدي رابطة العالم الاسلامي رقم [illegible] تاريخ [illegible]
KERALA JAM-IYYATHUL ULAMA (REGD)
P.O. Pulikkal-673 637, Kerala State, India (Estd. 1924)
Phone: 0483 - 2790690
2791048
2791338

بســـــم الله الرحمـــن الرحيـــــم

الرقم

تاريخ

معنى البقرة والجاموس في اللغة والشرع:

البقر: جنس من فصيلة البقريات يَشْمَل الثور والجاموس وَيُطلق على الذّكر وَالْأُنْثَى وَمِنْه المستأنس الَّذِي يتَّخذ للبن والحرث. (المعجم الوسيط)
الفصيلة: أنثى الفصيل وهو ولد الناقة والبقرة إذا فصل عن أمه. (منجد)

الجاموس: حَيَوَان أَهلِي من جنس الْبَقر والفصيلة البقرية مزدوجات الْأَصَابِع المجترة يربى للحرث ودر اللَّبن (ج) جواميس. (المعجم الوسيط)

الجَاموسُ: نَوعٌ من البَقَرِ، معروفٌ، مُعَرَّبُ كَاوْمِيش، وَهِي فارسيَّةٌ، ج الجَوامِيسُ، وَقد تكلَّمَتْ بِهِ العَرَبُ. (تاج العروس شرح القاموس المحيط 4/ 122)
وَلَا تَصِحُّ التَّضْحِيَةُ إلَّا مِنْ إبِلٍ وَبَقَرٍ أَهْلِيَّةٍ عِرَابٍ أَوْ جَوَامِيسَ لِلِاتِّبَاعِ. (تحفة المحتاج 9/ 348)

ويدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه. الهداية (2/ 433)
وَالْبَقَرُ اسْمُ جِنْسٍ جَمْعِيٍّ وَاحِدُهُ بَقَرَةٌ وَبَاقُورَةٌ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى فَالتَّاءُ لِلْوَحْدَةِ. (حاشية الشرواني على تحفة المحتاج 3/ 210)

فثبتت التضحية والقربان بالجاموس بالقرآن والسنة قولا واحدا لجميع العلماء. وبذلك كان المسلمون في كيرالا يذبحون الجواميس للأضحية ولسائر القرابين مع غلو الأثمان، خلافا لمن توهم أن الجاموس لا يدخل في لفظ البدنة والبقرة والأنعام.

فإذا كان المنع من التضحية بالبقرة من جهة الحكومة أو من طائفة من الناس فليذبح المسلمون بغيرها من الجواميس والإبل والشاة لإعدام الفتنة، والله ولي التوفيق.

بقلم حمزة باقوي
(رئيس جمعية العلماء بكيرالا ومفتيهم)
١٢/٠٧/٢٠١٩م

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پہلی فصل:

”بھیمۃ الأنعام“ (قربانی کا جانور) کا معنیٰ ومفہوم

قربانی کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں جہاں بہت سے احکام ومسائل کی رہنمائی امت کو دی گئی ہے وہیں بدیہی طور پر قربانی کے جانوروں کے اقسام وانواع - یعنی کن جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے، اُن - کی بھی نشاندہی اور وضاحت کی گئی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جن جانوروں کی قربانی مشروع فرمائی ہے انہیں ”بھیمۃ الانعام“ کا نام دیا ہے، جیسا کہ متعدد آیات میں ارشاد ہے:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ ﴾ [الحج: ۳۴]۔

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (وفات: ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”يَعْنِي: الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ، كَمَا فَصَّلَهَا تَعَالَى فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ وَأَنَّهَا ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ﴾ الآيَةَ“[الانعام:۱۴۳]۔(۱)

یعنی اونٹ، گائے اور بکرا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ وہ ”نر و مادے“ آٹھ ہیں۔(آیت آگے آرہی ہے)

نیز ارشاد ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۖ فَكُلُوا۟ مِنْهَا وَأَطْعِمُوا۟ ٱلْبَآئِسَ ٱلْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾﴾ [الحج:۲۸]۔

اوران مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ ۖ مِّنَ ٱلضَّأْنِ ٱثْنَيْنِ وَمِنَ ٱلْمَعْزِ ٱثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ ٱلْأُنثَيَيْنِ أَمَّا ٱشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّـُٔونِى بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ ٱلْإِبِلِ ٱثْنَيْنِ وَمِنَ ٱلْبَقَرِ ٱثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ ٱلْأُنثَيَيْنِ أَمَّا ٱشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ وَصَّىٰكُمُ ٱللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ

(۱) تفسیر ابن کثیر،تحقیق سامی سلامۃ،(5/416)۔

كَذِبًا لِّيُضِلَّ ٱلنَّاسَ بِغَيۡرِ عِلۡمٍۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٤٤﴾ [الانعام: ۱۴۳، ۱۴۴]۔

(پیدا کیے) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟ تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتاؤ اگر سچے ہو۔ اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟ کیا تم حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا؟ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے، تا کہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔

نیز ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلۡأَنۡعَٰمِ ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖۚ﴾ [الزمر: ٦]۔

اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ) اتارے۔

"بھیمۃ الأنعام" کا لغوی مفہوم:

اولاً: "بھیمۃ":

ا۔ "بہیمہ" کا لغوی مفہوم:

"بھیمۃ" کا لفظ "بھم، اور اِبھام سے ماخوذ ہے، جس کے معنی پوشیدگی، اغلاق، اور عدم وضوح کے ہیں، علمائے لغت کہتے ہیں:

''كلّ حيّ لَا يُمَيِّز فَهُوَ بَهِيمة''۔(۱)

ہر زندہ جو تمیز نہ کرسکے وہ بہیمہ ہے۔

اور اس بہیمہ کی صفت وکیفیت کے بارے میں علمائے لغت نے صراحت کی ہے کہ وہ چار پیروں کا جانور ہے خواہ خشکی میں ہو یا تری میں، چنانچہ علامہ زبیدی (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''البَهِيمَةُ كَسَفِينَةٍ: كُلُّ ذاتِ أَرْبَعِ قَوائِمَ ولَوْ فِي الماءِ''(۲)۔

بہیمہ سفینہ کے وزن پر ہے جو ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے خواہ وہ پانی کا ہی ہو۔

اور علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

''والبهيمة اسم لكل ذي أربع من الحيوان لكن خص في التعارف بما عدا السباع والضواري من الوحوش''(۳)۔

بہیمہ ہر چوپایہ جانور کا نام ہے، لیکن عرف عام میں ان جانوروں کے ساتھ خاص ہے جو درندے اور خونخوار جنگلی نہ ہوں۔

اور علامہ محمد محمود حجازی لکھتے ہیں:

''وخصها العرف بذوات الأربع من حيوان البر والبحر''(۴)۔

---

(۱) تہذیب اللغۃ،6/178،ولسان العرب12/56،والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر1/65۔

(۲) تاج العروس31/307، نیز دیکھئے: تہذیب اللغۃ,6/179،والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر1/65، الکلیات،ص:226،وحیاۃ الحیوان الکبری،1/228،ومعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ،1/257۔ نیز دیکھئے: تفسیر القرطبی(6/34)نیز فتح القدیر للشوکانی(2/6)وروح البیان(2/337)،وتفسیر الکشاف للزمخشری(1/601)۔

(۳) فتح البیان فی مقاصد القرآن(3/322)۔

(۴) التفسیر الواضح(1/474)۔

عرف نے اسے خشکی اور سمندر کے چار پائے جانوروں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

۲۔ ''بھیمۃ'' کی وجہ تسمیہ:

علمائے لغت بھیمہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وَإِنَّمَا قيل لَهُ: بَهِيمَة لِأَنَّهُ أُبهِم عَن أَن يمِيِّز ''۔(۱)

اسے بھیمہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسے تمیز کرنے سے مبھم، بند اور محروم کر دیا گیا ہے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابو ہلال عسکری رحمہ اللہ (۳۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''وَسميت الْبَهِيمَة بَهِيمَة لِأَنَّهَا أبهمت عَن الْعلم والفهم وَلَا تعلم وَلَا تفهم فَهِيَ خلاف الْإِنْسَان والإنسانية خلاف البهيمية فِي الْحَقِيقَة وَذَلِكَ أَن الْإِنْسَان يَصح أَن يعلم إِلَّا أَنه ينسى مَا علمه والبهيمة لَا يَصح أَن يعلم''(۲)۔

بھیمہ کا نام بھیمہ اسی لئے ہے کہ اسے علم اور سمجھ بوجھ سے بند رکھا گیا ہے، نہ وہ جان سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے، بلکہ وہ انسان کے خلاف ہے، اور درحقیقت انسانیت بھیمیت کے برخلاف ہے کیونکہ انسان علم کے قابل ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ معلومات کو بھول بھی جاتا ہے، لیکن بھیمہ تو علم کے قابل ہی نہیں ہے۔

علامہ محمد بن ابو الفتح بعلی رحمہ اللہ (۷۰۹ھ) فرماتے ہیں:

''سميت البَهِيْمَةُ بذلك؛ لأنها لا تتكلم''(۳)۔

---

(۱) تہذیب اللغۃ،6/178،ولسان العرب12/56،والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر1/65۔

(۲) الفروق اللغویۃ للعسکری ص:274۔

(۳) دیکھئے: المطلع علی ألفاظ المقنع (ص:157)۔

اسے بہیمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بات نہیں کرتا۔

علامہ محمد بن موسیٰ دمیری رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''سميت بهيمة لإبهامها، من جهة نقص نطقها وفهمها، وعدم تمييزها وعقلها''(۱)۔

بہیمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی اور سمجھ کی کمی اور عقل وتمیز سے محرومی کے اعتبار سے، بند اور مبہم ہوتا ہے۔

اور صاحب ''الكليات'' علامہ ابو البقاء کفوی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۹۴ھ) فرماتے ہیں:

''الْبَهِيمَة : كل حَيّ لَا عقل لَهُ، وكل مَا لَا نطق لَهُ فَهُوَ بَهِيمَة، لما فِي صَوته من الْإِبْهَام، ثمَّ اخْتصَّ هَذَا الِاسْم بذوات الْأَرْبَع وَلَو من دَوَاب الْبَحْر، مَا عدا السبَاع''(۲)۔

بہیمہ: ہر جاندار جسے عقل نہ ہو اور جسے گویائی نہ ہو وہ بہیمۃ ہے، کیونکہ اس کی آواز میں ابہام ہوتا ہے، پھر اس نام کو چوپایوں کے لئے خاص کر لیا گیا، خواہ وہ سمندری جانور بھی ہو، سوائے درندوں کے۔

اسی بات کی وضاحت مفسرین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ علامہ بغوی (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

''سُمِّيَتْ بَهِيمَةً لِأَنَّهَا أُبْهِمَتْ عَنِ التَّمْيِيزِ، وَقِيلَ: لِأَنَّهَا لَا نُطْقَ لَهَا''(۳)۔

---

(۱) حياة الحيوان الكبرى 1 / 228، نیز دیکھئے: النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المهذب 1 / 223، والكليات ص: 226، وتاج العروس 31 / 307، والمزهر في علوم اللغة وأنواعها 1 / 315، والتفسير الواضح (1 / 474)۔

(۲) دیکھئے: الكليات، (ص:226)۔

(۳) تفسير البغوي طبع دار طيبة 2 / 7، نیز دیکھئے: تفسير ابن عطية، 2 / 145، وتفسير البيضاوي، 2 / 113۔

بہیمہ کو بہیمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تمیز سے محروم ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گویائی سے محروم ہے۔

اور امام ابن عطیہ (۵۴۲ھ)، قرطبی (۶۷۱ھ) اور شوکانی (۱۲۵۰ھ) رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

’’سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِإِبْهَامِهَا مِنْ جِهَةِ نَقْصِ نُطْقِهَا وَفَهْمِهَا وَعَدَمِ تَمْيِيزِهَا وَعَقْلِهَا، وَمِنْهُ بَابٌ مُبْهَمٌ أَيْ مُغْلَقٌ، وَلَيْلٌ بَهِيمٌ، وَبُهْمَةٌ لِلشُّجَاعِ الَّذِي لا يدرى من أين يؤتى له‘‘(۱)۔

بہیمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی اور سمجھ کی کمی اور عقل وتمیز سے محرومی کے اعتبار سے بند اور مبہم ہوتا ہے، اور اسی سے ’’باب مبہم‘‘ ہے یعنی بند دروازہ، اور ’’لیل بہیم‘‘ ہے یعنی بالکل اندھیری رات، اور ’’بُھمۃ‘‘ اس بہادر اور پہلوان کو کہتے ہیں، کہ سمجھ میں نہ آئے کہ اس پر کیسے قابو پایا جائے۔

علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

’’وإنما سميت بذلك لإبهامها من جهة نقص نطقها وفهمها وعقلها، ومنه باب مبهم أي مغلق، وليل بهيم‘‘(۲)۔

اسے بہیمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی، عقل اور سمجھ کی کمی کے اعتبار سے بند اور مبہم ہوتا ہے، اور اسی سے ’’باب مبہم‘‘ ہے یعنی بند دروازہ، اور ’’لیل بہیم‘‘ ہے یعنی بالکل گھپ اندھیری رات۔

---

(۱) تفسیر القرطبی (6/34) فتح القدیر للشوکانی (2/6) والمحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، لابن عطیہ (2/145)۔

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن (3/322)۔

اوراسی بات کی وضاحت دیگر علمائے تفسیر اور شارحین حدیث نے بھی فرمائی ہے۔[۱]

ثانیاً: ''الأنعام'':

ا۔''الأنعام'' کا لغوی مفہوم:

أنعام کا واحد نعم صرف اونٹ کو کہتے ہیں، اورانعام اونٹ ، گائے اور بکری سب پر بولا جاتا ہے،بشرطیکہ اس میں اونٹ بھی ہو،ورنہ نہیں۔

علامہ ابونصر جوہری فارابی رحمہ اللہ (۳۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''والنعم: واحد الانعام، وهي المال الراعية وأكثر ما يقع هذا الاسم على الإبل''[۲]۔

نعم انعام کی واحد ہے، یہ چرنے والے جانوروں پر بولا جاتا ہے، اوراس نام کا زیادہ تر اطلاق اونٹ پر ہوتا ہے۔

امام ابن فارس رحمہ اللہ (۳۹۵ھ) فرماتے ہیں:

''والنعمُ: الإبل، قال الفراء: هو ذكر لا يؤنث، ... ويجمع أنعاماً، والأنعام: البهائم''[۳]۔

نعم اونٹ کو کہتے ہیں، فراء کہتے ہیں: یہ مذکر ہے اس کا مونث نہیں آتا،۔۔۔اس کی جمع

---

(۱) دیکھئے: تفسیر القرطبی 6/ 34، والتفسیر المنیر للزحیلی (6/ 64)، وعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (10/ 56)، وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36/ 305)۔

(۲) الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (5/ 2043)، نیز دیکھئے: المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2/ 613)، والعین (2/ 162)۔

(۳) مجمل اللغۃ لابن فارس (ص: 874)۔

انعام آتی ہے،اور انعام چوپایوں کو کہا جاتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ (۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”لكِنِ الأَنْعَامُ تقال للإبل والبقر والغنم، ولا يقال لها أَنْعَامٌ حتى يكون في جملتها الإبل“(۱)۔

لیکن انعام کا لفظ اونٹ، گائے اور بکری پر مشترکہ بولا جاتا ہے،انعام نہیں کہا جاسکتا یہاں تک کہ اُن میں اونٹ بھی ہو۔

علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ (۷۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”قَالَ ابْنُ الأَعرابي: النِّعَمُ الإِبل خَاصَّةً، والأَنعام الإِبل وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ“(۲)۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں: نعم خصوصیت کے ساتھ اونٹ کو کہتے ہیں جبکہ انعام اونٹ، گائے اور بکری پر بولا جاتا ہے۔

علامہ ابوالعباس احمد فیومی حموی رحمہ اللہ (۷۷۰ھ) لکھتے ہیں:

”يطلق الأنعام على هذه الثلاثة، فإذا انفردت الإبل فهي نعم، وإن انفردت الغنم والبقر لم تسم نعماً“(۳)۔

انعام کا لفظ ان تینوں (اونٹ، گائے اور بکری) پر بولا جاتا ہے،اور جب اونٹ الگ ہو تو وہ نعم ہے،اور اگر گائے اور بکری الگ ہوں تو انہیں نعم نہیں کہا جائے گا۔

---

(۱) المفردات فی غریب القرآن (ص:815)۔
(۲) لسان العرب (12/585)، نیز دیکھئے: المحکم والمحیط الأعظم (2/198)۔
(۳) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2/613)، نیز دیکھئے: التعریفات الفقهیة، از محمد عمیم برکتی (ص:37)۔

ڈاکٹر سعدی ابو جیب لکھتے ہیں:

''النعم: الابل، والبقر، والغنم مجتمعة، فإذا انفردت البقر، والغنم لم تسم نعما، ج: أنعام''(۱)۔

نعم: اونٹ، گائے اور بکری کو اجتماعی طور پر کہا جاتا ہے، اگر گائے اور بکری الگ ہو جائے تو انہیں نعم نہیں کہا جائے گا، اس کی جمع انعام ہے۔

خلاصہ کلام اینکہ نعم اور انعام میں اہل عرب کے یہاں فرق ہے، چنانچہ فرق نہ کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے علامہ قاسم بن علی حریری بصری رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

''وَكَذَلِكَ لَا يفرقون بَين النعم والأنعام وَقد فرقت بَينهمَا الْعَرَب، فَجعلت النعم اسْما لِلْإِبِلِ خَاصَّة وللماشية الَّتِي فِيهَا الْإِبِل وَقد تذكر وتؤنث، وَجعلت الْأَنْعَام اسْما لأنواع الْمَوَاشِي من الْإِبِل وَالْبَقر وَالْغنم، حَتَّى أَن بَعضهم أَدخل فِيهَا الظباء وحمر الْوَحْش''(۲)۔

اسی طرح لوگ نعم اور انعام میں فرق نہیں کرتے، حالانکہ عربوں نے دونوں میں فرق کیا ہے، چنانچہ خصوصیت کے ساتھ صرف اونٹ کو، اور اسی طرح جن مویشوں میں اونٹ بھی ہو، انہیں نعم کا نام دیا ہے، اور یہ مذکر اور مونث بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور مویشیوں کی مختلف قسموں مثلاً اونٹ، گائے اور بکریوں کو انعام کا نام دیا ہے، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے میں اس میں ہرنوں اور وحشی گدھوں کو بھی داخل کیا ہے۔

(۱) القاموس الفقہی (ص:355)، نیز دیکھئے: المطلع علی ألفاظ المقنع (ص:157)، وتفسیر غریب ما فی الصحیحین البخاری ومسلم (ص:394)۔

(۲) درۃ الغواص فی أوہام الخواص (ص:240)۔

۲۔ ''الأنعام'' کی وجہ تسمیہ:

(الف) **''نعم''**: نعومت سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ نرمی اور ملائمت کے ہوتے ہیں، چونکہ قربانی کے ان جانوروں کی چالوں میں نرمی ہوتی ہے اس مناسبت سے انہیں بہیمہ کے ساتھ ''انعام'' سے مخصوص کیا گیا، (یعنی نرم چال والے چوپائے)، جیسا کہ اہل علم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِلِينِ مَشْيِهَا''(۱)۔

انہیں اُن کی نرم چال کی وجہ سے ''انعام'' کہا گیا ہے۔

اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

''سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِمَا فِي مَشْيِهَا مِنَ اللِّينِ''(۲)۔

انہیں اس لئے انعام کہا گیا ہے کہ ان کی چالوں میں نرمی پائی جاتی ہے۔

اسی طرح علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

''سميت بذلك لما في مشيها من اللين''(۳)۔

انہیں انعام کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی چالوں میں نرمی ہوتی ہے۔

(ب) جبکہ بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ ''أنعام''، نعمت سے ماخوذ ہے، اور نعم کا لفظ اہل عرب خاص اونٹوں پر بولا کرتے تھے، کیونکہ اونٹ ان کے یہاں عظیم نعمت مانا جاتا تھا۔

---

(۱) تفسیر القرطبی (6/34)، نیز دیکھئے: ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36/305)۔

(۲) فتح القدیر للشوکانی (2/6)۔

(۳) فتح البیان فی مقاصد القرآن (3/323)۔

علامہ ابن فارس رحمہ اللہ (۳۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''وَالنَّعَمُ: الْإِبِلُ، لِمَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ وَالنِّعْمَةِ'' (۱)۔

نعم: اونٹ ہے، کیونکہ اس میں خیر ونعمت ہے۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ (۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''وتسميتُهُ بذلك لكون الإبل عندهم أَعْظَمَ نِعْمةٍ''(۲)۔

نعم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اونٹ ان کے یہاں عظیم ترین نعمت تھا۔

امام عبدالرؤوف مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

''والنعم مختص به الإبل سميت به لكونها عندهم من أعظم النعم''(۳)۔

اور نعم اونٹ کے ساتھ خاص ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اونٹ عربوں کے یہاں ایک عظیم نعمت تھا۔

علامہ عبدالقادر عمر بغدادی رحمہ اللہ (۱۰۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''النعم مُخْتَصّ بِالْإِبِلِ قَالَ: وتسميته بذلك لكَون الْإِبِل عِنْدهم أعظم نعْمَة''(۴)۔

نعم: اونٹ کے ساتھ خاص ہے، اور نعم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اونٹ ان کے یہاں عظیم ترین نعمت تھا۔

---

(۱) مقاييس اللغة (5/446)۔

(۲) المفردات في غريب القرآن (ص:815)۔

(۳) التوقيف على مهمات التعاريف (ص:327)۔

(۴) خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب للبغدادي (1/408)۔

علامہ محمد بن محمد مرتضی زبیدی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''إنَّما خُصَّتِ النَّعْمُ بِالإِبِلِ لِكَوْنِها عِنْدَهم أَعْظَمَ نِعْمَة''(۱)۔

نعم کو اونٹ کے ساتھ اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ وہ عربوں کے یہاں سب سے بڑی نعمت تھا۔

۳۔ ''الأنعام'' بھیمۃ کی وضاحت اور بیان ہے:

امام بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

''وَقَيَّدَهَا بِالنَّعَمِ لِأَنَّ مِنَ الْبَهَائِمِ مَا لَيْسَ مِنَ الْأَنْعَامِ كَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، لا يجوز ذبحها فِي الْقَرَابِينَ''(۲)۔

بہیمہ کو نعم سے مقید کردیا، کیونکہ کچھ بہائم (چوپائے) ایسے بھی ہیں جو انعام نہیں ہیں، جیسے گھوڑے، خچر، اور گدھے، انہیں قربت کے کاموں میں ذبح کرنا جائز نہیں۔

علامہ زمخشری (۵۳۸ھ) تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں:

''البهيمة: كلّ ذات أربع في البرّ والبحر، وإضافتها إلى الأنعام للبيان، وهي الإضافة التي بمعنى ''من'' كخاتم فضة ومعناه: البهيمة من الأنعام''(۳)۔

بہیمہ: خشکی اور سمندر کے ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے، اور انعام کی طرف اس کی اضافت بیان ووضاحت کے لئے ہے، یعنی وہ اضافت جو ''من'' (سے) کے معنیٰ میں ہے، جیسے کہا جاتا ہے:

---

(۱) تاج العروس (33/510)۔

(۲) تفسیر البغوی (3/340)۔

(۳) الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (1/601)۔

چاندی کی انگوٹھی۔اوراس کا معنیٰ ہے:انعام میں سے بہیمہ۔

علامہ اسماعیل حقی استانبولی رحمہ اللہ (۱۱۳۷ھ) لکھتے ہیں:

''البهيمة كل ذات اربع واضافتها الى الانعام للبيان ... فالبهيمة أعم من الانعام لان الانعام لا تتناول غير الأنواع الاربعة من ذوات الأربع''(۱)۔

بہیمہ ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے، اور انعام کی طرف اس کی اضافت بیان و وضاحت کے لئے ہے۔۔۔ چنانچہ بہیمہ انعام سے زیادہ عام ہے، کیونکہ انعام چاروں قسموں کے علاوہ دیگر چوپایوں کو شامل نہیں ہوتا۔

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

''والبهيمة مبهمة في كل ذات أربع في البر والبحر، فبينت بالأنعام، وهي الإبل والبقر والضأن والمعز التي تنحر في يوم العيد وما بعده من الهدايا والضحايا''(۲)۔

بہیمہ خشکی وسمندر کے چوپایوں میں مبہم ہے،لہٰذا انعام کے ذریعہ اس کی وضاحت کی گئی، اور وہ اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکری ہیں، جنہیں عیدالاضحیٰ کے دن اور اس کے بعد ہدی اور قربانی وغیرہ کی شکل میں ذبح کیا جاتا ہے۔

۴۔ ''الأنعام'' کی تفسیر میں علمائے مفسرین کے مجموعی طور پر تین اقوال ہیں، چنانچہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) سورۃ المائدہ کی پہلی آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

---

(۱) روح البیان(2/337)۔

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن(9/42)،نیز دیکھئے:(9/49)۔

''بہیمۃ الأنعام کے بارے میں تین اقوال ہیں:

۱۔ مویشیوں کے بچے جو ماؤں کو ذبح کئے جانے کی صورت میں'ان کے پیٹ میں مردہ پائے جاتے ہیں۔(ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم)

۲۔ اس سے اونٹ، گائے اور بکریاں مقصود ہیں، (حسن، قتادہ، سدی رحمہم اللہ) اور ربیع فرماتے ہیں کہ: اس سے سارے انعام مراد ہیں۔اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں: اس سے مراد اونٹ، گائے، بکریاں اور تمام وحشی جانور ہیں۔

۳۔ اس سے مراد وحشی چوپائے ہیں، جیسے وحشی گائیں، ہرنیں اور وحشی گدھے۔(۱)

نیز امام قرطبی رحمہ اللہ(۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''وَلِلْعُلَمَاءِ فِي الْأَنْعَامِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ: أَحَدُهَا- أَنَّ الْأَنْعَامَ الْإِبِلُ خَاصَّةً، وَسَيَأْتِي فِي النَّحْلِ بَيَانُهُ. الثَّانِي- أَنَّ الْأَنْعَامَ الْإِبِلُ وَحْدَهَا، وَإِذَا كَانَ مَعَهَا بَقَرٌ وَغَنَمٌ فهي أنعام أيضا. الثالث- وهو أصحها قال أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى: الْأَنْعَامُ كُلُّ مَا أَحَلَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْحَيَوَانِ. وَيَدُلُّ عَلَى صحة هذا قول تَعَالَى:" أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعامِ إِلَّا مَا يُتْلى عَلَيْكُمْ''(۲)۔

انعام کے سلسلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں:

۱۔ انعام سے مراد خصوصیت کے ساتھ اونٹ ہیں، سورۃ النحل میں اس کا بیان آئے گا۔

۲۔ انعام صرف اونٹ کو بھی کہتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گائے، بکریاں ہوں تب بھی وہ

---

(۱) زاد المسیر فی علم التفسیر(1/506)، نیز دیکھئے: تفسیر الماوردی''النکت والعیون''(2/6)۔

(۲) تفسیر القرطبی(7/111)۔

انعام ہیں۔

۳۔ -اور یہ ان میں صحیح ترین قول ہے-احمد بن یحییٰ فرماتے ہیں: انعام ہر اس جانور کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ اور اس قول کی صحت کی دلیل، فرمان باری: ''تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے'' ہے۔

اسی طرح ان سے پیشتر امام ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) اور علامہ ابن عطیہ (۵۴۲ھ) رحمہما اللہ نے بھی اس سلسلہ میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں۔ [۱]

اور پھر امام طبری رحمہ اللہ نے بہیمۃ الانعام سے تمام قسم کے انعام مقصود ہونے کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''وأولى القولين بالصواب في ذلك، قول من قال: عنى بقوله:﴿أُحِلَّتۡ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلۡأَنۡعَٰمِ﴾، الأنعام كلها ... ولم يخصص الله منها شيئًا دون شيء، فذلك على عمومه وظاهره، حتى تأتي حجة بخصوصه يجب التسليم لها''۔ [۲]

اس سلسلہ میں دونوں اقوال میں سے درست قول ان لوگوں کا ہے جنہوں نے فرمان باری[تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کیا گیا ہے] سے تمام انعام کو مراد لیا ہے...اور اللہ تعالیٰ نے اس میں سے کسی کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی ہے، لہٰذا وہ اپنے عموم اور ظاہر پر باقی ہے، یہاں تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی واجب التسلیم دلیل آجائے۔ واللہ اعلم

(۱) دیکھئے: تفسیر طبری، تحقیق شاکر 9/455، وتفسیر ابن عطیہ 2/144۔

(۲) تفسیر طبری، تحقیق شاکر، 9/455۔

’’بہیمۃ الأنعام‘‘ کا شرعی واصطلاحی مفہوم:

اصطلاح شرع میں ’’بہیمۃ الانعام‘‘ سے مراد اونٹ، گائے اور بکرے (دونوں جنسیں) ہیں، جیسا کہ سلف مفسرین نے بیان فرمایا ہے، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

’’وهي الأزواج الثمانية التي ذكرها في كتابه: من الضّأن والمعِز والبقر والإبل‘‘۔(۱)

یہ آٹھ جوڑے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے: مینڈھا، بکرا، گائے اور اونٹ۔

حافظ المغرب علامہ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

’’اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيمَا لَا يَجُوزُ مِنْ أَسْنَانِ الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا بَعْدَ إِجْمَاعِهِمْ أَنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا مِنَ الْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ‘‘۔(۲)

علماء کے اس بات پر اجماع کے بعد کہ قربانی آٹھ جوڑوں ہی سے ہوسکتی ہے، اس امر میں اختلاف ہے کہ ہدی وقربانی میں کس عمر کا جانور جائز نہیں ہے۔

اسی طرح التمہید میں فرماتے ہیں:

’’وَالَّذِي يُضَحَّى بِهِ بِإِجْمَاعٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعِزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ‘‘۔(۳)

---

(۱) جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق شاکر (6/257)۔

(۲) الاستذکار (4/250)۔

(۳) التمہید لمافی الموطا من المعانی والأسانید (23/188)۔

مسلمانوں کے اجماع سے جن جانوروں کی قربانی کی جائے گی وہ آٹھ جوڑے ہیں: مینڈھا، بکرا، اونٹ اور گائے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''وَالَّذِي يُضَحَّى بِهِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ: وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعْزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ''۔(۱)

مسلمانوں کے اجماع سے جن جانوروں کی قربانی کی جائے گی وہ آٹھ جوڑے ہیں: مینڈھا، بکری، اونٹ اور گائے۔

امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا تُجْزِي الضَّحِيَّةُ بِغَيْرِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ''۔(۲)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اونٹ، گائے اور بکری کے علاوہ سے قربانی نہیں ہوگی۔

حافظ امام ابن القیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''وَهِيَ مُخْتَصَّةٌ بِالْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ الْمَذْكُورَةِ فِي سُورَةِ (الْأَنْعَامِ)، وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْهُ ﷺ، وَلَا عَنِ الصَّحَابَةِ هَدْيٌ، وَلَا أُضْحِيَّةٌ، وَلَا عَقِيقَةٌ مِنْ غَيْرِهَا''۔(۳)

قربانی سورۃ الانعام میں مذکور آٹھ جوڑوں کے ساتھ خاص ہے، اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ سے ھدی، قربانی یا عقیقہ معروف نہیں ہے۔

(۱) تفسیر القرطبی (15/109)۔

(۲) شرح النووی علی مسلم (13/117)۔

(۳) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (2/285)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ: وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ، كَمَا قَالَهُ الحَبْرُ الْبَحْرُ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ وَابْنُ عَمِّ الرَّسُولِ ﷺ"۔(۱)

"بھیمۃ الانعام" اونٹ، گائے اور بکرے ہیں، جیسا کہ علم کے بحر بیکراں، ترجمان القرآن اور رسول ﷺ کے چچازاد بھائی (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَٰمِ﴾ هِيَ: الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ، وَالْغَنَمُ. قَالَهُ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ. قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَكَذَلِكَ هُوَ عِنْدَ الْعَرَبِ"(۲)۔

فرمان باری: (تمہارے لئے بھیمۃ الانعام حلال کئے گئے ہیں): یعنی اونٹ، گائے اور بکرے، جیسا کہ حسن، قتادہ، اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔امام ابن جریر فرماتے ہیں: اہل عرب کے یہاں بھی اس کا یہی معنیٰ ہے۔

اور سورۃ الزمر کی آیت (نمبر ٦) کی تفسیر سورۃ الانعام کی آیت (نمبر ۱۴۳، ۱۴۴) کے ذریعہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلْأَنْعَٰمِ ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ﴾ أَيْ: وَخَلَقَ لَكُمْ مِنْ ظُهُورِ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ وَهِيَ الْمَذْكُورَةُ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ: ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ مِّنَ ٱلضَّأْنِ ٱثْنَيْنِ وَمِنَ ٱلْمَعْزِ ٱثْنَيْنِ﴾ [الأنعام:143] ، ﴿وَمِنَ ٱلْإِبِلِ

(۱) تفسیر ابن کثیر 1/ 534۔

(۲) تفسیر ابن کثیر 2/ 8۔

ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ ٱثۡنَيۡنِۗ ﴾[الْأَنْعَامِ: 144] (۱)۔

فرمان باری: (اللہ نے تمہارے لئے چوپائے اتارے ہیں، نر و مادہ آٹھ) یعنی اللہ نے تمہارے لئے چوپایوں کی پشتوں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ) پیدا کیا ہے، اور یہ وہ ہیں جو سورۃ الانعام میں مذکور ہیں: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۳] اور (اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۴]۔

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

''أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ التَّضْحِيَةِ مِنْ جَمِيعِ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الْأَفْضَلِ ... ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّضْحِيَةُ بِغَيْرِ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ''۔ (۲)

تمام بہیمۃ الانعام سے قربانی کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، اختلاف صرف افضل میں ہے۔۔۔اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ بہیمۃ الانعام کے علاوہ کی قربانی جائز نہیں۔

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ (۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''أَنَّ الْقُرْآنَ بَيَّنَ أَنَّ الْأَنْعَامَ هِيَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ الَّتِي هِيَ: الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى مِنَ الْإِبِلِ، وَالْبَقَرِ، وَالضَّأْنِ، وَالْمَعْزِ''۔ (۳)

قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ انعام وہی آٹھ جوڑے ہیں: یعنی اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکرا (نر و مانده)۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر ابن کثیر 7/86۔ نیز دیکھئے: (5/416)۔
(۲) سبل السلام (2/537)۔
(۳) أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن (5/172)۔

''وَلَا يَكُونُ مِنَ الْحَيَوَانِ إِلَّا مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ إِيضَاحُ الْأَنْعَامِ، وَأَنَّهَا الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي ايَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَهِيَ: الْجَمَلُ، وَالنَّاقَةُ، وَالْبَقَرَةُ، وَالثَّوْرُ، وَالنَّعْجَةُ، وَالْكَبْشُ، وَالْعَنْزُ، وَالتَّيْسُ''۔[1]

بہیمۃ الانعام کے علاوہ کسی جانور کی قربانی نہیں ہوگی، اور انعام کی وضاحت ہو چکی ہے، کہ وہ کتاب اللہ کی آیات میں مذکور آٹھ جوڑے ہیں: اونٹ اونٹنی، گائے بیل، مینڈھا دنبہ اور بکری بکرا۔

﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ﴾ کا سیاق وپس منظر اور اہل علم کی تصریحات

سورۃ الحج کی آیات میں بھیمۃ الانعام کی تفسیر سلفاً وخلفاً تمام مفسرین وشارحین احادیث نے سورۃ الانعام کی آیات ''ثمانیۃ ازواج'' سے فرمائی ہے، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، البتہ اسی کے پہلو بہ پہلو ائمہ تفسیر وحدیث اور فقہاء امت کی توضیحات کی روشنی میں یہاں حسب ذیل چند باتیں مزید ملحوظ خاطر رہنی چاہئیں:

پہلی بات:

یہ کہ سورۃ الانعام کی آیتیں ہدی وقربانی اور ان کے احکام ومسائل کے بیان کے سیاق میں نہیں ہیں، نہ ہی ان کا مقصود قربانی کے جانوروں کی تعیین وتحدید کرنا ہے، بلکہ مویشیوں میں سے مذکورہ آٹھ جوڑوں، اور اسی طرح کھیتیوں اور پھلوں وغیرہ کے سلسلہ میں زمانۂ جاہلیت کے

---

(۱) أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن (2 / 332)، و(1 / 326)، و(1 / 198)، نیز دیکھئے: تفسیر الماوردی (20/4)۔

لوگوں اور مشرکین عرب کے من مانی، بلا دلیل و برہان حلت وحرمت کے باطل و بے بنیاد عقائد ونظریات، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اپنے معبودان باطلہ کے مابین ان کی تقسیم، فاسد خیالات اور اوہام وخرافات کی تردید اور اس پر ان کی توبیخ وتعنیف اور ڈانٹ پلانے کے بیان میں ہیں، جیسا کہ (آیت ۱۳۶ تا ۱۴۵، اور اس کے بعد کی آیات سے واضح ہے) اور ائمۂ تفسیر اور علماء حدیث وفقہ نے اس کی دوٹوک وضاحت فرمائی ہے۔

۱۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

’’وكانوا يحرِّمون من أنعامهم البَحيرة والسائبة والوصيلةَ والحام، فيجعلونه للأوثان، ويزعمون أنهم يحرّمونه لله. فقال الله في ذلك: (وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والأنعام نصيبًا) الاية‘‘۔(۱)

مشرکین اپنے چوپایوں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام قرار دیتے تھے اور انہیں اپنے بتوں کے لئے مان لیتے تھے، اور ان کا گمان یہ تھا وہ اللہ کے لئے حرام کر رہے ہیں، چنانچہ اللہ نے اس بارے میں فرمایا: (اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کیے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا)۔

۲۔ امام ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) آیت کے سبب نزول میں فرماتے ہیں:

’’وسبب نزول هذه الاية أن العرب كانت تجعل من غلّاتها وزرعها وثمارها ومن أنعامها جزءا تسميه لله وجزءا تسميه لأصنامها، وكانت عادتها التحفي والاهتبال بنصيب الأصنام أكثر منها بنصيب الله إذ كانوا يعتقدون أن الأصنام

(۱) تفسیر الطبری (12/132)۔

بها فقر وليس ذلك بالله"۔(۱)

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عرب اپنے غلے، کھیتی، پھل اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ کے لئے نامزد کرتے تھے اور ایک حصہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے لئے، اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اللہ کے حصہ سے کہیں زیادہ اپنے بتوں کے حصہ کے سلسلہ میں فکر کرتے تھے اور اس کے لئے رنجیدہ ہوتے تھے، کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بتوں کو فقر ومحتاجگی کا سامنا ہے جبکہ اللہ کے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہے۔

۳۔ نیز فرماتے ہیں:

"وكانت للعرب سنن في الأنعام من السائبة والبحيرة والحام وغير ذلك فنزلت هذه الاية رافعة لجميع ذلك"۔(۲)

مویشیوں کے سلسلہ میں عربوں کے 'بحیرہ، سائبہ اور حام وغیرہ بہت سے رسم ورواج تھے، چنانچہ یہ آیت کریمہ ان تمام بدعقیدگیوں کی تردید میں نازل ہوئی۔

۴۔ امام فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

"أَطْبَقَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الْايَةِ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يُحَرِّمُونَ بَعْضَ الْأَنْعَامِ فَاحْتَجَّ اللَّهُ عَلَى إِبْطَالِ قَوْلِهِمْ بِأَنْ ذَكَرَ الضَّأْنَ وَالْمَعْزَ وَالْإِبِلَ وَالْبَقَرَ... حَاصِلُ الْمَعْنَى نَفْيُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ حَرَّمَ شَيْئًا مِمَّا زَعَمُوا تَحْرِيمَهُ إِيَّاهُ"۔(۳)

(۱) تفسیر ابن عطیۃ 'المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز' (2/348)۔

(۲) دیکھئے: تفسیر ابن عطیۃ (2/144)۔

(۳) التفسیر الکبیر للفخر الرازی (13/166)، نیز دیکھئے: التحریر والتنویر (8-أ/130)۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ مشرکین بعض مویشیوں کو حرام قرار دیتے تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کے بطلان پر حجت قائم کی، بایں طور کہ مینڈھے، بکری اونٹ اور گائے کا ذکر کیا۔۔۔مقصود یہ ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنی من مانی حرام کر رکھا ہے اللہ نے اس میں سے کچھ بھی حرام نہیں کیا ہے۔

۵۔ امام قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) (أحلت لكم بهيمة الانعام) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وَكَانَتْ لِلْعَرَبِ سُنَنٌ فِي الْأَنْعَامِ مِنَ الْبَحِيرَةِ وَالسَّائِبَةِ والوصيلة والحام، يأتي بَيَانُهَا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْايَةُ رَافِعَةً لِتِلْكَ الْأَوْهَامِ الْخَيَالِيَّةِ، وَالْاٰرَاءِ الْفَاسِدَةِ الْبَاطِلِيَّةِ''۔(۱)

مویشیوں کے سلسلہ میں عربوں کے بحیرہ، سائبہ اور حام وغیرہ بہت سے رسم ورواج تھے، جس کا بیان آئے گا، چنانچہ یہ آیت کریمہ ان تمام خیالی اوہام اور باطل فاسد آراء کی تردید میں نازل ہوئی۔

۶۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''هَذَا ذَمٌّ وَتَوْبِيخٌ مِنَ اللَّهِ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ ابْتَدَعُوا بِدَعًا وَكُفْرًا وَشِرْكًا، وَجَعَلُوا لِلَّهِ جُزْءًا مِنْ خَلْقِهِ، وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ''۔(۲)

یہ اللہ کی طرف سے مشرکین کی مذمت اور ڈانٹ ہے جنہوں نے بدعتیں اور کفر وشرک ایجاد کر رکھا تھا، اور اللہ کے لئے اُس کی مخلوق میں سے ایک حصہ متعین کر دیا تھا، حالانکہ وہی

(۱) تفسیر القرطبی (6/33)، نیز دیکھئے: الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور (3/371)۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ت سلامة (3/344)، نیز دیکھئے: تفسیر البغوی طبع إحیاء التراث (2/162)۔

ہر چیز کا خالق ہے، اللہ کی ذات مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔

۷۔ نیز فرماتے ہیں:

''وَهَذَا بَيَانٌ لِجَهْلِ الْعَرَبِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِيمَا كَانُوا حَرّموا مِنَ الْأَنْعَامِ، وَجَعَلُوهَا أَجْزَاءً وَأَنْوَاعًا: بَحِيرَةً، وَسَائِبَةً، وَوَصِيلَةً وَحَامًا، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْأَنْوَاعِ الَّتِي ابْتَدَعُوهَا فِي الْأَنْعَامِ وَالزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ''۔(۱)

یہ اسلام سے پہلے عربوں کی جہالت کا بیان ہے جو انہوں نے چوپایوں کو حرام کر کے ان کے حصے اور اقسام بنا رکھا تھا: بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام اور ان کے علاوہ دیگر اقسام جو انہوں نے چوپایوں، کھیتیوں اور پھلوں میں گھڑ رکھا تھا۔

۸۔ علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

''وفي هاتين الايتين تقريع وتوبيخ من الله لأهل الجاهلية بتحريمهم ما لم يحرمه الله''۔(۲)

ان دونوں آیتوں میں اللہ کی جانب سے اہل جاہلیت کو ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ ہے، جو انہوں نے حرام کر رکھا تھا، جسے اللہ نے حرام نہیں کیا تھا۔

۹۔ علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''يخبر تعالى عمّا عليه المشركون المكذبون للنبي ﷺ، من سفاهة العقل، وخفة الأحلام، والجهل البليغ، وعدّد تبارك وتعالى شيئا من خرافاتهم، لينبه

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ت سلامۃ (3/351)۔

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4/260)۔

بذلك على ضلالهم والحذر منهم''۔(۱)

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والے مشرکین کی بدعقلی، بے وقوفی اور نری جہالت کی خبر دے رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گمراہی اور ان سے چوکنا رہنے کے سلسلہ میں تنبیہ کی غرض سے ان کے کچھ خرافات گنائے ہیں۔

۱۰۔ نیز فرماتے ہیں:

''أن السياق في نقض أقوال المشركين المتقدمة، في تحريمهم لما أحله الله وخوضهم بذلك، بحسب ما سولت لهم أنفسهم''۔(۲)

آیات کا سیاق مشرکین کے سابقہ اقوال کی تردید ہے جو وہ اپنی من مانی اور خواہشات نفسانی کے مطابق اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کیا کرتے تھے اور اس میں بے جا دخل اندازی کرتے تھے۔(۳)۔

۱۱۔ امام ابن عاشور تیونسی رحمہ اللہ (۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''وَلَمَّا كَانُوا قَدْ حَرَّمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَعْضَ الْغَنَمِ، وَمِنْهَا مَا يُسَمَّى بِالْوَصِيلَةِ كَمَا تَقَدَّمَ، وَبَعْضَ الْإِبِلِ كالبحيرة والوصيلة أَيْضًا، وَلَمْ يُحَرِّمُوا بَعْضَ الْمَعْزِ وَلَا شَيْئًا مِنَ الْبَقَرِ، ناسب أَن يُؤْتى بِهَذَا التَّقْسِيمِ قَبْلَ الِاسْتِدْلَالِ تَمْهِيدًا لِتَحَكُّمِهُمْ إِذْ حَرَّمُوا بَعْضَ أَفْرَادٍ مِنْ أَنْوَاعٍ، وَلَمْ يُحَرِّمُوا بَعْضًا مِنْ أَنْوَاعٍ أُخْرَى''۔(۴)

---

(۱) تفسیر السعدی، تیسیر الکریم الرحمن (ص:275)۔

(۲) تفسیر السعدی، تیسیر الکریم الرحمن (ص:278)۔

(۳) نیز دیکھئے: فتح الباری لابن حجر (9/657) وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (33/207)۔

(۴) التحریر والتنویر (8-أ/129)۔

عربوں نے جاہلیت میں کچھ بکریوں کو حرام کرلیا تھا، ان میں سے ایک وصیلہ بھی ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور بعض اونٹوں کو حرام کرلیا تھا جیسے بحیرہ، وصیلہ وغیرہ، اور بعض بکریوں اور کسی بھی گائے کو حرام نہیں کیا تھا، لہٰذا استدلال سے پہلے مناسب یہی تھا کہ ان کے فیصلہ کی تمہید کے لئے یہ تقسیم بیان کردی جائے، کیونکہ کچھ قسموں کے بعض افراد کو حرام کیا تھا، اور دوسری بعض قسموں میں سے کچھ کو حرام نہیں کیا تھا۔

دوسری بات:

دوسری بات یہ ہے کہ قربانی ان آٹھ جوڑوں ہی کی جائز ہے، اور یہ آٹھوں جوڑے من حیث الجنس مراد ہیں، ان میں سے ہر ایک کے انواع و اصناف اُس میں داخل وشامل ہیں، بشرطیکہ لغۃً وشرعاً اس جنس کی نوع وصنف ہو، ان میں کسی خاص رنگ، نسل، طبیعت، ہیئت کیفیت، عربی وعجمی، اور نام ولقب کی تحدید وتخصیص بے دلیل ہے، جو اس کی قربانی کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء تفسیر وحدیث نے ان ازواج ثمانیہ کو ان کے انواع واصناف سمیت مراد لیا ہے، اور بسا اوقات وضاحت کے لئے بعض انواع کا ذکر بھی کیا ہے۔ البتہ ان چاروں کے علاوہ کسی پانچویں جنس کے جانور کی قربانی سے منع کیا ہے، مثلاً، ہرن، وحشی گائے اور وحشی گدھا وغیرہ۔ (۱)

(۱) اور اہل علم کی تصریحات کے مطابق بھینس اہلی اور گھریلو ہے، وحشی نہیں ہے علامہ مرداوی رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) رقمطراز ہیں:

”وَالصَّحِيحُ مِنَ الْمَذْهَبِ: أَنَّ الْجَوَامِيسَ أَهْلِيَّةٌ مُطْلَقًا، ذَكَرَهُ الْقَاضِي وَغَيْرُهُ، وَجَزَمَ بِهِ فِي الْمُسْتَوْعِبِ وَغَيْرِهِ“ [الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی (3/485)]۔

صحیح مسلک یہ ہے کہ بھینسیں مطلق طور پر گھریلو ہیں، جیسا کہ قاضی وغیرہ نے ذکر کیا ہے، اور مستوعب وغیرہ میں اس بات کو جزم ویقین سے کہا ہے۔

اس سلسلہ میں اہل علم کی چند قابل غور تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ امام ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) اپنی سند سے لیث بن ابی سلیم کی تفسیر نقل فرماتے ہیں:

''حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ الْعَتَكِيُّ ثنا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ قَالَ الْجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ''۔(۱)

۔۔۔لیث بن ابی سلیم (۲) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ

---

(۱) تفسیر ابن أبی حاتم (5/1403) نمبر (7990)۔

(۲) لیث بن ابی سلیم ابن زنیم اللیثی کوفی ہیں (وفات: 143ھ)، کوفہ کے ایک عالم اور محدث تھے، صدوق ہیں، البتہ آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کے سبب سخت اختلاط اور حدیث میں اضطراب کا شکار ہو گئے، تو علماء نے ان سے حدیثیں لینا ترک کر دیا۔ امام ابن معین وغیرہ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' الليث ابن أبي سليم ابن زنيم ... صدوق اختلط جدا ولم يتميز حديثه فترك''۔

لیث بن ابوسلیم بن زنیم۔۔۔صدوق ہیں، بہت زیادہ اختلاط کا شکار ہو گئے کہ اپنی حدیث میں فرق نہیں کر پاتے تھے، لہٰذا ترک کر دیا گیا تھا۔ [تقریب التہذیب (ص: 464) نمبر 5685]۔

سنن اربعہ کے محدثین نے ان سے روایت کیا ہے، اسی طرح امام بخاری نے ان سے تعلیقاً اور امام مسلم نے مقروناً اور متابعۃً حدیث لی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مضطرب الحدیث ہیں، لیکن لوگوں نے ان سے حدیث بیان کیا ہے۔ نیز حافظ ذہبی نے ان کے بارے میں الکاشف میں فرمایا ہے:

''فيه ضعف يسير من سوء حفظه'' (حافظہ کی خرابی کے اعتبار سے ان میں معمولی ضعف ہے)

اور دیوان الضعفاء میں لکھتے ہیں: ''حسن الحديث، ومن ضعفه فإنما ضعفه لاختلاطه باخرة''۔

حسن حدیث والے ہیں، جس نے انہیں ضعیف کہا ہے آخری عمر میں اختلاط کی وجہ سے کہا ہے۔

الکنی والاسماء للامام مسلم کے محقق عبد الرحیم قشقری فرماتے ہیں: ''قلت: ومثل هذا النوع يتقوى بغيره''۔

(میں کہتا ہوں: اس قسم کے راوی کو دوسرے سے قوت ملتی ہے)۔ ==

جوڑوں میں سے ہیں۔

۲۔ علامہ علی بن احمد واحدی نیسابوری (۴۶۸ھ) لکھتے ہیں:

''والأنعام جمع النعم، وهي الإبل والبقر والغنم وأجناسها''۔(۱)

انعام، نعم کی جمع ہے، اور وہ اونٹ، گائے، بکری اور ان کی اجناس ہیں۔

۳۔ امام سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) ابن ابی حاتم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ قَالَ: الْجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ''۔(۲)

ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) نے لیث بن ابی سلیم (۱۴۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

۴۔ امام شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) بھی موافقت کرتے ہوئے ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) سے نقل کرتے ہیں:

==[دیکھئے: المغنی فی الضعفاء (2/ 536/ 5126)، و دیوان الضعفاء (ص: 333/ 3503)، وسیر أعلام النبلاء (6/ 179)، و (6/ 184)، و میزان الاعتدال (3/ 420)، والکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ (2/ 151) للامام الذہبی ۔ والکنی والأسماء للامام مسلم (1/ 122)، ذکر أسماء التابعین ومن بعدہم ممن صحت روایتہ عن الثقات عند البخاری ومسلم، للدارقطنی (1/ 445)، ورجال صحیح مسلم (2/ 160) تاریخ أسماء الثقات (ص: 196)، وذکر من اختلف العلماء ونقاد الحدیث فیہ (ص: 94)]۔

بہر کیف بالفرض اگر لیث بن ابی سلیم یا اثر ضعیف بھی ہو تو اس سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ زیر بحث مسئلہ میں لیث بن ابی سلیم یا اس اثر کی حیثیت متابعت جیسی ہی ہے۔ کما لا یخفی۔

(۱) التفسیر الوسیط للواحدی (2/ 148)۔

(۲) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور (3/ 371)۔

’’ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ قَالَ: الْجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ‘‘ ۔(۱)

ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) نے لیث بن ابی سلیم (۱۴۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

۵۔ اسی طرح علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) لیث بن ابی سلیم (۱۴۳ھ) کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ ٱلْأُنثَيَيْنِ أَمَّا ٱشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ ’’قال ليث بن أبي سليم: الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية‘‘ ۔(۲)

(آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟) لیث بن ابی سلیم فرماتے ہیں کہ: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مفسرین سلف نے اپنی تفسیروں میں آٹھ ازواج کی جنسوں کے بعض مشہور انواع واصناف کو باقاعدہ مثالوں کی وضاحت سے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۶۔ چنانچہ علامہ احمد بن عبد الرحمن ساعاتی (۱۳۷۸ھ) تمام بھیمۃ الانعام کے انواع کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’(تنبيه) نقل جماعة من العلماء الإجماع على أن التضحية لا تصح إلا

---

(۱) فتح القدیر للشوکانی (2/195)۔

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4/260)۔

ببهيمة الأنعام: الإبل بجميع أنواعها، والبقر ومثله الجاموس، والغنم وهي الضأن والمعز، ولا يجزئ شيء من الحيوان غير ذلك،... والله أعلم''۔(۱)

تنبیہ: علماء کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی صحیح ہوگی، اونٹ اپنی تمام قسموں کے ساتھ، اور گائے اور اسی کے مثل بھینس ہے، اور بکری یعنی مینڈھا اور بال والی بکری، اور ان کے علاوہ کسی حیوان کی قربانی درست نہ ہوگی، ۔۔۔ واللہ اعلم۔

۷۔ علامہ ابن عاشور تیونسی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۳۹۳ھ) سورۃ الانعام کی متعلقہ آیت: ﴿وَمِنَ ٱلۡإِبِلِ ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ ٱثۡنَيۡنِۗ﴾ [الانعام: ۱۴۴]۔ میں ''ومن البقر اثنین'' کی تفسیر میں بڑی وضاحت سے لکھتے ہیں:

''وَمِنَ الْبَقَرِ صِنْفٌ لَهُ سِنَامٌ فَهُوَ أَشْبَهُ بِالْإِبِلِ وَيُوجَدُ فِي بِلَادِ فَارِسَ وَدَخَلَ بِلَادَ الْعَرَبِ وَهُوَ الْجَامُوسُ، وَالْبَقَرُ الْعَرَبِيُّ لَا سِنَامَ لَهُ وَثَوْرُهَا يُسَمَّى الْفَرِيشُ''۔(۲)

اور گائے کی ایک قسم وہ ہے جسے کوہان ہوتی ہے، وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے'عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اسے ''جاموس'' (بھینس) کہتے ہیں، جبکہ عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

۸۔ معروف محقق ومفسر علامہ محمد الأمین بن مختار شنقیطی رحمہ اللہ (۱۳۹۳ھ) آیت کریمہ

---

(۱) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام أحمد بن حنبل الشیبانی (13/ 76-77)۔

(۲) التحریر والتنویر (8-أ/129)۔

﴿وَيَذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِۖ﴾ [الحج:۲۸]۔کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي الْأُضْحِيَّةِ إِلَّا بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ، **وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالضَّأْنُ وَالْمَعْزُ بِأَنْوَاعِهَا**؛ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:﴿وَيَذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِۖ فَكُلُواْ مِنۡهَا وَأَطۡعِمُواْ ٱلۡبَآئِسَ ٱلۡفَقِيرَ ۝٢٨﴾ [الحج: ۲۸]، فَلَا تُشْرَعُ التَّضْحِيَةُ بِالظِّبَاءِ وَلَا بِبَقَرَةِ الْوَحْشِ وَحِمَارِ الْوَحْشِ''۔(۱)

جان لو کہ قربانی میں صرف بہیمۃ الانعام جائز ہے، اور وہ اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکری اپنے انواع کے ساتھ ہیں؛ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: (اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں اور چوپایوں پر جو پالتو ہیں) لہٰذا ہرن، جنگلی گائے، اور جنگلی گدھے کی قربانی مشروع نہیں ہے۔

۹۔ شیخ محمد متولی شعراوی رحمہ اللہ (۱۴۱۸ھ) لکھتے ہیں:

''الأنعام: يُراد بها الإبل والبقر، وألحق بالبقر الجاموس، ولم يُذكَر لأنه لم يكُنْ موجوداً بالبيئة العربية، والغنم وتشمل الضأن والماعز، وفي سورة الأنعام يقول تعالى: ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖۖ مِّنَ ٱلضَّأۡنِ ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡمَعۡزِ ٱثۡنَيۡنِۗ﴾ [الأنعام:143]۔(۲)

انعام سے مراد اونٹ اور گائے ہے، اور بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا ذکر اس لئے

---

(۱) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (5/216)۔

(۲) تفسير الشعراوي (16/9992)۔

نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی، اسی طرح بکری مراد ہے، وہ مینڈھے اور بال والی بکری دونوں کو شامل ہے، اور سورۃ الانعام میں اللہ کا ارشاد ہے: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم)۔

۱۰۔ محمد سید طنطاوی رحمہ اللہ (۱۴۳۱ھ) فرماتے ہیں:

''وأفردت البهيمة لإرادة الجنس: وجمع الأنعام ليشمل أنواعها''۔(۱)

بہیمہ کو جنس کے ارادہ سے واحد رکھا گیا ہے اور انعام کو جمع استعمال کیا گیا ہے، تاکہ اس کی قسموں کو شامل ہو۔

۱۱۔ شیخ محمود محمد حجازی فرماتے ہیں:

''الْأَنْعامِ: هي الإبل، والبقر، الشامل للعراب والجواميس، والضأن الشامل للخراف والمعز''۔(۲)

انعام: اونٹ، گائے بشمول عربی و جوامیس (بھینسیں)، اور مینڈھا بشمول اون اور بال والی بکری، ہیں۔

۱۲۔ شیخ محمد علی صابونی(۳) لکھتے ہیں:

---

(۱) التفسیر الوسیط لطنطاوی (4/23)۔

(۲) التفسیر الواضح (1/474)۔

(۳) اسماء وصفات اور عقیدہ ومنہج کے دیگر مباحث میں اس تفسیر اور مولف کی دیگر کتابوں پر متعدد ملاحظات ہیں، جن کا اہل علم نے تعاقب کیا ہے، دیکھئے: ''تعقيبات وملاحظات على كتاب صفوة التفاسير'' از شیخ صالح بن فوزان الفوزان، ''تنبيهات هامة على كتاب صفوة التفاسير'' للشيخ محمد علي الصابوني، و''مخالفات هامة في مختصر تفسير ابن جرير الطبري'' للشيخ محمد علي الصابوني، از محمد بن جمیل، زینو، اسی طرح ان سے قبل دکتور سعد ظلام نے مجلہ ''المنار'' میں اور شیخ محمد مغراوی نے اپنے ایم اے کے رسالہ بعنوان ''التفسیر والمفسرون'' میں بھی اس کتاب اور اس کے مولف کے انحرافات کی نقاب کشائی کی ہے۔

’’﴿ وَمِنَ ٱلۡإِبِلِ ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ ٱثۡنَيۡنِۗ ﴾ أي وأنشأ لكم من الإبل اثنين هما الجمل والناقة ومن البقر اثنين هما الجاموس والبقرة ‘‘۔(۱)

یعنی اللہ نے تمہارے لئے اونٹ میں دو یعنی اونٹ اور اونٹنی پیدا فرمایا، اور گائے میں دو یعنی بھینس اور گائے پیدا فرمایا۔

تیسری بات:

سابقہ تصریحات سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اہل علم نے قربانی کے جانوروں کی وضاحت کے ضمن میں آٹھ جوڑوں یا اونٹ، گائے اور بکری کے علاوہ سے قربانی کے بارے میں ’’عدم جواز‘‘ یا ’’عدم اجزاء‘‘ یا ’’عدم صحت‘‘ وغیرہ کے جو الفاظ نقل فرمائے ہیں' اس سے مراد ان کے علاوہ دیگر جنسیں ہیں، مثلاً وحشی گائے، وحشی گدھا اور ہرن وغیرہ، جیسا کہ انہوں نے دیگر اجناس کی مثالیں پیش کی ہیں اور جواز کے قائلین پر تبصرہ بھی فرمایا ہے۔ بغرض اختصار صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ علامہ ابن رشد القرطبی الحفید المالکی رحمہ اللہ (۵۹۵ھ) فرماتے ہیں:

’’وَكُلُّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّهُ لَا تَجُوزُ الضَّحِيَّةُ بِغَيْرِ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا حُكِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ أَنَّهُ قَالَ: تَجُوزُ التَّضْحِيَةُ بِبَقَرَةِ الْوَحْشِ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالظَّبْيِ عَنْ وَاحِدٍ‘‘۔(۲)

سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ بہیمۃ الانعام کے علاوہ کی قربانی جائز نہیں ہے، سوائے جو

(۱) صفوۃ التفاسیر (1/394)۔
(۲) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (2/193)۔

حسن بن صالح سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وحشی گائے کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے اور ہرن کی قربانی ایک کی طرف سے جائز ہے!!!

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا تُجْزِي الضَّحِيَّةُ بِغَيْرِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ إلا ما حكاه بن الْمُنْذِرِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ أَنَّهُ قَالَ تَجُوزُ التَّضْحِيَةُ بِبَقَرَةِ الْوَحْشِ عَنْ سَبْعَةٍ وَبِالظَّبْيِ عَنْ وَاحِدٍ وَبِهِ قَالَ دَاوُدُ فِي بَقَرَةِ الْوَحْشِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ'' ۔(۱)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اونٹ، گائے اور بکرے کے علاوہ کی قربانی کافی نہ ہوگی، سوائے اس کے جو امام ابن المنذر نے حسن بن صالح کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وحشی گائے کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے اور ہرن کی قربانی ایک کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ بات داود ظاہری نے وحشی گائے کے بارے میں کہی ہے، واللہ اعلم۔

ان دونوں اقتباسات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل علم نے ابل، بقر اور غنم سے ان کے انواع و اصناف اور نسلوں کا استثناء نہیں کیا ہے، بلکہ ان کے علاوہ دیگر اجناس کا استثناء کیا ہے، جیسا کہ بقرۃ الوحش اور ہرن کی مثال سے نمایاں ہے۔

اسی طرح اس بات کی صحت وحتمیت کی نہایت روشن دلیل امام نووی رحمہ اللہ کی وہ دو ٹوک تصریح ہے جو انہوں نے ابل، بقر اور غنم کی اپنی کتاب ''المجموع شرح المھذب'' میں فرمائی ہے، بایں طور کہ ان کی انواع، بلکہ انواع کی انواع کا بھی ذکر فرمایا ہے، اور پھر بہیمۃ

---

(۱) شرح النووی علی مسلم (13 / 117)، المجموع شرح المھذب (8 / 394)، والمغنی 8 / 623۔ نیز دیکھئے: صحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاہب الأئمۃ (2 / 369)۔

الانعام کے علاوہ مثلاً بقر الوحش، گدھوں اور ہرنوں وغیرہ کی قربانی کو ناجائز قرار دیا ہے، اور بتلایا ہے کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ۔ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

''أَمَّا الْأَحْكَامُ فَشَرْطُ الْمُجْزِئِ فِي الْأُضْحِيَّةِ أَنْ يَكُونَ مِنْ الْأَنْعَامِ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ مِنْ الْبَخَاتِيّ وَالْعِرَابِ وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنْ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ والدربانية وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْغَنَمِ مِنْ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ وَأَنْوَاعِهِمَا وَلَا يُجْزِئُ غَيْرُ الْأَنْعَامِ مِنْ بَقَرِ الْوَحْشِ وَحَمِيرِهِ وَالظِّبَاءِ وَغَيْرُهَا بِلَا خِلَافٍ''۔(۱)

رہا مسئلہ احکام کا، تو قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو، یعني: اونٹ، گائے اور بکرا، اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دربانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں، اسی طرح مینڈھا اور بکرا وغیرہ بکرے کی تمام قسمیں اور ان کی قسمیں برابر ہیں، اور انعام کے علاوہ جیسے وحشی گائے اور وحشی گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی، بلا اختلاف کافی نہ ہوگی۔ والحمدللہ علی ذلک۔

چوتھی بات:

یہ ہے کہ مذکورہ توضیح وتصریح کی روشنی میں وہ بات بھی الجھن کا باعث نہیں رہ جاتی جو اہل علم نے متعدد تعبیرات میں رسول گرامی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ سے ابل، بقر اور غنم کے علاوہ کی قربانی ثابت نہیں ہے، مثلاً:

۱۔ علامہ ابوالحسن علی مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

(۱) المجموع شرح المهذب (8/393)۔

”والأضحية من الإبل والبقر والغنم“ لأنها عرفت شرعا، ولم تنقل التضحية بغيرها من النبي ﷺ ولا من الصحابة رضي الله عنهم“۔ (۱)

اور قربانی اونٹ، گائے اور بکرے کی ہوگی، کیونکہ شرعاً یہی جانور معروف ہیں، اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ کی قربانی کرنا منقول نہیں ہے۔

۲۔ علامہ عبدالکریم ابوالقاسم الرافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

”والأنعامُ: هي الإبِلُ والبَقَرُ والغَنَمُ، ولم يُؤْثَرْ عن النبي ﷺ، ولا عن أصحابه – رضي الله عنهم – التضحيةُ بغيرِها“۔ (۲)

انعام: اونٹ، گائے اور بکرے ہیں، نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ کی قربانی کرنا منقول نہیں ہے۔

۳۔ حافظ امام ابن القیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

”وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْهُ ﷺ، وَلَا عَنِ الصَّحَابَةِ هَدْيٌ، وَلَا أُضْحِيَّةٌ، وَلَا عَقِيقَةٌ مِنْ غَيْرِهَا“۔ (۳)

نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ کی ھدی، قربانی یا عقیقہ معروف نہیں ہے۔

کہ اس سے مراد ومقصود بھی اجناس ہیں کہ ان کے علاوہ دیگر اجناس مثلاً بقرۃ الوحش،

---

(۱) الهداية في شرح بداية المبتدي (4/359)، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی (4/2719)۔

(۲) العزیز شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر (12/62)، نیز دیکھئے: صحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاهب الأئمۃ (2/369)۔

(۳) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (2/285)۔

گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی، ثابت، منقول اور معلوم نہیں ہے، نہ کہ مذکورہ اجناس کے انواع واصناف کی نفی!! ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے عملاً ان اجناس کی انہی انواع کی قربانی فرمائی ہے جو حجاز میں اس وقت موجود ومعروف تھیں، تمام انواع کا وجود اور عملاً قربانی کا ثبوت ضروری نہیں۔

چنانچہ ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖ﴾ کی تفسیر میں محمد متولی شعراوی (۱۴۱۸ھ) لکھتے ہیں:

”الأنعام: يُراد بها الإبل والبقر، وألحق بالبقر الجاموس، ولم يُذكَر لأنه لم يكُنْ موجوداً بالبيئة العربية، والغنم وتشمل الضأن والماعز، وفي سورة الأنعام يقول تعالى: ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖۖ مِّنَ ٱلضَّأۡنِ ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡمَعۡزِ ٱثۡنَيۡنِۗ﴾“۔(۱)

انعام سے مراد اونٹ اور گائے ہے، اور بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی، اسی طرح بکری مراد ہے، وہ مینڈھے اور بال والی بکری دونوں کو شامل ہے، اور سورۃ الانعام میں اللہ کا ارشاد ہے: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم)۔

واللہ تعالیٰ أعلم وأحکم۔

---

(۱) تفسیر الشعراوی (16/ 9992)۔

دوسری فصل:

گائے اور بھینس کی حقیقت وماہیت

اولاً: گائے۔

چونکہ بھینس گائے ہی کی نوع ہے اس لئے پہلے یہ جاننا مناسب ہے کہ گائے کی حقیقت وماہیت کیاہے،تاکہ بھینس کی حقیقت وماہیت اور دونوں میں یکسانیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

گائے: اردو، ہندی اور فارسی زبان میں:

گائے : اردواور ہندی زبان کالفظ ہے، جودنیا میں پائے جانے والے مشہورمادہ چوپائے پر بولاجاتاہے۔(۱)،اوراس کے نرکو بیل کہتے ہیں۔(۲)اسی طرح سنسکرت میں اسے گئویاگوکہاجاتاہے۔(۳)

جبکہ فارسی زبان میں نرومادہ دونوں کو’’گاؤ‘‘کہاجاتاہے۔(۴)

گائے: عربی زبان میں:

گائے کوعربی زبان میں’’بقر‘‘ کہتے ہیں،اس کے معنیٰ ومفہوم کاخلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) دیکھئے: جامع فیروز اللغات،ص1080۔

(۲) جامع فیروز اللغات،ص257۔

(۳) جامع فیروز اللغات،ص1135۔

(۴) جامع فیروز اللغات،ص1080۔

۱۔ بقر اسم جنس ہے، مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے، اس میں سے ایک کے لئے ''بقرۃ'' استعمال کیا جاتا ہے، اس کی جمع ''بقرات'' آتی ہے، پھر مذکر کے لئے ''ثور'' کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ چنانچہ علماء لغت عرب لکھتے ہیں:

''(الْبَقَرُ) اسْمُ جِنْسٍ، وَ (الْبَقَرَةُ) تَقَعُ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالْهَاءُ لِلْإِفْرَادِ، وَالْجَمْعُ الْبَقَرَاتُ''۔ (۱)

۲۔ یہ گھریلو اور وحشی دونوں قسموں کے لئے بولا جاتا ہے۔ (۲)

۳۔ بقرۃ کے نر کو ''ثور'' (بیل) کہا جاتا ہے۔ (۳)

۴۔ اس کے بچے کو ''عجل'' کہتے ہیں۔ (۴)

۵۔ اس کے گوشت میں ٹھنڈک اور خشکی ہوتی ہے۔ (۵)

۶۔ گائے بڑا طاقتور اور کثیر المنفعت جانور ہے۔

علامہ محمد بن موسیٰ کمال الدین دمیری (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''والبقر حیوان شدید القوۃ کثیر المنفعۃ، خلقه الله ذلولا''۔ (۶)

(۱) المغرب فی ترتیب المعرب (ص: 305) تحریر ألفاظ التنبیه (ص: 102) المطلع علی ألفاظ المقنع (ص: 159)، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (1 / 57) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة (2 / 594)، وعمدة الحفاظ فی تفسیر أشرف الألفاظ لاحمد بن یوسف الحلبی (1 / 216)۔

(۲) جمهرة اللغة (1 / 322) المحکم والمحیط الأعظم (6/395)۔

(۳) کتاب العین (8/232)، وجمهرة اللغة (1 / 424)، ووعمدة الحفاظ...لاحمد بن یوسف الحلبی (1 / 216)۔

(۴) الجراثیم (2/273)، وتهذیب اللغة (4/113)۔

(۵) شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم (1 / 589)۔

(۶) حیاة الحیوان الکبری (1 / 214)۔

گائے ایک بڑا طاقتور اور بہت نفع بخش جانور ہے، اللہ نے اسے تابع اور ماتحت بنایا ہے۔

اورعلامہ ابوالفتح ابشیہی (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"بقر: هو حيوان شديد القوة خلقه الله تعالى لمنفعة الإنسان"۔(۱)

گائے ایک بڑا طاقتور جانور ہے، اسے اللہ نے انسان کی منفعت کے لئے پیدا کیا ہے۔

۷۔ اس کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم بھینس ہے، جوسب سے بھاری بھرکم اور زیادہ دودھ دینے والی ہے۔

علامہ کمال الدین دمیری (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

"وهي أجناس: فمنها الجواميس وهي أكثرها ألبانا وأعظمها أجساما"۔(۲)

اس کی کئی اجناس ہیں: چنانچہ انہی میں سے بھینسیں ہیں، جوسب سے زیادہ دودھ دینے والی اورسب سے بڑے جسم والی ہیں۔

اورعلامہ ابشیہی (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"وهو أنواع: الجواميس وهي أكثر ألبانا وكل حيوان إناثه أرق أصواتا من ذكوره إلا البقر"۔(۳)

گائے کی کئی انواع ہیں: بھینسیں، جوسب سے زیادہ دودھ والی ہیں، اور ہر جانور کے

(۱) المستطرف فی کل فن مستطرف (ص:353)۔

(۲) حیاۃ الحیوان الکبری (1/214)۔

(۳) المستطرف فی کل فن مستطرف (ص:353)۔

ماندوں کی آوازنروں سے باریک ہوتی ہے سوائے گائے کے۔

۸۔ اس کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔ (۱)

’’بقر‘‘ کی وجہ تسمیہ:

علماءلغت ، فقہ اور حدیث وتفسیر نے تصریح فرمائی ہے کہ ’’بقر‘‘ کے معنیٰ کھودنے، پھاڑنے،کھولنے اورکشادہ کرنے کے ہیں اور’’بقر‘‘اسی سے مشتق ہے،اوربقرکو بقراسی لئے کہا گیاہےکہ وہ زمین کو بقرکرتایعنی ہل چلا کر پھاڑتا ہے، چنانچہ شارح صحیح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ)فرماتے ہیں:

’’وَالْبَقَرِ يقع عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى سُمِّيَتْ بَقَرَةً لِأَنَّهَا تَبْقُرُ الْأَرْضَ أَيْ تَشُقُّهَا بِالْحِرَاثَةِ وَالْبَقْرُ الشَّقُّ‘‘۔ (۲)

بقر: مذکرومونث دونوں پر بولا جاتا ہے،اس کو بقرۃ اسی لئے کہا جاتا ہےکہ وہ ہل چلا کے زمین کو پھاڑتی ہے،بقر کے معنیٰ پھاڑنے کے ہیں۔

اسی طرح معروف لغوی علامہ ابن منظورافریقی رحمہ اللہ (۷۱۱ھ)فرماتے ہیں:

’’أَصل الْبَقَرِ: الشَّقُّ وَالْفَتْحُ وَالتَّوْسِعَةُ، بَقَرْتُ الشيءَ بَقْراً: فَتَحْتُهُ وَوَسَّعْتُهُ‘‘۔ (۳)

بقر کے اصلی معنیٰ پھاڑنے،کھولنے اورکشادہ کرنے کے ہیں،’’**بقرتُ الشَيءَ بَقَراً**‘‘

---

(۱) گائے کی رنگت کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: المخصص (2/266)۔

(۲) المجموع شرح المهذب(4/539)،وشرح النووی علی مسلم(6/137)۔

(۳) لسان العرب(4/74)۔

یعنی میں نے کسی چیز کو کھولا اور کشادہ کیا۔

اور محمد ملا خسرو رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

’’(الْبَقَرُ) ... وَسُمِّيَتْ بَقَرًا؛ لِأَنَّهَا تَبْقُرُ الْأَرْضَ بِحَوَافِرِهَا أَيْ تَشُقُّهَا وَالْبَقْرُ هُوَ الشَّقُّ‘‘۔ (۱)

البقر: ۔۔۔کو بقر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کو اپنے کھروں سے بقر کرتی ہے، یعنی پھاڑتی ہے،بقر کے معنیٰ پھاڑنے کے ہیں۔ (۲)

اور اسی طرح کئی علماء نے اس بات کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ حضرت محمد بن علی بن حسین کو بھی’’باقر‘‘اسی لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے علم کو کھول دیا تھا، اور اس کی گہرائی میں اتر گئے تھے۔

چنانچہ علامہ محمد احمد ازہری ہروی (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

’’وَكَانَ يُقَال لمحَمد بن عليٍّ بن الْحُسَيْن: (الباقر) لأنَّه بَقَر العِلْم وعرَفَ أصلَه واستنبطَ فرعَه، وأصل البَقْر الشّقُّ وَالْفَتْح‘‘۔ (۳)

حضرت محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ کو بھی’’باقر‘‘اسی لئے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے علم کو کھول دیا تھا، اور اس کی اصل کو جان کر اس سے فرع مستنبط کرلیا تھا، اور’’بقر‘‘ کا اصلی معنیٰ

---

(۱) درر الحکام شرح غرر الأحکام (1 / 176)۔

(۲) نیز دیکھئے: التوضیح لشرح الجامع الصحیح (10 / 414)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (6 / 172)، ومرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (6 / 140)، وفیض القدیر (1 / 422)، وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (16 / 154)، و(22 / 108)، والکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری (6 / 7)، کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری (12 / 351)۔

(۳) تہذیب اللغۃ (9 / 118)۔

پھاڑنا اور کھولنا ہے۔

اور امام نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

"وَمِنْهَا قيل لمحَمد بن عَليّ بن الْحُسَيْن بن عَليّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنْهُم الباقر لِأَنَّهُ بقر الْعلم فَدخل فِيهِ مدخلًا بليغا"۔ (١)

بقر ہی کے لفظ سے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو "باقر" کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے علم کو پھاڑ دیا تھا اور اس کی گہرائی میں اتر گئے تھے۔ (٢)

گائے کی جامع تعریف:

متعدد اہل علم نے "بقرہ" کی اصطلاحی تعریف فرمائی ہے، بطور مثال جدید عربی زبان کونسل کی تعریف ملاحظہ فرمائیں:

بَقَرة:... وهو جنس حيوانات من ذوات الظِّلف، من فصيلة البقريّات، ويشمل البقر والجاموس، ويطلق على الذكر والأنثى، منه المستأنَس الذي يُتَّخذ للّبن واللّحم ويُستخدم للحرث، ومنه الوحشي، أنثى الثور ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تَذۡبَحُواْ بَقَرَةً﴾۔ (٣)

گائے:...بقریات (زمین پھاڑنے والے جانوروں) کے گریڈ سے کھر والے حیوانات

---

(١) تحریر ألفاظ التنبیہ (ص:102)۔

(٢) نیز دیکھئے: غریب الحدیث لابن الجوزی (1/81)، ومعجم دیوان الأدب (1/348)، والصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (2/595)، ولسان العرب (4/74)۔

(٣) معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ (1/230)۔

کی جنس کا نام ہے، جو گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے، اور مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے، اس میں وہ مانوس قسم بھی ہے جسے دودھ اور گوشت کے لئے رکھا جاتا ہے اور کھیتی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک قسم وحشی بھی ہے، یہ بیل کی مانندہ ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے)۔

ثانیاً: بھینس۔

بھینس اردو، ہندی اور فارسی زبان میں:

بھینس/بھینسا: اردو، ہندی زبان میں مستعمل لفظ ہے، جو برصغیر اور دیگر مما لک میں پائے جانے والے مشہور چوپائے پر بولا جاتا ہے، اور وہ عموماً سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، اس کے مادہ کو بھینس اور نر کو بھینسا کہا جاتا ہے۔ (۱)

اسی طرح اردو اور ہندی زبان میں بھینس کے بچے کو ”کٹّا“ کہتے ہیں۔ (۲)

اور فارسی زبان میں بھینس کو ”گاوَمیش“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۳)

واضح رہے کہ ”گاوَمیش“ دو الفاظ کا مرکب ہے، ”گاوَ“ اور ”میش“۔

اور ”گاوَ“ فارسی زبان کا مؤنث لفظ ہے جس کے معنیٰ ہندی زبان میں مستعمل لفظ گائے اور بیل کے ہیں۔ (۴)

---

(۱) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۲۴۳۔

(۲) جامع فیروز اللغات، ص:992۔

(۳) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۱۰۸۰۔

(۴) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۱۰۸۰۔ نیز دیکھئے: تاج العروس (23/ 382)، وتکملۃ المعاجم العربیۃ (9/ 16)

جبکہ سنسکرت زبان میں گائے کو ''گئو'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۱)

اور ''میش'' فارسی لفظ ہے جس کے معنیٰ بھیڑ، بھیڑی، گوسفند یا گوسپند، مینڈھا، دنبہ کے ہیں۔ (۲)

مذکورہ مختلف زبانوں کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مرکب لفظ ''گاوَ میش'' میں گائے اور بھیڑ کا مرکب معنیٰ شامل ہے، مزید وضاحت عربی لغات کی روشنی میں آگے آرہی ہے۔

بھینس عربی زبان میں:

چونکہ گاوَ میش، بھینس (یعنی بھیڑ، بھیڑی جیسی سیاہ نسل گائے) عجم یعنی فارس اور دیگر عجمی ممالک میں پائی جاتی تھی، عرب میں یہ نسل متعارف نہ تھی اس لئے اہل عرب اس سے واقف اور مانوس نہ تھے (۳) - بلکہ ایک عرصہ بعد یہ نسل عرب میں پہنچی اور لوگ اس سے متعارف و مانوس ہوئے- اس لئے عرب کے لوگوں نے اس بھیڑ شکل یا بھیڑ حلیہ گائے (۴) کو جب دیکھا تو اُسے ''جاموس'' کا نام دیا، اسی طرح بسا اوقات ''کاومیش'' اور ''کاوماش'' وغیرہ ناموں سے بھی اسے موسوم کیا۔ (۵) البتہ ''جاموس'' کا لفظ بکثرت استعمال ہوا۔

(۱) جامع فیروز اللغات، ص ۱۱۳۵۔

(۲) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۱۳۳۰، و ۱۱۱۴۔

(۳) چنانچہ شیخ محمد متولی شعراوی لکھتے ہیں: بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی۔ [دیکھئے: تفسیر الشعراوی (16 / 9992)]۔

(۴) دیکھئے: الجراثیم، لابن قتیبہ دینوری (2 / 253)۔

(۵) دیکھئے: تہذیب اللغۃ 10 / 317، والمخصص 4 / 224، وکتاب الحیوان، 1 / 100، و 5 / 244، و 7 / 144۔ نیز دیکھئے: التنبیہ والاشراف (1 / 307)۔

''جاموس''کی وجہ تسمیہ:

مستند عربی قوامیس اور ڈکشنریوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فارسی یا عجمی النسل گائے یعنی گاؤ میش (بھینس) کو اہل عرب کے''جاموس''نام دینے کی دو بنیادوں میں سے کوئی ایک بنیاد ہے: ۱۔ تعریب یا ۲۔ اشتقاق

۱۔ تعریب:

تعریب کا معنیٰ یہ ہے کہ چونکہ یہ لفظ اصلاً عربی زبان کا نہیں ہے بلکہ دخیل ہے، اس لئے اہل عرب نے اس کے فارسی نام کو عربی حروف اور الفاظ کے معروف اوزان کی مدد سے اپنی عربی زبان میں کہہ لیا اور اس کا نام بنالیا، چنانچہ''گ''کو''جیم''اور''شین''کو''سین''سے بدل کر قابل نطق تسہیل کرتے ہوئے''فاعول''کے وزن پر''جاموس''بنادیا[۱]، جس کی جمع فواعیل کے وزن پر''جوامیس''آتی ہے، اس سلسلہ میں اہل لغت کے اقوال اور ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ صاحب''العین''،خلیل فراہیدی رحمہ اللہ (۱۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''الجاموس دَخيل تسمّيه العَجَم كاوْمِيش''۔[۲]

جاموس دخیل ہے، عجمی لوگ اسے گاؤ میش کہتے ہیں۔

(۲) علامہ لیث بن مظفر رحمہ اللہ (۱۹۰ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) دیکھئے: البصائر والذخائر، (6/128)۔

(۲) العین (6/60)، نیز دیکھئے: المخصص (4/224)۔ وشمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم (2/1164)۔

"الجَامُوسُ: دَخِيلٌ، ويُجْمَعُ جَوَامِيسَ، تُسَمِّيهِ الفُرسُ: كَاوِمِيش"۔[1]

"الجاموس" دخیل ہے،اس کی جمع جوامیس آتی ہے،اسے فارسی "گاؤمیش" کہتے ہیں۔

(۳) علامہ ابونصر جوہری فارابی رحمہ اللہ(۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

"الجاموس: واحد الجواميس، فارسي معرب"۔[2]

جاموس جوامیس کی واحد،فارسی معرب ہے۔

(۴) علامہ ابوہلال عسکری رحمہ اللہ(۳۹۵ھ) فرماتے ہیں:

"والجاموسُ فارسيٌّ معرَّبٌ، وقدْ تكلَّمتْ بهِ العربُ"۔[3]

جاموس،فارسی معرب ہے،عربوں نے اپنی گفتگو میں استعمال کیا ہے۔

(۵) علامہ حسن بن محمد عدوی قرشی حنفی "صغانی لاہوری" رحمہ اللہ(۶۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"الجاموس: واحد من الجواميس، فارسيّ معرّب، وهو بالفارسية كاوْمِيْشْ، وقد تكلّمَت به العَرب"۔[4]

جاموس: جوامیس کی واحد ہے، فارسی معرب ہے، اسے فارسی میں "گاؤمیش" کہتے ہیں، عربوں نے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

(۶) علامہ محمد بن ابوبکر رازی رحمہ اللہ(۶۶۶ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) تهذيب اللغة،(317/10)۔

(۲) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية(3/915)۔

(۳) التلخيص في معرفة أسماء الأشياء(ص:370)۔

(۴) العباب الزاخر(1/78)۔

”(الْجَامُوسُ) وَاحِدُ (الْجَوَامِيسِ) فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ“۔(۱)

جاموس جوامیس کی واحد، فارسی معرب ہے۔

(۷) امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

”الجواميس مَعْرُوفَة وَاحِدهَا جاموس فَارسي مُعرب“۔(۲)

جوامیس (بھینسیں) معروف ہیں، اس کا واحد جاموس آتا ہے، جوکہ فارسی لفظ ہے اسے عربی بنایا گیا ہے۔

(۸) علامہ فیروز آبادی رحمہ اللہ (۸۱۷ھ) فرماتے ہیں:

”الجامُوسُ: مُعَرَّبُ كاوْمِيش، ج: الجَواميسُ، وهي جامُوسَةٌ“۔(۳)

جاموس (بھینس): ”گاؤمیش“ کا معرب ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، مونث کو جاموسہ کہتے ہیں۔

(۹) علامہ محمد بن محمد زبیدی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

”الجَاموسُ: ... معروفٌ، مُعَرَّبُ كَاوْمِيش، وَهِي فارسيَّةٌ، ج الجَوامِيسُ، وَقد تكلَّمَتْ بِهِ العَرَبُ“۔(۴)

جاموس: معروف ہے، جو گاؤمیش کا معرب ہے، اور وہ فارسی لفظ ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، اہل عرب نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

---

(۱) مختار الصحاح (ص:60)۔

(۲) تحریر ألفاظ التنبیہ ص:106۔

(۳) القاموس المحیط (ص:536)۔

(۴) تاج العروس (15/513)۔

۲۔اشتقاق:

اشتقاق کا معنیٰ یہ ہے کہ جاموس کا لفظ عربی ہے اور کسی عربی زبان کے اصول ومادہ سے نکالا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ''جاموس'' (ج،م،س) جمس سے مشتق ہے، اور عربی زبان میں جمس کا لفظ کسی چیز کے جمود اور ٹھوس پن پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ جب اہل عرب اس چوپائے سے متعارف ہوئے تو اس کی ہیئت، جسامت، مضبوطی اور کیفیت کو دیکھ کر اُسے ''جاموس'' کا نام دے دیا۔ اس سلسلہ میں اہل لغت وغیرہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) امام اسحاق بن منصور الکوسج (۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''الجاموس نوع من البقر، كأنّه مشتقّ من ذلك، لأنّه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة''(۱)۔

''جاموس'' (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے، گویا وہ ''جمس'' ہی سے مشتق ہے، کیونکہ ہل چلانے، کاشت کرنے اور دانے کچلنے وغیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

(۲) علامہ احمد بن محمد فیومی رحمہ اللہ (۷۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''جَمَسَ الْوَدَكُ جُمُوسًا، مِنْ بَابِ قَعَدَ جَمَدَ، وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ لِينُ الْبَقَرِ فِي اسْتِعْمَالِهِ فِي الْحَرْثِ وَالزَّرْعِ وَالدِّيَاسَةِ''۔(۲)

''جمس الودک جموساً'' کا معنیٰ ہے گوشت کی چکنائی جم گئی، ''قعد'' کے باب سے ''جمد'' کے معنیٰ میں ہے، اور ''الجاموس'' گائے کی ایک قسم ہے، گویا یہ لفظ اسی سے مشتق ہے، کیونکہ ہل

(۱) مسائل الامام أحمد وإسحاق بن راہویہ،(8/4027)۔

(۲) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر(1/108)۔

چلانے، کاشت کرنے اور دانے کچلنے غیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ جاموس (بھینس) خواہ "گاؤمیش" کا معرب ہو یا پھر "ج،م،س" سے مشتق ہو، دونوں صورتوں میں وہ گائے سے خارج نہیں ہے، بلکہ وہ بھیڑ شکل گائے ہے، جیسا کہ "گاؤ" اور "میش" کی وضاحت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

اور بعینہ اسی بات کی صراحت معروف معتزلی عالم وادیب ابوعثمان جاحظ بصری (۲۵۵ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "الحیوان" میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"والجواميس هي ضأن البقر، يقال للجاموس الفارسية: كاوماش"۔(۱)

جوامیس (بھینسیں) بھیڑ گائیں ہیں، جاموس کو فارسی زبان میں "گاؤمیش" کہا جاتا ہے۔

"بھیڑ گائے" کہنے سے کسی کے ذہن میں یہ شبہہ نہ پیدا ہو کہ بھینس بھیڑ اور گائے کی مخلوط نسل ہے، بلکہ یہ بات محض ظاہری مشابہت اور یکسانیت کی بنا پر ہے، اس لئے مزید وضاحت کرتے ہوئے اور اس شبہہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فالجاموس بالفارسية كاوماش، وتأويله ضأنيّ بقريّ، لأنهم وجدوا فيه مشابهة الكبش وكثيرا من مشابهة الثور، وليس أنّ الكباش ضربت في البقر فجاءت بالجواميس"۔(۲)

"جاموس" (بھینس) فارسی میں گاؤمیش کہلاتا ہے، جس کی تعبیر بھیڑ گائے ہے، کیونکہ انہیں (عربوں کو) اس میں مینڈھے اور بہت کچھ بیل کی مشابہت نظر آئی، یہ معنیٰ نہیں ہے کہ

---

(۱) کتاب الحیوان، 5/244۔

(۲) کتاب الحیوان، 1/100۔

جوامیس (بھینسیں) مینڈھے اور گائے کے اختلاط سے پیدا ہوئی ہیں۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ویقولون: ”أشتر مرك“ للنّعامة، علی التّشبیه بالبعیر والطّائر، یریدون تشابه الخلق، لا علی الولادة. ویقولون للجاموس: ”کاوماش“ علی أن الجاموس یشبه الکبش والثّور، لا علی الولادة، لأنّ کاو بقرة، وماش اسم للضأن ... قالوا: کاوماش علی شبه الجوامیس بالضّأن، لأنّ البقر والضأن لا یقع بینهما تلاقح“۔[۱]

”نعامۃ“ کو اشتر مرغ (یا شتر مرغ) اونٹ اور پرندہ سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں، اس سے ظاہری تخلیق میں مشابہت مراد لیتے ہیں، نہ کہ ولادت کی بنیاد پر۔ اور جاموس“ (بھینس) کو بھی گاؤمیش محض اس لئے کہتے ہیں کہ بھینس مینڈھے اور بیل کے مشابہ ہوتی ہے نہ کہ پیدائش کی بنا پر، کیونکہ ”گاؤ“ گائے کو اور ”ماش“ مینڈھے کو کہتے ہیں... چنانچہ بھینسوں کی مینڈھوں سے محض ظاہری شباہت کی بنا پر انہیں ”گاؤمیش“ کہتے ہیں، کیونکہ گائے اور مینڈھے میں جفتی واقع نہیں ہوتی۔

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن قتیبہ دینوری (۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

”وقد قالوا: أشتر مرك علی التشبیه بالبعیر والطائر، لا علی الولادة، کما قالوا: جاموس کاومیش أي بقر وضأن ولیس بین البقر والضأن سفاد“۔[۲]

(۱) کتاب الحیوان، 7/144۔

(۲) الجراثیم، (2/247)، و(2/253)۔

''عربوں نے اشتر مرغ (یا شتر مرغ) اونٹ اور پرندہ سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے، نہ کہ ولادت کی بنیاد پر۔ اسی طرح گاؤ میش کو ''جاموس'' (گائے اور مینڈھے) کی ظاہری شباہت کی بنا پر کہا ہے، کیونکہ گائے اور مینڈھے میں جفتی نہیں ہوتی۔

خلاصہ کلام اینکہ بھینس اور مینڈھے میں محض ظاہری مشابہت ہے۔

''جاموس'' (بھینس) کی جامع تعریف:

(۱) علامہ احمد بن احمد زروق رحمہ اللہ (۸۹۹ھ) بھینس کی جامع تعریف ''گائے'' سے کرتے ہوئے ''الرسالۃ لابن أبي زید القیروانی'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''(والجواميس) بقر سود ضخام صغيرة الأعين طويلة الخراطيم مرفوعة الرءوس إلى قدام بطيئة الحركة قوية جدا لا تكاد تفارق الماء بل ترقد فيه غالب أوقاتها يقال إنها إذا فارقت الماء يوما فأكثر هزلت رأيناها بمصر وأعمالها ''۔[۱]

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، یہ بھاری بھرکم [۲] کالی گائیں ہیں، جن کی آنکھیں چھوٹی اور منہ لمبا ہوتا ہے، سر آگے کی طرف اٹھا ہوا ہوتا ہے، یہ سست رفتار لیکن بہت مضبوط اور طاقتور

(۱) شرح زروق علی متن الرسالۃ (1 / 512) نیز دیکھئے: مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل لمحمد بن محمد الحطاب الرُّعینی المالکی (2 / 263)، وشرح مختصر خلیل للخرشی (2 / 152)، وأسہل المدارک شرح إرشاد السالک فی مذہب إمام الأئمۃ مالک، لابی بکر الکشناوی (1 / 388)۔

(۲) یہی وجہ ہے کہ موٹاپے اور جسامت کے لئے جاموس (بھینس) ضرب المثل ہے، چنانچہ امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ نے حفص بن عمر المقری ابوعمر الضریر کو ان کی جسامت کے سبب ''جاموس'' (بھینس) کا لقب دیا ہے۔ [دیکھئے: نزہۃ الألباب فی الألقاب، از حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (1 / 160 / 545)]۔

ہوتی ہیں (۱)، پانی سے کم ہی جدا ہوتی ہیں، بلکہ زیادہ تر پانی ہی میں سوتی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ ایک دن یا اس سے زیادہ پانی سے علحدہ ہوجائیں تو دبلی ہوجائیں گی، ہم نے انہیں مصر اور اعمال مصر میں دیکھا ہے۔

(۲) علامہ محمد احمد علیش مالکی رحمہ اللہ (۱۲۹۹ھ) فرماتے ہیں:

''جَامُوسٌ: بَقَرٌ سُودٌ ضِخَامٌ بَطِيءُ الْحَرَكَةِ يُدِيمُ الْمُكْثَ فِي الْمَاءِ إنْ تَيَسَّرَ لَهُ''۔ (۲)

بھینس: بھاری بھرکم، سیاہ، سست رفتار گائے ہے، اگر اسے میسر ہو تو تا دیر پانی میں ٹھہری رہے۔

(۳) علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی کے یہاں جاموس (بھینس) کی تعریف:

''الجاموس ضرب من كبار البقر يحب الماء والتمرغ في الأوحال معرب كاؤميش بالفارسية، ومعناه بقر الماء، ج جواميس''۔(۳)

بھینس: بڑی گایوں کی ایک قسم ہے، جو پانی اور کیچڑ میں لوٹنا پسند کرتی ہے، فارسی لفظ ''گاؤ میش'' کا معرب ہے، اور اس کا معنیٰ پانی کی گائے ہے، جمع جوامیس آتی ہے۔

(۴) معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرہ میں جاموس (بھینس) کی تعریف:

---

(۱) بھینس کو اللہ نے بڑا طاقتور بنایا ہے، بہت کچھ تفصیلات اور مثالوں کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حیاۃ الحیوان الکبری (1 / 214) و (1 / 264)، ونہایۃ الأرب فی فنون الأدب (1 / 368)، و (10 / 124)، و (10 / 314)، نیز دیکھئے: المستطرف فی کل فن مستظرف (ص:353)۔

(۲) منح الجلیل شرح مختصر خلیل لمحمد احمد علیش (2 / 12)۔ نیز دیکھئے: معجم الرائد، تالیف: جبران مسعود، (ص:266)۔

(۳) أقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد، از سعید خوری شرتونی لبنانی، (1 / 137)۔

’’جاموس: حيوان أهليّ من جنس البقر من مزدوجات الأصابع المجترّة، ضخم الجثّة، قرونه محنيّة إلى الخلف وإلى الداخل، يُربَّى للحرث ودرّ اللّبن‘‘۔(۱)

بھینس: دوہری انگلیوں (کھر) والے جگالی کرنے والے جانوروں میں سے‘ گائے کی جنس کا ایک گھریلو جانور ہے، جس کا جسم بھاری بھرکم ہوتا ہے، سینگیں پیچھے اور اندر کی طرف ٹیڑھی گھومی ہوئی ہوتی ہیں، اسے کھیتی کرنے اور دودھ دوہنے کے لئے پالا جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام:

سابقہ ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ گائے اور بھینس کی تعریف کرتے ہوئے اہل علم نے گائے کی تعریف میں بھینس کو شامل کیا ہے، اور بھینس کی تعریف میں بصراحت کہا ہے کہ وہ گائے کی جنس سے ہے، اور ان تصریحات میں ان کا کوئی معارض ومخالف بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے دونوں کی یکسانیت اور اتحاد جنس میں کوئی شک وشبہہ باقی نہیں رہ جاتا۔

اطمینان کے لئے مزید چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ بقر اسم جنس ہے، جو عربی گایوں اور بھینسوں دونوں کو شامل ہے۔

علامہ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ (۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:

’’والبقر اسم جنس يشمل العراب والجواميس والذكور والإناث‘‘۔(۲)

بقر (گائے) اسم جنس ہے جو عربی گایوں، بھینسوں اور نر اور مذکر ومؤنث سب کو شامل ہے۔

(۱) معجم اللغة العربية المعاصرة (1/392)۔

(۲) الاحکام شرح أصول الأحکام لابن قاسم (2/136)۔

شیخ عبداللطیف عاشور فرماتے ہیں:

''البقر: جنس من فصیلة البقریات، یشمل الثور والجاموس، ویطلق علی الذکر والأنثی''۔[۱]

بقر: بقریات کے گریڈ کی جنس ہے، بیل اور بھینس دونوں کو شامل ہے اور مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

۲۔ بھینس اور گائے کا حکم اور خاصیتیں یکساں ہیں۔

''الجاموس: واحد الجوامیس ... حکمه وخواصه: کالبقر''۔[۲]

جاموس (بھینس) جوامیس کی واحد ہے۔۔۔اس کا حکم اور خاصیتیں گائے جیسی ہیں۔

۳۔ گائے اور بھینس دونوں کے بچھڑوں کو ''عجل'' ہی کہا جاتا ہے۔

علامہ رشید رضا مصری (۱۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

''وَالْعِجْلُ وَلَدُ الْبَقَرَةِ سَوَاءٌ کَانَتْ مِنَ الْعِرَابِ أَوِ الْجَوَامِیسِ''۔[۳]

عجل: (بچھڑا) گائے کے بچے کو کہتے ہیں خواہ عربی ہوں یا بھینسیں۔

(۱) موسوعة الطیر والحیوان فی الحدیث النبوی (ص:106)۔

(۲) حیاة الحیوان الکبری (1/ 264)۔

(۳) تفسیر المنار (9/ 173)، وتفسیر المراغی (9/ 67)، نیز دیکھئے: تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن (10/155)۔

تیسری فصل:

بھینس کی حلت اور قربانی کا حکم

بھینس کی عمومی حلت کے سلسلہ میں تو اختلاف نہیں پایا جاتا[۱]، البتہ اس کی قربانی کے سلسلہ میں اہل علم کے حسب ذیل تین اقوال ہیں:

۱۔ عدم جواز: بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ کیونکہ قربانی کے لئے جانور کا بھیمۃ الانعام میں سے ہونا شرط ہے، اور وہ ثمانیۃ ازواج' یعنی اونٹ، بیل، بکرا، مینڈھا اور ان کے مادہ' آٹھ ہیں، اور بھینس ان میں سے نہیں ہے، لہٰذا بھینس قربانی کا جانور نہیں، اس لئے اس کی قربانی جائز و درست نہیں۔[۲]

۲۔ احتیاط: احتیاط یہ ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔ کیونکہ قربانی کے لئے جانور کا بھیمۃ الانعام میں سے ہونا شرط ہے، اور بھینس ان میں سے نہیں ہے، جبکہ بعض اہل لغت نے بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا ہے، اور بعض اہل علم نے اس پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے، لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کی قربانی نہیں کی ہے، اس

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ اصحاب الحدیث، ازفضیلۃ الشیخ ابومحمد عبدالستار الحماد، ص 462، وفتاویٰ علمائے حدیث، 13/73، وفتاویٰ ثنائیہ، 1/809۔

(۲) عدم جواز کے قائلین میں چند علماء کے نام یہ ہیں: مجتہد العصر حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ، فتاویٰ اہلحدیث، 2/426۔ وشیخ الحدیث مفتی فیض الرحمٰن فیض رحمہ اللہ، فتاوائے فیض، ص 47، 158، 162، ورسالہ آئینہ تحقیق۔ ومولانا عبدالستار الحماد، ہفت روزہ اہل حدیث، شمارہ 48، 15-21 دسمبر 2007ء۔ وفتاویٰ اصحاب الحدیث، 3/404۔ وحافظ عمران ایوب لاہوری، فقہ الحدیث، 2/475، مسئلہ 764۔ ومحمد رفیق طاہر (http://www.rafeeqtahir.com/ur/play-swal-514.html)

لئے احتیاطاً بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔(۱)

۳۔ جواز: بھینس کی قربانی جائز ہے، کیونکہ وہ گائے ہی کی ایک نوع ہے جو فارس وغیرہ عجمی علاقوں میں پائی جاتی تھی، لہٰذا وہ بھی بہیمۃ الانعام میں داخل ہے، البتہ عہد رسالت میں یہ نسل عرب بالخصوص حجاز میں موجود ومتعارف نہ تھی، اس لئے آپ ﷺ اور صحابہ سے اس نوع کی قربانی کا ثبوت نہیں ملتا، جبکہ بعد میں عرب گائے کی اس نوع ونسل سے متعارف ہوئے اور علماء لغت عرب، مفسرین، محدثین وشارحین حدیث اور فقہاء امت بالخصوص ائمہ اربعہ اور ان کے مسالک کے علماء نے اسے متفقہ طور پر گائے کی نوع قرار دیا، اور بعینہ گائے کے حکم کے مطابق اس کی قربانی کی، اس میں زکاۃ فرض رکھا، اور تاریخ کے ہر دور میں اسے بڑی تعداد میں پالا، بھینس کے گائے کی نوع ہونے اور دونوں کے حکم کی یکسانیت پر علماء امت کا اجماع منقول ہے، لہٰذا بھینس کی قربانی جائز ہے۔(۲)

---

(۱) یہ صاحب مرعاۃ المفاتیح شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) کی (سابق) رائے اور حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (۲۰۱۳ء) وغیرہ کی رائے ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے مرعاۃ المفاتیح میں احتیاط کے ساتھ جواز کی بات لکھی ہے، جبکہ اپنے مجموع فتاوی میں کئی جگہوں پر گاؤ میش کی قربانی کے مطلق جواز کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ دسویں فصل میں ان شاء اللہ ان کا تذکرہ آئے گا۔[دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ، ترتیب وتحقیق: مولانا حافظ عبد اللطیف اثری، واشراف: مولانا عبد الرحمن رحمانی بن شیخ الحدیث، 2/ 50، 73، 84، 137، 160، مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن، یوپی، ۲۰۱۸ء]۔

(۲) یہ جمہور علماء امت سلف تا خلف، تابعین، تبع تابعین، علماء مذاہب اربعہ، مفسرین، محدثین، فقہاء، وغیرہم، بطور مثال: امام نووی (۶۷۶ھ)، اسی طرح علامہ محمد بن صالح العثیمین (۱۴۲۱ھ)، استاذ محترم علامہ عبد المحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ، شیخ عبد العزیز بن محمد السلمان (۱۴۲۲ھ)، اور علماء اہل حدیث برصغیر میں علامہ ثناء اللہ امرتسری (۱۹۴۸ء)، محقق العصر علامہ عبد القادر عارف حصاری ساہیوال، علامہ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری (۱۴۱۴ھ)، میاں نذیر حسین محدث دہلوی (۱۳۲۰ھ)، علامہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۳۰۷ھ)، محدث کبیر عبد الجلیل سامرودی، علامہ حافظ محمد گوندلوی، مولانا امین اللہ پشاوری، حافظ نعیم الحق ملتانی اور حافظ صلاح الدین یوسف حفظہم اللہ ورحمہم کا موقف ہے۔

راجح: تینوں اقوال میں راجح قول یہ ہے کہ بھینس کی قربانی جائز ہے، جبکہ نتیجہ کے اعتبار سے احتیاط کے قول کا مدعا بھی جواز ہے، ورنہ اگر عدم جواز پر اطمینان اور شرح صدر ہو تو عدم جواز کی تصریح سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

سابقہ فصلوں کی تفصیلات سے یہ بات روشن ہے کہ بھینس فارسی النسل یا عجمی النوع، گائے ہی کی ایک قسم ہے تو بدیہی طور پر بھینس کا بہیمۃ الانعام میں ہونا ثابت ہوگیا، اور قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ سے عملاً گائے کی قربانی ثابت ہے، جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ"۔(۱)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

تو بھینس کی حلت کے ساتھ اس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں رہ گیا، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے بہیمۃ الانعام کے اجناس کے نام لئے ہیں(۲):

۱۔ "اِبل" (اونٹ نر و مادہ خواہ عرب و عجم کی کسی بھی نسل و نوع سے ہوں)۔

۲۔ "البقر" (گائے نر و مادہ، خواہ عرب و عجم کی کسی بھی نسل و نوع سے ہوں)۔

۳۔ "الضان" (مینڈھا، نر و ماندہ، خواہ عرب و عجم کی کسی بھی نسل و نوع سے ہوں)۔

۴۔ "المعز" (بکرا نر و مادہ، خواہ عرب و عجم کی کسی بھی نسل و نوع سے ہوں)۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب کیف کان بدء الحیض... 1 / 66، حدیث 294، و 5548، و 5559، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام...، حدیث 1211۔

(۲) علامہ ابن منظور رحمہ اللہ "جنس" کے معنیٰ کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "فَالنَّاسُ جِنْسٌ والإبل جِنْسٌ وَالْبَقَرُ جِنْسٌ والشَّاء جِنْسٌ" لسان العرب 6 / 43۔ (لوگ جنس ہیں، اونٹ جنس ہے، گائے جنس ہے اور بکریاں جنس ہیں)۔

اب اگر ایک مسلمان ان میں سے کسی بھی چوپائے کی قربانی کرے خواہ وہ کسی بھی نسل ونوع اورعلاقہ وخطے کا ہو، تو اس کی قربانی کی مشروعیت اور جواز کا حکم متاثر نہ ہوگا۔اس بات کی ایک نہایت واضح دلیل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا۟ بَقَرَةً ۖ قَالُوٓا۟ أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِٱللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا۟ ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِىَ ۚ قَالَ إِنَّهُۥ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَٱفْعَلُوا۟ مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا۟ ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُۥ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ ٱلنَّٰظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا۟ ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِىَ إِنَّ ٱلْبَقَرَ تَشَٰبَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّآ إِن شَآءَ ٱللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُۥ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ ٱلْأَرْضَ وَلَا تَسْقِى ٱلْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا۟ ٱلْـَٰٔنَ جِئْتَ بِٱلْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَٱدَّٰرَٰٔتُمْ فِيهَا ۖ وَٱللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا ٱضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْىِ ٱللَّهُ ٱلْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾﴾ [سورۃ البقرۃ: ٦٧-٧٣]۔

اورموسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں ۔انہوں نے کہا اے موسیٰ!

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس کی ماہیت بیان کر دے، آپ نے فرمایا سنو! وہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تمہیں حکم دیا گیا ہے بجالاؤ۔ وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اپنے رب سے اور دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید ماہیت بتلائے، اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتہ نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہیں، وہ تندرست اور بے داغ ہے۔ انہوں نے کہا، اب آپ نے حق واضح کر دیا گو وہ حکم برداری کے قریب نہ تھے، لیکن اسے مانا اور وہ گائے ذبح کر دی۔ جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمہاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ اہر کرنے والا تھا۔ ہم نے کہا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگا دو، (وہ جی اٹھے گا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری عقل مندی کے لئے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم موسیٰ کو ایک قتل کے قضیے میں قاتل کی شناخت کے لئے ایک ''بقرۃ'' (گائے) ذبح کرنے اور پھر اس کے کسی حصہ سے مقتول کو مارنے کا حکم دیا کہ اس سے مقتول زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کی شناخت کر دے گا۔

قوم بنی اسرائیل نے اس گائے کی رنگ ونسل، ہیئت وکیفیت اور عمر وغیرہ کے بارے میں

نبی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے جا سوالات کرنا شروع کردیا، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سختیوں میں گرفتار ہوگئے۔ حالانکہ اگر انہوں نے کوئی بھی گائے جس پر گائے کا اطلاق ہوتا ہو، خواہ وہ کسی بھی نوع وجنس اور نسل ورنگ کی ہو ذبح کر لیتے تو تعمیل حکم ہوجاتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض ''بقرہ'' یعنی گائے کی جنس کا نام لیا تھا، نوع ونسل کی کوئی تعیین نہ تھی۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

''أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسْأَلَتِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ مُوسَى ﷺ ذَلِكَ مُخْطِئِينَ، وَأَنَّهُمْ لَوْ كَانُوا اسْتَعْرَضُوا أَدْنَى بَقَرَةٍ مِنَ الْبَقَرِ إِذْ أُمِرُوا بِذَبْحِهَا بِقَوْلِهِ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تَذۡبَحُواْ بَقَرَةٗۖ﴾ [البقرة:67] فَذَبَحُوهَا كَانُوا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ فِي ذَلِكَ مُؤَدِّينَ وَلِلْحَقِّ مُطِيعِينَ، إِذْ لَمْ يَكُنِ الْقَوْمُ حُصِرُوا عَلَى نَوْعٍ مِنَ الْبَقَرِ دُونَ نَوْعٍ، وَسِنٍّ دُونَ سِنٍّ ... وَأَنَّ اللَّازِمَ كَانَ لَهُمْ فِي الْحَالَةِ الْأُولَى اسْتِعْمَالُ ظَاهِرِ الْأَمْرِ وَذَبْحُ أَيِّ بَهِيمَةٍ شَاءُوا مِمَّا وَقَعَ عَلَيْهَا اسْمُ بَقَرَةٍ''۔(۱)

بنی اسرائیل اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام سے بے جا سوالات کرنے میں خطا کار تھے، کیونکہ اگر وہ کوئی ادنی سی گائے بھی ڈھونڈ کر ذبح کر لیتے، جیسا کہ انہیں فرمان باری: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً} (بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو) میں اسی بات کا حکم دیا گیا تھا، تو وہ اپنے او پر واجب کردہ حکم الٰہی کے ادا کرنے والے اور حق کے فرمانبردار ٹھہرتے، کیونکہ قوم کے لوگوں کو گائے کی کسی خاص نوع یا عمر کا پابند نہیں کیا گیا تھا ... اور پہلی ہی حالت میں ان پر لازم یہ تھا کہ وہ ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے حسب منشا کوئی بھی

---

(۱) تفسیر الطبری (2/101)۔ نیز دیکھئے: ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب (ص:374)، والحیوان (4/292)۔

چوپایہ ذبح کردیتے، جس پر" گائے" کے نام کا اطلاق ہوتا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ گائے کی کسی بھی نوع ونسل کے بچے کو" عجل" (بچھڑا) کہتے ہیں خواہ وہ عربی النوع والنسل ہوں یا غیر عربی، لوگوں میں متعارف عام گائیں ہوں یا جوامیس (بھینسیں) جیسا کہ علمائے تفسیر نے قرآن میں وارد لفظ" عجل" کی تفسیر میں لکھا ہے۔(۱)

بہیمۃ الانعام: اونٹ، گائے اور بکری کی انواع اور نسلیں:

واقع حال اور اہل علم کی توضیحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکی اور علاقائی اعتبار سے اونٹ، گائے اور بکری کی متعدد انواع اور نسلیں پائی جاتی ہیں اور ان کی اپنی شکلیں، ہیئتیں، طبیعتیں اور خصوصیات وکیفیات ہیں، اور بھینس بھی جنس" بقر" (گائے) کی ایک نہایت عمدہ قسم ہے، جس کی اپنی خاص صورت وہیئت، مزاج وطبیعت اور خصوصیات ہیں۔ ذیل میں بہیمۃ الانعام اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع واقسام ملاحظہ فرمائیں:

اولا: اونٹ کی قسمیں:

علامہ بطال بن احمد رکبی رحمہ اللہ (۶۳۳ھ) فرماتے ہیں:

"وَالبَخَاتِيُّ مِنَ الإِبِلِ: مَعْرُوفٌ أَيْضًا، وَهُوَ مُعَرَّبٌ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: عَرَبِيٌّ. الْوَاحِدُ: بُخْتِيٌّ وَالأُنْثَى: بُخْتِيَّةٌ، وَجَمْعُهُ: بَخَاتِيٌّ وَأَمَّا الْعِرَابُ مِنَ الإِبِلِ، فَإِنَّ الْجَوْهَرِيَّ قَالَ: هِيَ خِلَافُ الْبَخَاتِيِّ، كَالْعِرَابِ مِنْ الْخَيْلِ خِلَافِ الْبَرَاذِينِ. وَقَالَ

---

(۱) دیکھئے: تفسیر المنار (9/ 173)، وتفسیر المراغی (9/ 67)، وتفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن (10/ 155)۔

فی الشَّامِلِ: الْعِرَابُ: جُرْدٌ مُلْسٌ حِسَانُ الألْوَانِ كَرِيمَةٌ"۔(۱)

اونٹ کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ "بخاتی": یہ معروف ہیں، یہ لفظ معرب ہے، البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عربی ہے، اس کی واحد "بختی"، مونث "بختیۃ" اور جمع "بخاتی" آتی ہے۔

اور معروف لغوی علامہ خلیل فراہیدی (۱۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"البُخْتُ والبُخْتِيُّ، أعجميان دخيلانِ: الإبل الخراسانية تُنْتَجُ من إبلٍ عربية وفالج"۔(۲)

بخت اور بختی عجمی دخیل الفاظ ہیں، یہ خراسانی اونٹوں کو کہا جاتا ہے جو عربی اونٹنیوں اور "فالج" نامی سندھی اونٹوں سے پیدا ہوتے تھے۔

۲۔ "عراب": عراب کے بارے میں علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ یہ بخاتی کے برخلاف ہیں، جیسے عراب گھوڑے "براذین" (ایک مضبوط ٹھوس اور بھاری بھرکم قسم کا گھوڑا جسے حمل ونقل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا) کے خلاف ہوتے ہیں، اور الشامل میں فرماتے ہیں کہ: عراب بغیر بالوں والے، چکنے، خوبصورت رنگ والے اور بڑے پیارے ہوتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابومنصور ازہری (۳۷۰ھ) لکھتے ہے:

"والمهارى من الابل منسوبة إلى مهرة بن حيدان وهم قوم من أهل اليمن وبلادهم الشحر بين عمان وعدن وابين، وإبلهم المهريه وفيها نجائب تسبق

(۱) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المهذب، 1/ 146، نیز دیکھئے: کتاب الأم از امام شافعی 2/ 20، والموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ (23/ 259)۔

(۲) دیکھئے: کتاب العین، 4/ 241۔

الخيل والارحبية من إبل اليمن ايضا وكذلك المجيدية. وأما العقيلية فهي نجدية صلاب كرام ونجائبها نفيسة ثمينة تبلغ الواحدة ثمانين دينارا إلى مائة دينار، والوانها الصهب والادم والعيس. والقرملية إبل الترك، والفوالج فحول سندية ترسل في الابل العراب فتنتج البخت الواحد بختي والانثى بختية''۔(۱)

۳۔ ''مھاری'': یہ مہرہ بن حیدان کی طرف منسوب ہیں، یہ یمن کی ایک قوم ہے، ان کا علاقہ عمان اور عدن کے درمیان ''شحر'' نامی مقام ہے، ان کے اونٹ ''مھریۃ'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اور ان میں کچھ ''نجائب'' (یعنی ٹھوس، چھریرے، ہلکے، تیز رفتار اور عمدہ) ہوتے ہیں جو گھوڑوں سے تیز دوڑتے ہیں۔

۴۔ ''ارحبیہ'': یہ بھی اونٹوں کی ایک قسم ہے جو یمن میں پائی جاتی ہے۔

۵۔ اسی طرح ''مجیدیہ'' نامی ایک قسم کا اونٹ اور بھی پایا جاتا ہے۔

مُجید یہ کے بارے میں دو باتیں کہی گئی ہیں:

ایک یہ کہ یہ اونٹ بھی یمن میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ مجید نامی فحل (نر) یا مجید نام کے کسی آدمی کی طرف منسوب ہے۔(۲)

۶۔ اسی طرح ''عقیلیہ'' نجدی اونٹوں کی ایک قسم ہے، جو بڑے ٹھوس اور عمدہ ہوتے ہیں، اور ان میں جو نجائب یعنی عمدہ اور چھریرے ہوتے ہیں وہ بڑے نفیس مانے جاتے ہیں' ان میں ایک کی قیمت اسّی سے سو دینار کے درمیان ہوتی ہے، اور ان کے رنگ سرخ سیاہی

---

(۱) الزاہر فی غریب ألفاظ الشافعی ص: 101۔ نیز دیکھئے: بحر المذہب للرویانی (3/44)۔

(۲) تاج العروس (9/152)، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2/564)۔

مائل، چتکبرے اور سفید سرخی مائل ہوتے ہیں۔

۷۔ اسی طرح ''قرملیہ'' ترکی اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

۸۔ اور ''فوالج'' سندھی نر اونٹوں کو کہا جاتا ہے جنہیں عربی اونٹوں میں بھیجا جاتا ہے جس سے بختی اونٹ پیدا ہوتے ہیں، جس کے واحد کو ''بختی'' اور مانده کو ''بختیہ'' کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد بن عبد الحق یفرنی (۶۲۵ھ) فرماتے ہیں:

''و"الإبل العراب": هي العربية. و"البخت": إبل بجهة خراسان، يزعمون أنها تولدت بين الإبل العراب و"الفوالج"، و"الفوالج": إبل لكل واحد منها سنامان، واحدها: فالج، وواحد البخت: بختي''۔[۱]

''عراب'' عربی اونٹ ہیں، اور ''بخت'' خراسان کے علاقہ کا اونٹ ہے، جس کے بارے میں لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عربی اور فوالج اونٹوں سے پیدا ہوتے ہیں، اور ''فوالج'' (سندھی) اونٹ ہیں، ان میں سے ہر ایک کو دو کوہانیں ہوتی ہیں، اس کا واحد فالج اور بخت کا واحد بختی آتا ہے۔

اسی طرح علامہ احمد بن محمد معروف بہ ابن الرفعہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

''البخاتي – بتشديد الياء وتخفيفها – والعراب: نوعان للإبل كما أن المهْرِية، والأَرْحَبية، والمجَيْدية، والعَقِيلية، والقِرْمِلية أنواع لها''[۲]

بخاتی – یاء پر تشدید اور بغیر تشدید کے – اور عراب اونٹ کی دو قسمیں ہیں، اسی طرح مہریہ،

---

(۱) الاقتضاب فی غریب الموطا و إعرابہ علی الأبواب (1/295)۔

(۲) کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (5/326)، نیز دیکھئے: بحر المذہب للرویانی (3/44)۔

ارحبیہ، مجیدیہ، عقیلیہ اور قرملیہ بھی اونٹوں کی قسمیں ہیں۔

اس طرح علاقائی طور پر اونٹوں کی مختلف قسمیں ہیں: جیسے، عربی، خراسانی، سندھی، ترکی، یمنی، نجدی وغیرہ اور ان کے نام بھی الگ الگ ہیں۔

ثانیا: گائے کی قسمیں:

علامہ محمد بن عبد الحق یفرنی (۶۲۵ھ) فرماتے ہیں:

”وأما "الجواميس" فإنها نوع من البقر في ناحية مصر تعوم في النيل، وتخرج إلى البر، ولكل بقرة منها قرن واحد، والواحد منها: جاموس“۔(۱)

رہا مسئلہ ”جوامیس“ (بھینسوں) کا تو وہ گائے کی ایک قسم ہیں، جو مصر کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں، نیل میں تیرتی گھومتی رہتی ہیں، اور باہر خشکی میں بھی نکلتی ہیں، اور ان میں سے ہر گائے کو ایک سینگ (کوہان) ہوتی ہے اور اس کا واحد جاموس کہلاتا ہے۔

علامہ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی النجدی الحنبلی رحمہ اللہ (۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:

”جواميس: وَاحِدهَا جاموس فَارسي مُعرب، قَالَ الْأَزْهَرِي: أَنْوَاع الْبَقر مِنْهَا الجواميس وَهِي أنبل الْبَقر وأكثرها ألبانا وَأَعْظَمهَا أجساما قَالَ وَمِنْهَا العراب وَهِي جرد ملس حسان الألوان كَرِيمَة وَمِنْهَا الدربان بدال مُهْملَة مَفْتُوحَة ثمَّ رَاء سَاكِنة ثمَّ بِالْمُوَحَّدَةِ ثمَّ ألف ثمَّ نون وَهِي الَّتِي تنقل عَلَيْهَا الْأَحْمَال وَقَالَ ابْن فَارس: الدربانية ترق أظلافها وجلودها وَلها أسنمة“۔(۲)

---

(۱) الاقتضاب فی غریب الموطا وإعرابہ علی الأبواب (1/295)۔

(۲) حاشیۃ الروض المربع، 3/187، نیز دیکھئے: تحریر ألفاظ التنبیہ ص: 106۔ نیز دیکھئے: بحر المذہب للرویانی (3/44)۔ ومقاییس اللغۃ (2/274)، والقاموس المحیط (ص:83)، والمعجم الوسیط (1/277)۔

جوامیس: کی واحد جاموس فارسی معرب ہے، علامہ ازہری کہتے ہیں: گائے کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ ''الجوامیس'' (بھینسیں): یہ نہایت عمدہ گائیں ہوتی ہیں، بہت زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بھاری جسم والی ہوتی ہیں۔

۲۔ ''العراب'': یہ نہایت صاف ستھری بغیر بالوں والی خوب رنگ اور بڑی پیاری ہوتی ہیں۔

۳۔ ''الدربان'': یہ انتہائی مضبوط ہوتی ہیں، جس پر بوجھ لادا اور ڈھویا جاتا ہے۔

علامہ ابن فارس فرماتے ہیں: ''دربانیۃ'' کا کُھر اور کھال پتلی ہوتی ہے، اور انہیں کوہان ہوتی ہے۔ (معلوم ہوا کہ بھینس گائے کی قسم ہی نہیں، بلکہ سب سے عمدہ قسم ہے)۔

علامہ احمد ابن الرفعہ (۷۱۰ھ) نے بھی یہ قسمیں ذکر کی ہیں اور اسی بات کی وضاحت فرمائی ہے۔(۱)

اسی طرح علامہ ابن عاشور (۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''وَمِنَ الْبَقَرِ صِنْفٌ لَهُ سِنَامٌ فَهُوَ أَشْبَهُ بِالْإِبِلِ وَيُوجَدُ فِي بِلَادِ فَارِسَ وَدَخَلَ بِلَادَ الْعَرَبِ وَهُوَ الْجَامُوسُ، وَالْبَقَرُ الْعَرَبِيُّ لَا سَنَامَ لَهُ وَثَوْرُهَا يُسَمَّى الْفَرِيشُ''۔(۲)

گائے کی ایک قسم ہے جسے کوہان ہوتی ہے، لہٰذا وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے' عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اور وہ ''جاموس'' بھینس ہے، جبکہ عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

اسی طرح معجم الغنی الزاھر کے مولف ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم لکھتے ہیں:

'' جَامُوسةٌ – ج: جَوَامِيسُ: ... مِنْ كِبَارِ البَقَرِ، وَهُوَأَنْوَاعٌ : دَاجِنٌ

---

(۱) دیکھئے: کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (5/326)۔

(۲) التحریر والتنویر (8-أ/129)۔ نیز دیکھئے: مباہج الفکر ومناہج العبر للوطواط (ص:59)۔

وَوَحْشِيٌّ، يُوجَدُ بِإِفْرِيقِيَا وَاسْيَا''۔(۱)

جاموسہ جس کی جمع جوامیس آتی ہے۔۔۔یہ بڑی گایوں میں سے ہیں،اوراس کی کئی قسمیں ہیں:گھریلواوروحشی،یہ افریقہ اورایشا میں پائی جاتی ہیں۔

اس طرح علاقائی طور پر گایوں کی بھی مختلف انواع ہیں،مثلا ایشیائی،افریقی،مصری،ہندوستانی،فارسی وغیرہ،اوران کے نام بھی مختلف ہیں۔

ثالثا:بکری کی قسمیں:

اونٹ اورگائے کی طرح بکری کی بھی متعدد انواع ہیں،چنانچہ علامہ احمد بن محمد ابن الرفعہ (۷۱۰ھ)فرماتے ہیں:

''والضأن والمعز: نوعان للغنم، وكذا العربية والملكية والبلدية أنواعها''۔(۲)

''غنم''یعنی بکری کی دوقسمیں ہیں:

۱۔ مینڈھا(اون والا)

۲۔ بکرا(بال والا)

اسی طرح:

۳۔ عربیہ۔

۴۔ ملکیہ۔

۵۔ بلدیہ۔ بھی بکری کی انواع ہیں۔

---

(۱) معجم الغنی الزاہر،ڈاکٹرعبدالغنی ابوالعزم،ناشرمؤسسۃ الغنی للنشر،دیکھئے:مادہ نمبر 9119۔

(۲) کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ(5/326)۔

اسی طرح:

۶۔ مکیہ۔

۷۔ لازیہ۔ بھی بکری کی انواع ہیں جوطبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

جیساکہ شافعی العصر امام ابو المحاسن عبد الرحمن بن اسماعیل رویانی رحمہ اللہ (۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

"ولو كانت له أنواع مختلفة من الإبل والبقر والغنم بعضها أجود من بعض كالأغنام العربية والمكية واللأزية والبلدية في ناحية طبرستان..."۔[۱]

اور اگر آدمی کے پاس اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع اور قسمیں ہوں، جن میں سے بعض بعض سے عمدہ ہوں، جیسے عربی، مکی، لازی اور بلدی بکریاں جوطبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔۔۔

اسی طرح علاقائی طور پر بکری کی بھی متعدد انواع ہیں، عربی، ایشیائی اورطبرستانی وغیرہ اور ان کے نام بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

الحاصل یہ کہ بہیمۃ الانعام کی مختلف انواع، نسلیں اور شکلیں دنیا کے مختلف ممالک اور شہروں، علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ظاہر ہے کہ رنگ ونسل اور علاقائی انواع کے اختلاف کی بنا پر بشرطیکہ انعام کی جنسیں متحد ہوں، قربانی کی مشروعیت اور جواز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا،اسی طرح بہیمۃ الانعام کی مختلف انواع اور ان کی ذیلی علاقائی انواع میں زکاۃ کی مشروعیت وفرضیت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اجناس کا ذکر فرمایا ہے۔

---

(۱) دیکھئے: بحر المذہب للرویانی (3/44)۔

اونٹ، گائے اور بکری کی بلاتفریق تمام انواع میں زکاۃ کا وجوب اور قربانی کا جواز و اِجزاء:

اولاً: زکاۃ:

شافعی العصر امام ابوالمحاسن عبدالرحمن بن اسماعیل رویانی (۵۰۲ھ) کسی اشکال کے بغیر اونٹ، گائے اور بکری کی تمام انواع میں زکاۃ کی فرضیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”ولو كانت له أنواع مختلفة من **الإبل والبقر والغنم** بعضها أجود من بعض **كالأغنام** العربية والمكية واللازية والبلدية في ناحية طبرستان، **والإبل** المهرية والأرحبية والمجيدية؛ وهي المنسوبة إلى بلدان اليمن - وقيل النجدية بدل المجيدية - والعقيلية، ويقال نجابتها تعيسة بحيث يبلغ عن الواحد ثلاثين دينارًا إلى مائة دينار، والقرملية وهي إبل الترك، وقيل: المهرية منسوبة إلى قوم يقال لهم: مهرة، **والبقر** الجواميس والعراب والدربانية، فالجاموس أكثرها ألباناً وأعظمها أجسامًا، والدربانية هي التي تنقل الأحمال عليها، والعرابية جرد ملس حسان الألوان كرام؛ فيضم بعضها إلى بعض بلا إشكال“۔(۱)

اور اگر آدمی کے پاس اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع اور قسمیں ہوں، جن میں سے بعض بعض سے عمدہ ہوں، جیسے عربی، مکی، لازی اور بلدی بکریاں جو طبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں، اور مہریہ، ارحبیہ، مجیدیہ اونٹ ہوں؛ جو یمن کے شہروں کی طرف منسوب ہیں

(۱) بحرالمذہب للرویانی (3/44)، نیز دیکھئے: المقدمات الممہدات (1/328)۔

-اور مجیدیہ کے بجائے نجدیہ بھی کہا گیا ہے-اور عقیلیہ، اور ان میں سے عمدہ اور چھریرے اونٹوں کو تعیسہ کہا جاتا ہے، اس طور پر کہ ان میں سے ایک کی قیمت تیس سے سو دینار تک ہوتی ہے، اور قرملیہ ہوں، جو ترکی کے اونٹ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ مہریہ، مہرہ نامی ایک قوم کی طرف منسوب ہیں ۔اور گائیں: بھینسیں، عراب اور دربانیہ ہوں، چنانچہ ''بھینس'' ان میں زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بھاری جسم والی ہوتی ہیں، اور ''دربانیہ'' وہ ہے جس پر بوجھ ڈھویا جاتا ہے، اور ''عراب'' نہایت صاف ستھری بغیر بالوں والی خوب رنگ اور بڑی پیاری ہوتی ہیں؛ تو کسی اشکال کے بغیر (زکاۃ میں) ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملایا جائے گا۔

ثانیاً: قربانی:

امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نے اونٹ کی تمام انواع ،اسی طرح گائے کی تمام انواع -جس میں جوامیس (بھینسوں) کی نوع بھی ہے- نیز بکری کی تمام انواع اور ان کے انواع کو بہیمۃ الانعام قرار دیا ہے، اور ان تمام انواع کی قربانی کے جواز واجزاء کی وضاحت کرتے ہوئے بڑی صراحت سے فرماتے ہیں:

''أَمَّا الْأَحْكَامُ فَشَرْطُ الْمُجْزِئِ فِي الْأُضْحِيَّةِ أَنْ يَكُونَ مِنْ الْأَنْعَامِ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ مِنْ الْبَخَاتِيّ وَالْعِرَابِ وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنْ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ والدربانية وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْغَنَمِ مِنْ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ وَأَنْوَاعِهِمَا وَلَا يُجْزِئُ غَيْرُ الْأَنْعَامِ مِنْ بَقَرِ الْوَحْشِ وَحَمِيرِهِ وَالظِّبَاءِ وَغَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ''۔(۱)

---

(۱) المجموع شرح المھذب (8/393)۔

رہا مسئلہ احکام کا، تو قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو، یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا، اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دربانیہ اورعراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں، اسی طرح مینڈھا اور بکرا وغیرہ بکرے کی تمام قسمیں اور ان کی بھی قسمیں برابر ہیں، اور انعام کے علاوہ جیسے وحشی گائے اور وحشی گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی بلا اختلاف کافی نہ ہوگی۔

آئندہ فصلوں میں بھینس کے گائے ہی کی ایک نوع ہونے کے سلسلہ میں علماء لغت، ائمہ وعلماء مذاہب اربعہ اور دیگر علماء تفسیر، حدیث اور فقہ رحمہم اللہ کی توضیحات وتصریحات اور فتاویٰ جات ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھی فصل:

علمائے لغت عرب کی شہادت

علمائے لغت عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''جاموس'' (گاؤمیش/بھینس) گائے ہی کی جنس سے ہے اور اس کی ایک صنف، نوع اور قسم ہے، جیسا کہ ان کی کتابوں میں جابجا اس کی صراحت موجود ہے، چنانچہ ''جاموس'' (بھینس) کی تشریح میں اسے گائے کی نوع قرار دیا ہے اور ''بقر'' کی تشریح میں بھی بھینس کو اس کی نوع بتلایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: ''الجاموس'' (بھینس):

(۱) علامہ ابن سیدہ مرسی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

''الجاموس: نوع من الْبَقر، دخيل، وَهُوَ بالعجمية: كواميش''۔(۱)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، یہ لفظ دوسری زبان سے عربی میں آیا ہے، اور عجمی زبان (فارسی) میں اسے گاؤمیش کہتے ہیں۔

(۲) علامہ ناصر خوارزمی مطرزی رحمہ اللہ (۶۱۰ھ) فرماتے ہیں:

''وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۲)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۳) علامہ محمد بطال رکبی رحمہ اللہ (۶۳۳ھ) لکھتے ہیں:

(۱) المحکم والمحیط الأعظم، 7/283۔

(۲) المغرب فی ترتیب المعرب، ص:89۔

''الْجَوَامِيسُ: نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ: مَعْرُوفٌ، وَهُوَ مُعَرَّبٌ. يَعِيشُ فِي الْمَاءِ''۔(۱)

جوامیس (بھینسیں) گائے ہی کی ایک قسم ہیں، جو معروف ہے، یہ معرب لفظ ہے، اور بھینس زیادہ تر پانی میں رہتی ہے۔

(۴) معروف امام لغت علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ (۷۱۱ھ) فرماتے ہیں:

''الجامُوسُ: نَوْعٌ مِنَ البَقر، دَخيلٌ، وَجَمْعُهُ جَوامِيسُ، فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ، وَهُوَ بِالْعَجَمِيَّةِ كَوامِيشُ''۔(۲)

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے، یہ لفظ باہر سے عربی زبان میں داخل ہوا ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے۔ اصل میں فارسی لفظ ہے جسے عربی بنایا ہے، جاموس کو عجمی زبان میں گاؤمیش کہتے ہیں۔

(۵) علامہ احمد بن محمد فَیُّومی رحمہ اللہ (۷۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''الْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۳)

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے۔

(٦) علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''والجاموس وهو ضرب من البقر''۔(۴)

اور جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۱) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المهذب، 1/146۔

(۲) لسان العرب، 6/43۔

(۳) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، 1/108۔

(۴) حیاۃ الحیوان الکبری (2/275)۔

(۷) علامہ زبیدی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''الجَامُوسُ: نَوعٌ من البَقَرِ، معروفٌ، مُعَرَّبُ كَاوْمِيش، وَهِي فارسيَّةٌ، ج الجَوامِيسُ، وَقد تكلَّمَتْ بِهِ العَرَبُ''۔[۱]

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، جو معروف ہے، یہ فارسی لفظ گاؤ میش کا معرب ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، عربوں نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

(۸) ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم لکھتے ہیں:

''جَامُوسٌةٌ ج: جَوَامِيسُ: حَيَوَانٌ مِنْ فَصِيلَةِ البَقَرِيَّاتِ، الثَّدْيِيَّاتِ الْمُجْتَرَّةِ، الْمُزْدَوِجَاتِ الأَصَابِعِ مِنْ كِبَارِ البَقَرِ، وَهُوَأَنْوَاعٌ : دَاجِنٌ وَوَحْشِيٌّ، يُوجَدُ بِإِفْرِيقِيَا وَاسْيَا''۔[۲]

جاموسہ، جمع جوامیس: (بھینس) بڑی گایوں میں سے، بقریات کے گریڈ کا ایک حیوان ہے، جو تھنوں والے، جگالی کرنے والے، دوہرے کھروں والے ہوتے ہیں، اور اس کی کئی قسمیں ہیں: گھریلو اور وحشی، یہ افریقہ اور ایشا میں پایا جاتا ہے۔

(۹) مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ کے مولفین لکھتے ہیں:

''(الجاموس) حَيَوَان أَهلِي من جنس الْبَقر والفصيلة البقرية ورتبة مزدوجات الْأَصَابِع المجترة يربى للحرث ودر اللَّبن (ج) جواميس''۔[۳]

(۱) تاج العروس 15/513۔
(۲) معجم الغنی الزاہر، ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم، ناشر مؤسسۃ الغنی للنشر، دیکھئے: مادہ نمبر 9119۔
(۳) المعجم الوسیط، 1/134۔

جاموس (بھینس) ایک گھریلو پالتو جانور ہے' جو گائے کی جنس، بقری گریڈ اور دوہری انگلیوں (کھروں) والے جگالی کرنے والے حیوانات کے رتبہ سے ہے۔ اسے کھیتی اور دودھ دوہنے کے لئے پالا جاتا ہے، اس کی جمع جوامیس ہے۔

ثانیاً: ''البقر'' (گائے):

(۱) علامہ محمد احمد ہروی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''واجناس البقر منها الجواميس واحدها جاموس''۔ [۱]

گایوں کی جنسوں میں سے جوامیس (بھینسیں) بھی ہیں، جس کی واحد جاموس آتی ہے۔

(۲) علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''والبقر ... وهي أجناس: فمنها الجواميس''۔ [۲]

گائے ۔۔۔ کی کئی جنسیں ہیں: ان میں بھینسیں بھی ہیں۔

(۳) علامہ ابوالفتح الشیہی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''بقر: هو حيوان شديد القوة خلقه الله تعالى لمنفعة الإنسان، وهو أنواع: الجواميس وهي أكثر ألبانا''۔ [۳]

گائے ایک بڑا طاقتور جانور ہے، اللہ نے اسے انسان کی منفعت کے لئے پیدا کیا ہے، اس کی کئی قسمیں ہیں، ان میں بھینسیں ہیں، جو سب سے زیادہ دودھ دینے والی ہیں۔

---

(۱) الزاہر فی غریب ألفاظ الشافعی ص: 101۔

(۲) حیاۃ الحیوان الکبری (1/214)۔

(۳) المستطرف فی کل فن مستطرف (ص: 353)۔

(۴) شیخ عبداللطیف عاشور فرماتے ہیں:

’’البقر: جنس من فصيلة البقريات، يشمل الثور والجاموس، ويطلق على الذكر والأنثى‘‘۔[۱]

بقر: بقریات کے گریڈ کی جنس سے ہے، بیل اور بھینس دونوں شامل ہے اور مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(۵) مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ کے مولفین لکھتے ہیں:

’’الْبَقر: جنس من فصيلة البقريات يَشْمَل الثور والجاموس وَيُطلق على الذّكر وَالْأُنْثَى وَمِنْه المستأنس الَّذِي يتَّخذ للبن والحرث وَمِنْه الوحشي‘‘۔[۲]

بقر: بقریات (گائی) گریڈ کی ایک جنس ہے جو بیل اور بھینس سب کو شامل ہے، اور مذکر ومونث سب پر بولا جاتا ہے، اور اس میں وہ مانوس قسم بھی ہے جسے دودھ اور کھیتی کے لئے رکھا جاتا ہے اور ایک قسم وحشی ہے۔

(۶) کونسل برائے جدید عربی زبان نے لکھا ہے:

’’البقر، وهو جنس حيوانات من ذوات الظِّلف، من فصيلة البقريّات، ويشمل البقر والجاموس‘‘۔[۳]

بقر (گائے): گائی گریڈ میں سے کھر والے جانوروں کی ایک جنس ہے، اور یہ گائے، اور بھینس سب کو شامل ہے۔

(۱) موسوعۃ الطیر والحیوان فی الحدیث النبوی (ص:106)۔
(۲) المعجم الوسیط،1/65۔
(۳) معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ،1/230،نمبر 694۔

پانچویں فصل:

علماء تفسیر،حدیث اور فقہ کی شہادت

(۱) امام سفیان ثوری (۱۶۱ھ) امام مالک (۱۷۹ھ) اور امام ابن مہدی (۱۹۸ھ) رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

''إِنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۱)

بلاشبہ بھینسیں گائے میں سے ہیں۔

(۲) امام اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ (۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''البقر جنس، والجواميس نوع من أنواعه''۔(۲)

بقر: گائے جنس ہے اور بھینس اس کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

(۳) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''مَسْأَلَةٌ: الْجَوَامِيسُ صِنْفٌ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۳)

مسئلہ: بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں۔

(۴) علامہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) المدونۃ (355/1)۔

(۲) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راہویہ (1057/3)۔

(۳) المحلی بالآثار (89/4)۔

''الجاموس: ضرب من البقر''۔[۱]

بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۵) علامہ برہان الدین محمود بن احمد بخاری رحمہ اللہ(۶۱۶ھ)فرماتے ہیں:

''لأن البقر اسم جنس والجاموس اسم نوع''۔[۲]

کیونکہ گائے جنس کا نام ہے اور بھینس نوع کا نام ہے۔

(۶) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ(۶۲۰ھ)فرماتے ہیں:

''الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد''۔[۳]

بھینسیں گائے کی ایک کی قسم ہیں، بخاتی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا بکرا (دونوں) ایک جنس ہیں۔

(۷) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ(۶۲۰ھ)المغنی میں فرماتے ہیں:

''وَلأَنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ، كَمَا أَنَّ الْبَخَاتِيَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ''۔[۴]

اس لئے کہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ہیں، جیسے بختی اونٹ کی قسموں میں سے ہیں۔

(۸) علامہ محمد بن احمد بطال رکبی یمنی رحمہ اللہ(۶۳۳ھ)فرماتے ہیں:

---

(۱) المعلم بفوائد مسلم، 1/ 326، نیز دیکھئے: إکمال المعلم بفوائد مسلم، از علامہ قاضی عیاض یحصبی، 1/ 488۔

(۲) المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی نقلاً عن الحاوی (4/ 284)۔

(۳) الکافی فی فقہ الامام أحمد، 1/ 390۔

(۴) المغنی لابن قدامۃ (2/ 444)۔

''الْجَوَامِيسُ: نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ: مَعْرُوفٌ''۔(۱)

بھینسیں گائے کی ایک معروف قسم ہیں۔

(۹) علامہ مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''الجواميس نوع من البقر''۔(۲)

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں۔

(۱۰) امام ابوزکریا نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''وَالصَّوَابُ مَا قَدَّمْنَاهُ أَنَّ الْبَقَرَ جِنْسٌ وَنَوْعَاهُ الْجَوَامِيسُ وَالْعِرَابُ''۔(۳)

صحیح بات وہ ہے جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں: کہ بقر جنس ہے اور اس کی دو قسمیں: بھینسیں اور عراب (عربی گائیں) ہیں۔

(۱۱) علامہ فخرالدین زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''(وَالْجَامُوسُ كَالْبَقَرِ)؛ لِأَنَّهُ بَقَرٌ حَقِيقَةً إِذْ هُوَ نَوْعٌ مِنْهُ فَيَتَنَاوَلُهُمَا النُّصُوصُ الْوَارِدَةُ بِاسْمِ الْبَقَرِ... وَقَوْلُهُ: وَالْجَامُوسُ كَالْبَقَرِ لَيْسَ بِجَيِّدٍ؛ لِأَنَّهُ يُوهِمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِبَقَرٍ''۔(۴)

''بھینس گائے کی طرح ہے'' کیونکہ وہ حقیقت میں گائے ہی ہے، اس لئے کہ وہ اسی کی نوع ہے، لہٰذا گائے کے نام سے وارد نصوص دونوں کو شامل ہیں۔۔۔اور مولف کا ''گائے کی طرح''

---

(۱) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المهذب (1/146)۔

(۲) المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام أحمد بن حنبل، 1/215۔

(۳) المجموع شرح المهذب (5/426)۔

(۴) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی (1/263)۔

کہنا اچھا نہیں ہے، کیونکہ اس تعبیر سے وہم ہوتا ہے کہ بھینس گائے نہیں ہے!!

(۱۲) علامہ محمد بن عبد اللہ الزرکشی رحمہ اللہ (۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

قال: والجواميس كغيرها من البقر"۔(۱)

فرمایا: بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں۔

(۱۳) علامہ محمد بن محمد بابرتی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

"وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ"۔(۲)

اور گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

(۱۴) علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

"(والجواميس والبقر سواء) لأنها نوع منه، فتتناولهما النصوص الواردة باسم البقر"۔(۳)

"بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں" کیونکہ وہ اس کی ایک قسم ہیں۔ لہٰذا گائے کے نام سے وارد نصوص دونوں کو شامل ہیں۔

(۱۵) علامہ بدر الدین رحمہ اللہ عینی (۸۵۵ھ) شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

"والجواميس والبقر سواء؛ لأن اسم البقر يتناولهما إذ هو نوع منه"۔(۴)

---

(۱) شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، 2/394۔

(۲) العنایۃ شرح الہدایۃ (9/517)۔

(۳) منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص:227)۔

(۴) البنایۃ شرح الہدایۃ (3/329) و (3/324)۔

بھینسیں اور گائیں دونوں یکساں ہیں؛ کیونکہ گائے کا نام دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ وہ اس کی نوع ہے۔

(۱۶) علامہ زین الدین المعروف بابن نجیم المصری رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''الْجَوَامِيسُ مِنْ الْبَقَرِ؛ لِأَنَّهَا نَوْعٌ مِنْهُ''۔ (۱)

بھینسیں گائے میں سے ہیں، کیونکہ وہ گائے ہی کی قسم ہیں۔

(۱۷) علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ (۱۰۵۱ھ) ''الروض المربع'' میں فرماتے ہیں:

''لحم البقر والجواميس جنس''۔ (۲)

گائے اور بھینس کا گوشت ایک جنس ہے۔

(۱۸) علامہ عبدالباقی بن یوسف زرقانی رحمہ اللہ (۱۰۹۹ھ) شرح مختصر خلیل میں فرماتے ہیں:

''روي أنه - ﷺ - نحر عن أزواجه البقر، وروي ذبح عن أزواجه البقر، ومن البقر الجاموس''۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی (اور ایک روایت میں ہے کہ ذبح کیا) اور گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۱۹) علامہ محمد بن عبداللہ خرشی مالکی رحمہ اللہ (۱۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

''(تَنْبِيهٌ) : مِنْ الْبَقَرِ الْجَامُوسُ''۔ (۴)

---

(۱) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری (2/232)۔

(۲) الروض المربع شرح زاد المستقنع ص:342۔

(۳) شرح الزرقانی علی مختصر خلیل وحاشیۃ البنانی (3/25)۔

(۴) شرح مختصر خلیل للخرشی (3/16)۔

تنبیہ: گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۲۰) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ (۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں:

''(وَالْجَوَامِيسُ) جَمْعُ جَامُوسٍ، نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ''۔(۱)

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲۱) علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی مصری رحمہ اللہ (۱۲۲۱ھ) فرماتے ہیں:

''(وَالْبَقَرُ) اسْمُ جِنْسٍ ... وَهِيَ أَجْنَاسٌ مِنْهَا الْجَوَامِيسُ''۔(۲)

بقر: اسم جنس ہے، اس کی کئی جنسیں ہیں، انہی میں بھینسیں بھی ہیں۔

(۲۲) علامہ محمد احمد دسوقی رحمہ اللہ (۱۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

''وَمِنْ الْبَقَرِ الْجَامُوسُ''۔(۳)

گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۲۳) علامہ احمد محمد خلوتی صاوی مالکی رحمہ اللہ (۱۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

''الْجَامُوسُ صِنْفٌ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۴)

بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲۴) علامہ عبدالغنی بن طالب دمشقی میدانی رحمہ اللہ (۱۲۹۸ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) شرح الزرقانی علی الموطا(2/171)۔

(۲) تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب(4/310)۔

(۳) الشرح الکبیر للشیخ الدردیر وحاشیۃ الدسوقی(2/107)۔

(۴) بلغۃ السالک لأقرب المسالک(1/598)۔

’’(والجواميس والبقر سواء) لاتحاد الجنسية؛ إذ هو نوع منه‘‘۔[۱]

اور بھینسیں اور گائیں برابر ہیں، کیونکہ جنس ایک ہے، کیونکہ وہ اسی کی قسم ہے۔

(۲۵) علامہ عبدالرحمن جزیری رحمہ اللہ (۱۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

’’والمراد بالبقر ما يشمل الجاموس‘‘۔[۲]

بقر (گائے): سے مراد وہ ہے جو بھینس کو شامل ہے۔

(۲۶) علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ (۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

’’وَمِنَ الْبَقَرِ صِنْفٌ لَهُ سِنَامٌ فَهُوَ أَشْبَهُ بِالْإِبِلِ وَيُوجَدُ فِي بِلَادِ فَارِسَ وَدَخَلَ بِلَادَ الْعَرَبِ وَهُوَ الْجَامُوسُ، وَالْبَقَرُ الْعَرَبِيُّ لَا سَنَامَ لَهُ وَثَوْرُهَا يُسَمَّى الْفَرِيشُ‘‘۔[۳]

اور گائے کی ایک قسم وہ ہے جسے کوہان ہوتی ہے، لہٰذا وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے، عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اور وہ ’’جاموس‘‘ بھینس ہے، عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

(۲۷) شیخ سید سابق رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

’’وبهيمة الانعام هي: الابل والبقر ومنه الجاموس والغنم‘‘۔[۴]

(۱) اللباب فی شرح الکتاب (142/1)۔
(۲) الفقہ علی المذاہب الأربعة (541/1)۔
(۳) التحریر والتنویر (8-أ/129)۔
(۴) فقہ السنة (272/3)۔

بہیمۃ الانعام: اونٹ، گائے اوراسی میں سے بھینس ہے، اوربکری ہیں۔

(۲۸) شیخ ابومالک کمال بن السید سالم فرماتے ہیں:

''إن الجاموس صنف من البقر بالإجماع''۔(۱)

بھینس بالاجماع گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲۹) فقہ انسائیکلوپیڈیا کویت میں ہے:

''الجواميس جمع جاموس وهو نوع من البقر''۔(۲)

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، اوروہ گائے کی ایک قسم ہے۔

(۳۰) الفقہ المیسر کے مولفین لکھتے ہیں:

''والبقر يشمل الجاموس أيضاً، فهو نوع من البقر''۔(۳)

اورگائے بھینس کو بھی شامل ہے، کیونکہ وہ گائے کی ایک قسم ہے۔

یہ بطورمثال علماء امت کی چند تصریحات ہیں، ورنہ اس قسم کی تصریحات وتوضیحات بےشمار ہیں۔

* ❀ *

---

(۱) الفقہ المیسر فی ضوء الکتاب والسنۃ (1/134)۔

(۲) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ (5/81، حاشیہ 3)۔

(۳) صحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاہب الأئمۃ (2/35)۔

چھٹی فصل:

بھینس کی قربانی کے جواز پر اہل علم کے اقوال

بھینس کے گائے کی جنس سے اور اس کی نوع ہونے کے ساتھ ساتھ، علماء وفقاء امت کی ایک بڑی جماعت نے بھینس کی قربانی کے جواز کی صراحت فرمائی ہے، بطور مثال چند اقوال حسب ذیل ہیں:

(۱) امام اسحاق بن راہویہ (۲۳۸ھ) اور امام احمد (۲۴۱ھ) رحمہما اللہ نے بھینس کی قربانی کے جواز اور سات لوگوں کی طرف سے کفایت پر موافقت فرمائی ہے:

امام اسحاق بن منصور الکوسج رحمہ اللہ (۲۵۱ھ) امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کرتے ہیں:

''الجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا أعرف خلاف هذا''۔(۱)

سوال: کیا بھینسوں کی قربانی میں سات لوگ شریک ہوسکتے ہیں؟ جواب: (امام احمد نے فرمایا) میں اس کے خلاف نہیں جانتا۔ اور امام اسحاق نے بھی ان کی تائید فرمائی۔

اسی طرح فرماتے ہیں:

''قال سفيان: ... والجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال أحمد: كما قال. قال

(۱) مسائل الامام أحمد وإسحاق بن راہویہ،8 / 4027، نیز دیکھئے: 8 / 4045، نیز علی رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں: الفردوس بماثور الخطاب، از دیلمی، 2 / 124، اثر 2650۔

إسحاق: كما قال''۔(۱)

سفیان ثوری رحمہ اللہ (۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ: ۔۔۔بھینسیں سات لوگوں کی طرف سے کافی ہیں؟ (کیا یہ صحیح ہے؟) امام احمد نے کہا: جوانہوں نے کہا وہی ہے۔اور امام اسحاق نے کہا: جیسے انہوں نے کہا ویسے ہی ہے۔

(۲) امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (۳۲۷ھ) نے لیث بن ابی سلیم (۱۴۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''الْجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ''۔(۲)

جاموس (بھینس) اور بختی (خراسانی اونٹ) نر و مادہ آٹھ قسموں میں سے ہیں۔

(۳) محمد بن احمد ہاشمی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''الجواميس في الأضاحي كالبقر''۔(۳)

بھینسیں قربانی میں گائے کی طرح ہیں۔

(۴) حافظ الاندلس علامہ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''جُمْلَةُ مَذْهَبِ مَالِكٍ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْأَزْوَاجَ الثَّمَانِيَةَ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالضَّأْنُ وَالْمَعْزُ وَكَذَلِكَ الْجَوَامِيسُ''۔(۴)

اس باب میں امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ آٹھ جوڑے اونٹ، گائے، مینڈھا

(۱) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راھویہ (8/4045) مسئلہ نمبر: (2882)، نیز دیکھئے: مسئلہ نمبر: (2865)۔

(۲) تفسیر ابن أبی حاتم بتحقیق اسعد محمد طیب 5/1403، رقم: 7990۔ (نیز دیکھئے: کتاب کا ص 92)۔

(۳) الارشاد إلی سبیل الرشاد ص: 372۔

(۴) التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید (4/329)۔

بکرا،اوراسی طرح بھینسیں ہیں۔

(۵) علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

’’ أَنَّ أَنْوَاعَ الْإِبِلِ كُلَّهَا تُجْزِئُ فِي الْهَدَايَا الْبُخْتُ وَالنُّجُبُ وَالْعِرَابُ وَسَائِرُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ وَكَذَلِكَ سَائِرُ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنْ الْجَوَامِيسِ وَالْبَقَرِ وَكَذَلِكَ سَائِرُ أَنْوَاعِ الْغَنَمِ مِنْ الضَّأْنِ وَالْمَاعِزِ وَإِنَّمَا تَخْتَلِفُ فِي الْأَسْنَانِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ‘‘ ۔(۱)

اونٹ کی ساری قسمیں ہدایا (قربانی) میں کفایت کریں گی، بختی، نجائب، عراب اور دیگر قسمیں، اسی طرح گائے کی ساری قسمیں؛ بھینسیں اور عام گائیں، اسی طرح بکرے کی ساری قسمیں؛ مینڈھا اور بال والا بکرا، یہ صرف عمروں میں مختلف ہیں، واللہ اعلم۔

(۶) علامہ مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

’’وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ‘‘ ۔(۲)

گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

(۷) علامہ ابوبکر زبیدی یمنی رحمہ اللہ (۸۰۰ھ) فرماتے ہیں:

’’(وَالْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ) يَعْنِي فِي الزَّكَاةِ وَالْأُضْحِيَّةِ وَاعْتِبَارِ الرِّبَا‘‘ ۔(۳)

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں، یعنی زکاۃ، قربانی اور سود کے اعتبار میں۔

(۸) علامہ کمال الدین ابن الہمام رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

(۱) المنتقی شرح الموطا(2/310)۔

(۲) الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی(4/359)، نیز دیکھئے: العنایۃ شرح الہدایۃ(9/517)۔

(۳) الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری(1/118)۔

''وَالثَّنِيُّ مِنْهَا وَمِنْ الْمَعَزِ سَنَةٌ، وَمِنْ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَتَيْنِ، وَمِنْ الْإِبِلِ ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ، وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ''۔ (۱)

اس کا اور بکرے کا ثنی ایک سال کا ہوتا ہے، اور گائے کا دو سال کا، اور اونٹ کا پانچ سال کا، اور گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

(۹) علامہ احمد بن محمد حلبی رحمہ اللہ (۸۸۲ھ) فرماتے ہیں:

''الجاموس يجوز فِي الضَّحَايَا والهدايا اسْتِحْسَانًا ثمَّ الْإِبِل أفضل من الْبَقر ثمَّ الْغنم أفضل من الْمعز''۔ (۲)

قربانی اور ہدایا میں بھینس استحساناً جائز ہے، پھر اونٹ گائے سے افضل ہے، پھر مینڈھا بکری سے افضل ہے۔

(۱۰) علامہ موسیٰ حجاوی رحمہ اللہ (۹۶۸ھ) ''الاقناع'' میں فرماتے ہیں:

''الجواميس فيهما كالبقر''۔ (۳)

ہدی اور قربانی دونوں میں بھینسیں گائے ہی جیسی ہیں۔

(۱۱) علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۱۰۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''(والجاموس) معرب كواميش (كالبقر) في الزكاة والأضحية والربا لأن اسم البقر يتناولها''۔ (۴)

---

(۱) فتح القدیر للکمال ابن الہمام (9/517)۔

(۲) لسان الحکام (ص:386)۔

(۳) الاقناع فی فقہ الامام أحمد بن حنبل، 1/402۔

(۴) النہر الفائق شرح کنز الدقائق (1/424)۔

گاؤمیش کا معرب جاموس (بھینس) زکاۃ،قربانی اور سود میں گائے کی طرح ہے،کیونکہ گائے کا نام اسے شامل ہے۔

(۱۲) ''الاقناع'' کی شرح میں علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ (۱۰۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''(وَالْجَوَامِيسُ فِيهِمَا) أَيْ: فِي الْهَدْيِ وَالْأُضْحِيَّةِ (كَالْبَقَرِ) فِي الْإِجْزَاءِ وَالسِّنِّ، وَإِجْزَاءُ الْوَاحِدَةِ عَنْ سَبْعَةٍ؛ لِأَنَّهَا نَوْعٌ مِنْهَا''۔(۱)

یعنی ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے،عمر اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے جیسی ہیں،کیونکہ وہ گایوں ہی کی ایک قسم ہیں۔

(۱۳) علامہ احمد بن عبد الرحمن الساعاتی رحمہ اللہ (۱۳۷۸ھ) فرماتے ہیں:

''نقل جماعة من العلماء الإجماع على أن التضحية لا تصح إلا ببهيمة الأنعام، الإبل بجميع أنواعها، والبقر ومثله الجاموس''۔(۲)

علماء کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی صحیح ہوگی،اونٹ اپنی تمام قسموں کے ساتھ،اور گائے اور اسی کے مثل بھینس ہے۔

(۱۴) شیخ عبد العزیز السلمان رحمہ اللہ (۱۴۲۲ھ) فرماتے ہیں:

''الجواميس في الهدي والأضحية كالبقرة في الإجزاء والسن وإجزاء الواحدة عن سبعة؛ لأنها نوع منها''۔(۳)

---

(۱) کشاف القناع عن متن الاقناع،533/2۔

(۲) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام أحمد بن حنبل الشیبانی (13/ 76)۔حاشیہ۔

(۳) الأسئلۃ والأجوبۃ الفقہیۃ،3/ 9۔

ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے،عمر اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے ہی جیسی ہیں، کیونکہ وہ گایوں ہی کی ایک قسم ہیں۔

(۱۵) علامہ محمد عربی قروی لکھتے ہیں:

س: من أَي الْأَصْنَاف تخرج الْأُضْحِية؟

ج: تخرج الْأُضْحِية من الْغنم ضَأْن أَو معز؛ وَمن الْبَقر وَمن الْإِبِل ويشمل الْبَقر الجواميس وتشمل الْإِبِل البخت''۔(۱)

سوال: مویشیوں کی کن قسموں سے قربانی کی جائے گی؟

جواب: قربانی بکرے کی کی جائے گی،خواہ مینڈھا ہو یا بال والا بکرا؛اسی طرح گائے اور اونٹ کی کی جائے گی،اور گائے بھینس کو شامل ہے،اور اونٹ بختی کو۔

(۱۶) استاذ دکتور وہبہ مصطفی زحیلی فرماتے ہیں:

''نوع الحيوان المضحى به: اتفق العلماء على أن الأضحية لا تصح إلا من نَعم: إبل وبقر (ومنها الجاموس) وغنم (ومنها المعز) بسائر أنواعها''۔(۲)

قربانی کے جانور کی نوعیت: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی صرف انعام ہی کی صحیح ہوگی: یعنی اونٹ، اور گائے، اور بھینس بھی اسی میں سے ہے، اور بکرے کی، اور بال والا بکرا اور اس کی ساری قسمیں اسی میں شامل ہیں۔

* ❀ *

(۱) الخلاصۃ الفقہیۃ علی مذہب السادۃ المالکیۃ (ص:262)۔

(۲) الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی (2719/4)۔

ساتویں فصل:

بھینس کی زکاۃ

احکام ومسائل، فقہ وفتاویٰ اور عہد تابعین اور بعد کے ادوار کی تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعینہ گایوں کی طرح بھینسوں کی زکاۃ بھی فرض رہی ہے اور ادا اور وصول کی جاتی رہی ہے، گائے اور بھینس کا حکم یکساں رہا ہے، دونوں میں کسی مسئلہ میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے آیئے اس بارے میں سلف کے بعض آثار اور اہل علم کے چند اقوال ملاحظہ کریں:

(۱) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ھ) سے مروی ہے کہ انہوں نے لکھ بھیجا:

”أَنْ تُؤْخَذَ صَدَقَةُ الْجَوَامِيسِ كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ الْبَقَر“۔(۱)

کہ جیسے گایوں کی زکاۃ لی جاتی ہے بھینسوں کی بھی زکاۃ لی جائے۔

(۲) حسن بصری رحمہ اللہ (۱۱۰ھ) اور عطاء خراسانی رحمہ اللہ (۱۳۵ھ) فرماتے ہیں:

”الجواميس بمنزلة البقر“۔(۲)

بھینسیں گائے کے درجہ میں ہیں۔

---

(۱) الأموال للقاسم بن سلام (2/36، نمبر 992) محقق کتاب ابوانس سید بن رجب فرماتے ہیں: ”سند اضعیف ہے، اس کی سند میں عبداللہ بن صالح نامی راوی ضعیف ہے، نیز دیکھئے: الأموال، از ابن زنجویہ ”بَابٌ: صَدَقَةُ الْجَوَامِيسِ“ (2/851)، نمبر 1493۔ نیز امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ کا اپنا قول بھی ملاحظہ فرمائیں: الأموال للقاسم بن سلام (2/36)۔

(۲) مصنف ابن أبي شيبة - ترقيم عوامة - (7/65)، باب في الجواميس تعد في الصدقة؟ (137) اثر (10848)، والأموال للقاسم بن سلام (2/36، نمبر 993) محقق کتاب ابوانس سید بن رجب فرماتے ہیں: ”یہ معلق ہے، امام ابوعبید نے اپنے اور اشعث کے درمیان کا واسطہ نہیں ذکر کیا ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ موصول کس نے روایت کیا ہے“۔
دیکھئے: عطاء خراسانی رحمہ اللہ کا قول، الأموال لابن زنجويہ، 2/851، نمبر 1494۔

(۳) یونس بن یزید الایلی رحمہ اللہ (۱۵۹ھ) فرماتے ہیں:

''وَتُحْسَبُ الْجَوَامِيسُ مَعَ الْبَقَرِ''۔[۱]

بھینسوں کو گایوں کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

(۴) امام دار الہجرہ مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

''الْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ، وَالْبَخَاتِيُّ مِنَ الْإِبِلِ وَعِرَابُهَا سَوَاءٌ''۔[۲]

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں، اور بختی اور عراب اونٹ یکساں ہیں۔

نیز الموطا میں فرماتے ہیں:

''وَكَذَلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ، تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهَ، وَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا''۔[۳]

اسی طرح گایوں اور بھینسوں کو اُن کے مالک سے زکاۃ کے لئے اکٹھا کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں کہ: درحقیقت یہ تمام گائے ہی ہیں۔

(۵) امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

''وَنُصْدِقُ الْجَوَامِيسَ مَعَ الْبَقَرِ وَالدِّرْبَانِيَةِ''۔[۴]

اور ہم بھینسوں کی زکاۃ گائے اور دربانیہ کے ساتھ ہی نکالتے ہیں۔

(۶) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) اپنی مایہ ناز کتاب ''المحلی'' میں فرماتے ہیں:

(۱) مصنف عبد الرزاق الصنعانی (4/24)، اثر (6851)۔

(۲) الأموال للقاسم بن سلام، (2/36، نمبر 994)، والأموال لابن زنجویہ، 2/851/1495۔

(۳) موطا امام مالک تحقیق الأعظمی (2/366) نمبر (895)، نیز دیکھئے: شرح الزرقانی علی الموطا، 2/169۔

(۴) الأم للشافعی، 2/20۔

”الْجَوَامِيسُ صِنْفٌ مِنْ الْبَقَرِ يُضَمُّ بَعْضُهَا إلَى بَعْضٍ“۔(۱)

بھینسیں گائے ہی کی ایک صنف ہیں، زکاۃ کے لئے دونوں کو آپس میں ملایا جائے گا۔

(۷) نیز بھینسوں میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب ”قیاس“ قرار دینے والوں کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر، والزكاة في الجواميس لأنها بقر؛ واسم البقر يقع عليها ولولا ذلك ما وجدت فيها زكاة“۔(۲)

یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے، اور بھینسوں میں زکاۃ اس لئے ہے کہ وہ گائیں ہیں؛ اور اُن پر گائے کا نام واقع ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو بھینسوں میں زکاۃ نہ ہوتی۔

(۸) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

” مَسْأَلَةٌ: قَالَ: [وَالْجَوَامِيسُ كَغَيْرِهَا مِنْ الْبَقَرِ] لَا خِلَافَ فِي هَذَا نَعْلَمُهُ. ... لِأَنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ، كَمَا أَنَّ الْبَخَاتِيَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ“۔(۳)

مسئلہ: ”بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں“ ہمارے علم کے مطابق اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں...اور اس لئے بھی کہ بھینسیں گائے ہی کی قسم ہیں، جیسے بخاتی اونٹ کی قسم ہے۔

(۹) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) ”الکافی“ میں فرماتے ہیں:

---

(۱) المحلی بالآثار، 4/ 89نمبر 673۔

(۲) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم 7/ 132۔

(۳) المغنی لابن قدامۃ، 2/ 444مسئلہ 1711۔

"الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد"۔[۱]

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں، اور بخاتی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا اور بکرا ایک جنس ہیں۔

(۱۰) علامہ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ (۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

"وَأُلْحِقَ بِالْبَقَرِ الْجَوَامِيسُ، وَالْإِبِلُ تَشْمَلُ الْعِرَابَ وَالْبَخَاتِيَّ"۔[۲]

بھینسوں کو گائے سے ملحق کیا گیا ہے، اور اونٹ عربی اور خراسانی دونوں قسم کے اونٹوں کو شامل ہے۔

(۱۱) بھینسوں میں زکاۃ کے سلسلہ میں علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) کا فتویٰ:

علامہ رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ حسین بن عودۃ العوایشہ فرماتے ہیں:

"وسئل شيخنا - رحمه الله -: هل في الجاموس زكاة؟ فأجاب: نعم في الجاموس زكاة؛ لأنه نوع من أنواع البقر"۔[۳]

ہمارے شیخ -علامہ البانی رحمہ اللہ-[۴] سے سوال کیا گیا: کیا بھینس میں زکاۃ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: جی ہاں بھینس میں زکاۃ ہے؛ کیونکہ وہ گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

---

(۱) الکافی فی فقہ الامام أحمد 1/390۔

(۲) أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن، 8/271۔

(۳) الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی فقہ الکتاب والسنۃ المطہرۃ (3/76)۔

(۴) "ہمارے شیخ" سے مراد امام العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ہیں، جیسا کہ مولف نے مقدمہ میں وضاحت کی ہے، دیکھئے: (الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی فقہ الکتاب والسنۃ المطہرۃ (1/6)۔

(۱۲) سعودی عرب کے معروف فقیہ اور مفتی علامہ وفہامہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

”وأما البقر أيضاً فتشمل البقر المعتادة، والجواميس“۔[۱]

رہا مسئلہ گائے کا: تو وہ عام گایوں اور بھینسوں دونوں کو شامل ہے۔

(۱۳) شیخ ابومالک کمال بن السید سالم فرماتے ہیں:

”وهذا العدد يجمع فيه الجاموس إلى البقر، لأن الجاموس صنف من البقر بالإجماع فينضم إليه“۔[۲]

اور گائے کی اس تعداد میں بھینس کو گائے کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا، کیونکہ بھینس بالاجماع گائے کی قسم ہے، لہٰذا اسے گائے میں ملایا جائے گا۔

الغرض بھینس میں زکاۃ کے وجوب کے سلسلہ میں علماء کی تصریحات شمار سے باہر ہیں۔[۳]

(۱) الشرح الممتع علی زاد المستقنع، 6/49۔
(۲) صحیح فقہ السنۃ وأدلتہ وتوضیح مذاہب الأئمۃ (2/35)۔
(۳) مزید دیکھئے: منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص: 227)، والہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی (4/359)، وتبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (1/263)، والبنایۃ شرح الہدایۃ (3/324)، و(3/329)، ودرر الحکام شرح غرر الأحکام (1/176)، ومجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر (1/199)، واللباب فی شرح الکتاب (1/142)، والمدونۃ (1/355)، والجامع لمسائل المدونۃ (4/210)، وحاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب الربانی (1/503)، والحاوی الکبیر (16/108) والمقدمات الممہدات (1/328)، والمعونۃ علی مذہب عالم المدینۃ (ص:392)، وشرح ابن ناجی التنوخی علی متن الرسالۃ (1/324)، وفقہ العبادات علی المذہب المالکی (ص:273)، والخلاصۃ الفقہیۃ علی مذہب السادۃ المالکیۃ (ص: 184)، وخلاصۃ الجواہر الزکیۃ فی فقہ المالکیۃ (ص: 39)، وبحر المذہب للرویانی (11/128)، والہدایۃ علی مذہب الامام أحمد ص:126، و، والتفسیر الحدیث (9/478)، ومختصر الخرقی ص:42، وموسوعۃ الفقہ الاسلامی (3/40)۔

آٹھویں فصل:

بھینس اور گائے کے حکم کی یکسانیت پر اجماع

بہت سے علماء نے بھینس کے گائے کی قسم ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) امام ابن المنذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

''أجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر''۔(۱)

اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائے کا حکم ہے۔

(۲) نیز امام ابن المنذر (۳۱۹ھ) ''الاشراف علی مذاہب العلماء'' میں لکھتے ہیں:

''وأجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على أن الجواميس بمنزلة البقر، كذلك قال الحسن البصري، والزهري، ومالك، والثوري، وإسحاق، والشافعي، وأصحاب الرأي، وكذلك نقول''۔(۲)

تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسیں گائے کے درجہ میں ہیں، یہی بات حسن بصری، زہری، مالک، ثوری، اسحاق، شافعی اور اصحاب الرأی نے کہی ہے، اور یہی ہم بھی کہتے ہیں۔

(۳) علامہ یحییٰ بن ہبیرہ شیبانی رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

''وَاتَّفَقُوا على أَن الجاموس وَالْبَقر فِي ذَلِك سَوَاء''۔(۳)

---

(۱) الاجماع لابن المنذر، ص:45، نمبر 91۔

(۲) الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر (3/12/929)۔

(۳) اختلاف الأئمۃ العلماء 1/196۔

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سلسلہ میں بھینس اور گائے دونوں یکساں ہیں۔

(۴) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

(وَالْجَوَامِيسُ كَغَيْرِهَا مِنْ الْبَقَرِ) لَا خِلَافَ فِي هَذَا نَعْلَمُهُ''۔(۱)

بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں، ہم اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جانتے۔

(۵) نیز امام ابن المنذر (۳۱۹ھ) رحمہما اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ يُحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى هَذَا، وَلِأَنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ، كَمَا أَنَّ الْبَخَاتِيَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ''۔(۲)

اس بات پر ان تمام اہل علم کا اجماع ہے جن سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لئے بھی کہ بھینس گائے کی قسموں میں سے ہے، جیسے بخاتی اونٹ کی قسموں میں سے ہے۔

(۶) علامہ علی بن محمد ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''وأجمعوا أن الجواميس بمنزلة البقر، وأن اسم البقر واقع عليها''(۳)

اور اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسیں گایوں کے درجہ میں ہیں، اور گائے کا نام اس پر واقع ہے۔

(۷) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''الْجَوَامِيسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ حَكَى ابْنُ الْمُنْذِرِ فِيهِ الْإِجْمَاعَ''۔(۴)

---

(۱) المغنی لابن قدامۃ، 2/444۔

(۲) المغنی لابن قدامۃ، 2/444۔

(۳) الاقناع فی مسائل الاجماع (1/205/1147)۔

(۴) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، 25/37۔

بھینسیں گایوں ہی کے درجہ میں ہیں، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔

(۸) دکتور وہبہ مصطفی زحیلی فرماتے ہیں:

"ولا خلاف في أن الجواميس والبقر سواء لاتحاد الجنسية، إذ هو نوع منه"۔[۱]

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بھینسیں اور گائیں جنس ایک ہونے کے سبب' یکساں ہیں، کیونکہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔

(۹) شیخ محمد بن عبد العزیز السدیس لکھتے ہیں:

"وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر"۔[۲]

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائے کا حکم ہے۔

(۱۰) فقہ انسائیکلو پیڈیا، کویت میں ہے:

"الشَّرْطُ الأول: وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْمَذَاهِبِ: أَنْ تَكُونَ مِنَ الأنْعَامِ، وَهِيَ الإْبِل عِرَابًا كَانَتْ أَوْ بَخَاتِيَّ، وَالْبَقَرَةُ الأُْهْلِيَّةُ وَمِنْهَا الْجَوَامِيس"۔[۳]

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے: کہ قربانی کا جانور انعام میں سے ہونا چاہئے، یعنی اونٹ خواہ عربی ہو یا بخاتی، اور گھریلو گائیں اور اسی میں بھینس بھی ہے۔

(۱) الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی (3/1926)۔

(۲) إجابۃ السؤال فی زکاۃ الأموال، مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ، شمارہ (123)، سال 1424ھ (ص:301)۔

(۳) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 5/81۔

نویں فصل:

اسلامی تاریخ میں بھینس کا ذکر

اس میں شک نہیں کہ عہد رسول ﷺ میں بھینس کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ اس وقت تک بھینس وہاں متعارف ہی نہ ہوئی تھی، البتہ دوسرے ممالک اور علاقوں میں بھینس کی نسل پائی جاتی تھی، جیسے افریقہ، ایشیاء اور مصر وغیرہ، چنانچہ علامہ محمد بن عبدالحق یفرنی (۶۲۵ھ) لکھتے ہیں:

"وأما "الجواميس" فإنها نوع من البقر في ناحية مصر تعوم في النيل، وتخرج إلى البر، ولكل بقرة منها قرن واحد، والواحد منها: جاموس"۔(۲)

رہیں بھینسیں: تو وہ گائے کی ایک قسم ہیں، جو مصر کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں، نیل میں تیرتی گھومتی رہتی ہیں، اور باہر خشکی میں بھی نکلتی ہیں، اور ان میں سے ہر گائے کو ایک سینگ (کوہان) ہوتی ہے اور اس کا واحد جاموس کہلاتا ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر عبدالغنی ابوالعزم فرماتے ہیں:

"جَامُوسٌ،ةٌ ج: جَوَامِيسُ: ... مِنْ كِبَارِ البَقَرِ، وَهُوَأَنْوَاعٌ : دَاجِنٌ وَوَحْشِيٌّ، يُوجَدُ بِإِفْرِيقِيَا وَاسْيَا"۔(۱)

جاموس، جاموسہ: جس کی جمع جوامیس آتی ہے۔۔۔ یہ بڑی گایوں میں سے ہیں، اور اس کی کئی قسمیں ہیں: گھریلو اور وحشی، یہ افریقہ اور ایشا میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) الاقتضاب فی غریب الموطا وإعرابه على الأبواب (1 / 295)۔

(۲) معجم الغنی الزاہر، ڈاکٹر عبدالغنی ابوالعزم، ناشر مؤسسة الغنی للنشر، دیکھئے: مادہ نمبر 9119۔

لیکن کتب تاریخ وسیر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد صحابہ کے بعد کے ادوار میں بھینس کا وجود کسی نہ کسی طرح رہا ہے، ہمارے اسلاف اس سے متعارف ہوئے اور گائے بیل کی طرح ہزاروں کی تعداد میں اسے پالا[۱]، قربانی کی، اور دیگر بہت سے کاموں میں استعمال کیا، مثلاً، اس کا دودھ پیا، اس سے تشنج وغیرہ امراض کا علاج کیا، تحفے دئے، اس کی طاقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درندوں کو بھگانے کے لئے خوفناک راستوں اور جنگلات میں بڑی تعداد میں چھوڑا وغیرہ، ذیل میں اسلامی تاریخ کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۴۰ھ) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"الجَامُوسُ تُجزِيُ عَن سَبْعَة فِي الأُضْحِيَة"۔[۲]

(۱) چنانچہ عمر رضا کحالہ دمشقی رحمہ اللہ نے معجم قبائل العرب میں لکھا ہے کہ ملک شام کے علاقہ بلقاء کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام "الجاموس" ہے، اس قبیلہ کے جد اعلیٰ کا اصلی نام احمد ہے، انہوں نے جولان سے بلقاء ہجرت کی، چونکہ وہ "بقر الجوامیس" (بھینسوں) کے بہت بڑے ریوڑ کے مالک تھے، اس لئے ان کا نام ہی جاموس پڑ گیا اور ان کی ذریت کو جوامیس کے نام سے یاد کیا گیا، ان کے مکانات طبربور کے علاقہ میں آج بھی موجود ہیں۔ دیکھئے: معجم قبائل العرب القدیمۃ والحدیثۃ (1/220)۔

(۲) الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی (2/124، نمبر 2650)، اس روایت کو صاحب المرعاۃ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی دوران کلام نقل فرمایا ہے۔ [دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (5/81)]۔

معروف داعی ومصنف شیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ اس حدیث پر تعلیقاً لکھتے ہیں: "یہ حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسے شیرویہ بن شہردار دیلمی نے "الفردوس" (۲۴۷۲) میں ذکر کیا ہے۔ دیلمی نے اس کتاب میں احادیث کو بلا اسناد ذکر کیا تھا، بعد میں ان کے بیٹے شہردار بن شیرویہ نے "مسند الفردوس" میں اس کی بیشتر احادیث کو بالاسناد روایت کیا اور اس میں کچھ احادیث کا اضافہ بھی کیا مگر اس کا تقریباً حصہ مفقود ہے اس لئے اس حدیث کی سند کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مگر اس کے ضعیف ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کو ذکر کرنے میں دیلمی منفرد ہیں واضح رہے کہ "الفردوس" کی سب روایات ضعیف اور غیر معتبر نہیں ہیں بلکہ اس میں صحیح احادیث بھی ہیں"۔ [دیکھئے: سوئے حرم ص 404]۔

بھینس کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے کافی ہوگی۔

(۲) پچھلے صفحات میں تابعین، تبع تابعین اوران کے بعد کے ائمہ: حسن بصری، خلیفہ عمر بن عبد العزیز، ابوعبید قاسم بن سلام (۲۲۴ھ)، اسی طرح امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سفیان بن سعید ثوری، عبد الرحمن بن مہدی رحمہم اللہ کا تذکرہ آچکا ہے کہ انہوں نے بھینسوں میں گائے کے نصاب کے مطابق زکاۃ واجب قرار دیا ہے۔

(۳) ابونعمان انطاکی فرماتے ہیں: کہ انطاکیہ اور مصیصہ کا درمیانی راستہ شیر وغیرہ درندوں کی آماجگاہ تھا، لوگوں کا وہاں سے گزرنا محال تھا، چنانچہ ولید بن عبد الملک نے خلیفہ معتصم باللہ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے چار ہزار بھینس اور بھینسے اس طرف بھیجے، جس سے اللہ نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور وہاں سے درندے ختم ہو گئے۔

نیز سندھ میں حجاج بن یوسف کے گورنر محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ سے کئی ہزار بھینسیں بھیجیں، جن میں سے چار ہزار بھینسیں حجاج بن یوسف نے ولید کی خدمت میں بھیجا اور بقیہ بھینسوں کو کسکر کے جنگلات میں چھوڑ دیا۔ نیز یزید بن عبد الملک نے بھی چار ہزار بھینسیں مصیصہ کے لئے بھیجیں، چنانچہ مجموعی طور پر مصیصہ میں آٹھ ہزار بھینسیں روانہ کی گئیں۔ (۱)

(۴) اموی خلافت کے زوال وانحطاط کے اسباب کے ضمن میں ایک سبب بیان کرتے ہوئے علی محمد محمد صلابی لکھتے ہیں:

اس دور میں حیوانات اور مویشیوں کی پیداوار بہت کم ہوگئی تھی، بالخصوص کاشت کے جانور،

---

(۱) فتوح البلدان (ص:168)، وبغیۃ الطلب فی تاریخ حلب (1 / 159) والخراج وصناعۃ الکتابۃ، از قدامہ بن جعفر بغدادی، (ص:309)۔

جس کے سبب والی عراق کو حالات سے نمٹنے کے لئے مجبوراًیہ حکم صادر کرنا پڑا کہ گائیں ذبح نہ کی جائیں، ساتھ ہی والی عراق نے اقلیم سندھ سے بڑی تعداد میں بھینسیں منگوایا، تاکہ کاشت کے جانوروں کی قلت پر قابو پایا جاسکے۔

اسی طرح خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں کچھ ایسی کارروائیاں بھی کی گئیں جن سے علاقہ میں کاشتکاری کی مشکلات میں آسانی پیدا ہو سکے، مثلاً حجاج بن یوسف نے ملک سندھ سے کاشتکاروں کی ایک تعداد کو ان کے گھر بار اور بھینسوں سمیت اپنے ملک منتقل کرلیا اور انہیں ایک بنجر اور ویران سرزمین میں بسا دیا، جسے انہوں نے آباد کر دیا۔[۱]

(۵) عبیداللہ بن ابوبکرہ رحمہ اللہ[۲] نہایت سخی اور فیاض شخص تھے، اپنے گھر کے چاروں سمت دائیں بائیں اور آگے پیچھے چالیس چالیس پڑوسیوں پر پورے سال بہت خرچ کرتے تھے، اور عید کی مناسبتوں پر تحفے تحائف، کپڑے اور قربانی کے جانور دیتے، غریبوں کی شادیاں کراتے، مہریں تک ادا کرتے، اور سال بھر کے علاوہ ہر عید کے موقع پر سو غلام آزاد کرتے تھے۔

---

(۱) دیکھئے: الدولۃ الأمویۃ عوامل الازدہار وتداعیات الانہیار (1 / 689)۔

(۲) عبیداللہ بن ابی بکرہ کی پیدائش سنہ ۱۴ھ میں اور وفات سنہ ۹۷ھ میں ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ (4 / 138، نمبر 44)۔ اور واضح رہے بعض روایتوں میں یہ واقعہ عبیداللہ کے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکرہ کے حوالہ سے منقول ہے، جس میں صراحت ہے کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے اُن کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرے قبیلہ کے ایک شخص کو فلاں بیماری لگ گئی ہے۔ عبدالرحمن کی پیدائش سنہ ۱۴ھ میں اور وفات سنہ ۹۹ھ میں ہوئی۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، طبع الرسالۃ (4 / 411، نمبر 161، جبکہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی پیدائش سنہ ۲۰ھ میں اور وفات سنہ ۱۱۰ھ میں ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ (4 / 606، نمبر 246)۔

ابومحروم کے واسطے سے اصمعی بیان کرتے ہیں کہ عتیک کے ایک خوبرو شخص کو تشنج کی بیماری لگ گئی، تو ان کی قوم کے کچھ لوگ عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمارے ایک ساتھی کو تشنج کی بیماری ہوگئی ہے، اور کسی حکیم نے اس کے لئے انہیں کچھ دن مسلسل بھینس کا دودھ پینے کا علاج تجویز کیا ہے، اور ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کے پاس بھینسیں ہیں، تو انہوں نے اپنے وکیل لطف سے پوچھا کہ اپنے پاس کتنی بھینسیں ہیں؟ کہا: تین سو، انہوں نے کہا یہ ساری بھینسیں انہیں دیدو! انہوں نے عرض کیا: ہم اتنی بھینسیں کیا کریں گے، ہمیں تو بس ایک بھینس بطور عاریہ چاہئے جسے ہم علاج کے بعد واپس لوٹا دیں گے، انہوں نے کہا: ہم بھینسیں ادھار نہیں دیتے، بلکہ یہ ساری بھینسیں تمہارے مریض کے لئے ہدیہ ہیں۔ (۱)

(٦) ملک شام میں بھینسوں کی آمد:

مشہور مورخ علی بن حسین بن علی مسعودی رحمہ اللہ (٣٤٦ھ) نے ملک شام میں بھینسوں کی آمد کے بارے میں دو تاریخیں بتائی ہیں:

ا۔ سب سے پہلے یزید بن عبد الملک کے دور خلافت (١٠١-١٠٥ھ) میں بھینسیں ملک شام اور شام کے ساحلوں پر آئیں، اور یہ بھینسیں دراصل آل مہلب کی تھیں جو بصرہ، بطائح اور طفوف وغیرہ میں رہا کرتی تھیں، لیکن جب یزید نے ابن مہلب کو قتل کر دیا تو بہت ساری بھینسوں کو اپنے علاقوں میں منتقل کرلیا۔

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر (36/13)، و(38/138) ومختصر تاریخ دمشق (15/62)، و(16/8)، وسیر أعلام النبلاء للذہبی، طبع الرسالۃ، 4/، 138، و319، و411، وتاریخ الاسلام تحقیق تدمری (6/410)، وأنساب الأشراف للبلاذری (1/499)۔

۲۔ دوسری رائے یہ ہے کہ بھینسیں سب سے پہلے معتصم کے دورخلافت (۲۱۸-۲۲۷ھ) میں ملک شام میں آئیں، جب معتصم نے زط پر قابض ہوکر انہیں وہاں سے جلاوطن کردیا اورخراسان اورعین زربہ کے راستے سے خانقین اورجلولاء وغیرہ میں بسادیا، اس وقت سے بھینسیں ملک شام میں داخل ہوئیں، اس سے پہلے وہاں بھینسیں معروف نہ تھیں۔ (۱)

(۷) ملک یمن میں بھینسوں کی قدیم آمد:

استاذ حسن عبداللہ قرشی اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اسلام سے پہلے عرب ممالک پر یمامہ وغیرہ کے علاقوں میں شاداب زمین اورکشادہ چراگاہوں کاانعام فرمایاتھا، چنانچہ جرمنی سیاح شونیفرت نے ملاحظہ کیاہے کہ گندم، جو، بھینس، بکریاں، مینڈھے اوران کے علاوہ دیگر مویشی یمن اورقدیم عرب علاقوں میں اپنی حالت میں اس وقت پائے گئے، جب مصر اورعراق میں مانوس نہ تھے۔ (۲)

(۸) بشر یابشیر طبری یاطبرانی کے پاس تقریباً چارسو بھینسیں تھیں، رومیوں نے ان کی بھینسوں پرشبخون مارااورہانک لے گئے، ان کے غلاموں نے انہیں اس کی اطلاع دی، اور کہا: بھینسیں چلی گئیں، توانہوں نے کہا: جاؤتم سب بھی اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہو، ان غلاموں کی قیمت ایک ہزار دینارتھی! یہ سن کراُن کے بیٹے نے کہا: ابّا! آپ نے توہمیں فقیراورقلاش بنادیا! انہوں نے کہا: بیٹے چپ رہو، اللہ نے مجھے آزمایا تومیں نے چاہاکہ اللہ کی راہ میں مزید

(۱) دیکھئے: التنبیہ والاشراف، ازعلی بن حسین بن علی مسعودی (1 / 307)، نیز دیکھئے: کناشۃ النوادر (ص:66)۔

(۲) دیکھئے: مجلۃ مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، شمارہ 96، مقالہ: ''التاثیر المتبادل بین الثقافۃ العربیۃ والأجنبیۃ''، ازاستاذ حسن عبداللہ القرشی)۔

قربانی دوں اور اس کا شکر بجالاؤں۔ [1]

(۹) سنہ ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ہوا یہ کہ وہ مصر وشام سے طرطوس تشریف لے گئے، اور جب واپسی میں انطاکیہ پہنچے تو انہیں بھینس کا دودھ پیش کیا گیا، انہوں نے زیادہ مقدار میں دودھ پی لیا، جس سے ان کا پیٹ پھول گیا اور سخت بدہضمی ہوگئی، جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ آپ کی امارت تقریباً چھبیس سال رہی اور وفات کے بعد آپ کے صاجزادے خمارویہ نے منصب امارت سنبھالا۔ [2]

(۱۰) استاذ لبیب السعید اسلامی نظام میں درآمد و برآمد کے عنوان سے اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

اسلامی نظام میں مویشیوں کی درآمد و برآمد کا سلسلہ قدیم ہے، چنانچہ مصر قربانی کرنے کے لئے بہت سارے مویشی برقہ سے درآمد کرتا تھا، جیسا کہ یہ سلسلہ آج بھی ہے۔ اور عراق گھوڑے عرب ممالک بالخصوص سرزمین حسا سے درآمد کرتا تھا، اسی طرح چوتھی صدی ہجری میں بھینس ہندوستان سے درآمد کرتا تھا۔ [3]

(۱۱) شاہ افضل کی وفات سنہ ۵۱۵ھ میں ہوئی، انہوں نے اپنے موت کے بعد بڑی

---

(۱) دیکھئے: شعب الایمان (12 / 407)، نمبر (9649)، حلیۃ الأولیاء (10 / 130)، والوافی بالوفیات (10 / 99)، والرضا عن اللہ بقضائہ لابن أبی الدنیا (ص: 55 / 19)، وصفۃ الصفوۃ (2 / 388 / 762)، وربیع الأبرار ونصوص الأخیار (3 / 103 / 65)، والتذکرۃ الحمدونیۃ (4 / 323 / 796)، وحیاۃ السلف بین القول والعمل (ص: 281)، وأصول الوصول إلی اللہ تعالی (ص: 188)۔

(۲) دیکھئے: المختصر فی أخبار البشر (2 / 53، نیز دیکھئے: تاریخ ابن الوردی، (1 / 231)۔

(۳) دیکھئے: مجلۃ الرسالۃ، از احمد حسن الزیات باشا (شمارہ 757، ص 76 / بتاریخ: 05-01-1948، مقالہ: ''الاستیراد والتصدیر فی النظم الاسلامیۃ''، از استاذ لبیب السعید)۔

دولت چھوڑی، جس میں کروڑوں دینارو درہم،کئی ہزارریشمی جوڑے،اور پانچ سوصندوق بھر کے ذاتی کپڑے تھے،غلام،گھوڑے، خچراورخوشبووغیرہ اتنی تھی کہ اس کاعلم اللہ ہی کو ہے،اور بھینسیں، گائیں اور بکریاں اتنی زیادہ مقدار میں تھیں کہ بتانے میں شرم آئے، ان جانوروں سے دودھ کی آمدنی صرف افضل کی وفات کے سال تیس ہزار دینار تھی۔ (۱)

(۱۲) عمر بن احمد ابن العدیم رحمہ اللہ (۶۶۰ھ) نے حلب میں سعد الدولۃ حمدانی کے دورحکومت (۳۵۶ھ تا۳۸۱ھ) کے بارے میں لکھا ہے: اگرکوئی رومی اسلامی حکومت میں داخل ہوجاتا تھا تو اسے اپنی ضرورت سے منع نہیں کیا جاسکتا تھا،اور اگر اسلامی ملک سے کوئی بھینس ملک روم میں چلی جاتی تھی تو اسے ضبط کرلیا جاتا تھا۔ (۲)

(۱۳) عمر بن احمد ابن العدیم رحمہ اللہ (۶۶۰ھ) ہی نے پانچویں صدی ہجری میں لکھا ہے کہ حلب میں ایک اتنی بڑی وباء پھیلی کہ سنہ ۴۵۷ھ کے صرف ماہ رجب میں چار ہزار لوگوں کی موت ہوگئی، جب کہ دیگر مہینوں کے اموات اس کے علاوہ ہیں۔

اوراسی سال ترکیوں کا ایک بہت بڑا جتھا نکلا، ان میں سے کچھ تو دلوک میں رک گئے اور اورایک ہزار کے قریب لوگ آگے بڑھے،اورانہوں نے شہر انطاکیہ کو پورے طور پرلوٹ لیا، اورتقریباً چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ بھینسیں لے کر چلے گئے، یہاں تک کہ بھینس ایک دینار میں بک رہی تھی، اورزیادہ سے زیادہ دو تین دینار میں۔اور گائیں، بکریاں، گدھے اور لونڈیاں اتنی زیادہ تھیں کہ شمار نہ ہوسکیں، لونڈی دو دینار میں فروخت ہو رہی تھی اور بچے تو

(۱) دیکھئے: تاریخ الاسلام تحقیق تدمری،35 / 385-387،نمبر 92،ووفیات الأعیان،2 / 451۔

(۲) دیکھئے: زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب،ص:(97)۔

گھوڑے کی نعل کے بندھن کے عوض بک رہے تھے۔[۱]

(۱۴) علامہ زین الدین ابن شاہین حنفی ظاہری رحمہ اللہ (۹۲۰ھ) سنہ ۸۹۰ھ میں رونما ہونے والے واقعات وحوادث کے تحت لکھتے ہیں:

ذی القعدہ سنہ ۸۹۰ھ میں گائے، بھینس اور اونٹوں کی بہت بڑی تعداد موت کے گھاٹ اتر گئی، ایسا محسوس ہوا کہ گویا ان میں کوئی وباء داخل ہوگئی ہے، بالخصوص بھینسیں۔[۲]

(۱۵) علامہ عبد الرحمن جبرتی رحمہ اللہ (۱۲۳۷ھ) نے (سنہ ۱۱۸۸ھ) میں ایک نیک خاتون کی سیرت کے ضمن میں لکھا ہے کہ وہ: رمضان کی ہر شب دو پیالہ ثرید فقہاء، ایتام اور فقراء ومساکین کو بھیجا کرتی تھیں اور عید الاضحیٰ میں انہیں تین بھینسیں دیتی تھیں۔[۳]

اور (سنہ ۱۲۲۵ھ) میں لکھا ہے کہ حاکم وقت عید الاضحی کے دن مسجد کے مدرس اور طلبہ کے لئے بھینسیں اور مینڈھے خریدتا تھا، اور انہیں ذبح کر کے فقراء اور ملازمین میں تقسیم کرتا تھا۔[۴]

خلاصۂ کلام اینکہ اسلام اور اسلامی مالک کی تاریخ کے کم وبیش ہر دور میں بھینسوں کا ذکر اور اس کے پالنے پوسنے اور اس سے مختلف انداز سے استفادہ کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ واللہ اعلم

---

(۱) دیکھئے: زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب (ص:170)۔

(۲) دیکھئے: نیل الأمل فی ذیل الدول (7/431)۔

(۳) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والأخبار (1/612)۔

(۴) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والأخبار (4/265)۔

دسویں فصل:

بھینس کی قربانی کے جواز سے متعلق علماء کے فتاوے

سابقہ دلائل، استدلالات اور تمام تر تفصیلات کی روشنی میں اہل علم نے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، اور جواز کے فتاوے صادر کئے ہیں، اہل علم کے چند فتاوے ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: علماء عرب کے فتاوے:

(۱) امام احمد واسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا فتویٰ:

امام اسحاق بن منصور الکوسج رحمہ اللہ (۲۵۱ھ) نے امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا:

"الجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا أعرف خلاف هذا"۔ (۱)

سوال: کیا بھینسوں کی قربانی میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: (امام احمد نے فرمایا) میں اس کے خلاف نہیں جانتا۔

اسی طرح سوال کرتے ہیں:

"قال سفيان: ... والجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال أحمد: كما قال. قال إسحاق: كما قال"۔ (۲)

(۱) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راہویہ، 8/ 4027، نیز دیکھئے: 8/ 4045۔

(۲) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راہویہ (8/ 4045) مسئلہ نمبر: (2882)، نیز دیکھئے: مسئلہ نمبر: (2865)۔

سفیان ثوری کہتے ہیں: ۔۔۔بھینسیں سات لوگوں کی طرف سے کافی ہیں؟ (کیا یہ صحیح ہے؟) امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: جو انہوں نے کہا وہی ہے۔ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: جیسے انہوں نے کہا ویسے ہی ہے۔

(۲) امام ابوزکریا نووی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام نووی رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شَرْطُ الْمُجْزِئِ فِي الْأُضْحِيَّةِ أَنْ يَكُونَ مِنْ الْأَنْعَامِ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ مِنْ الْبَخَاتِيِّ وَالْعِرَابِ وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنْ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ والدربانية ..."۔(۱)

قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو، یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا، اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دربانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں۔۔۔

(۳) علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

س: سئل فضيلة الشيخ- رحمه الله-: يختلف الجاموس عن البقر في كثير من الصفات كاختلاف الماعز عن الضأن، وقد فصل الله في سورة الأنعام بين الضأن والماعز، ولم يفصل بين الجاموس والبقر، فهل يدخل في ضمن الأزواج الثمانية فيجوز الأضحية بها أم لا يجوز؟

---

(۱) المجموع شرح المہذب (393/8)۔

فأجاب بقوله: الجاموس نوع من البقر، والله عز وجل ذكر في القران المعروف عند العرب الذين يحرّمون ما يريدون، ويبيحون ما يريدون، والجاموس ليس معروفًا عند العرب‘‘ (۱)

سوال: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: بھینس بہت سے اوصاف میں گائے سے مختلف ہے، جیسے بکرا مینڈھے سے مختلف ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں مینڈھے اور بکرے کو تو الگ الگ بیان کیا ہے، لیکن بھینس اور گائے کو الگ نہیں کیا ہے، تو کیا بھینس نر و مادہ آٹھ قسموں کے ضمن میں داخل ہوگی اور اس کی قربانی بھی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب: آپ نے فرمایا: بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف ان مویشیوں کو بیان کیا ہے جو عربوں کے یہاں معروف تھے، جنہیں وہ اپنی چاہت کے مطابق حرام ٹھہراتے تھے اور اپنی خواہش کے مطابق مباح اور جائز کر لیتے تھے، اور بھینس اہل عرب کے یہاں معروف نہ تھی۔

(۴) شیخ عبدالعزیز محمد السلمان رحمہ اللہ کا فتویٰ:

س: تكلم بوضوح عن أحكام ما يلي: ... الجواميس في الهدي والأضحية، .... اذكر ما تستحضره من دليل أو تعليل.

ج: والجواميس في الهدي والأضحية كالبقرة في الإجزاء والسن وإجزاء الواحدة

(۱) دیکھئے: مجموع فتاوی ورسائل العثیمین، (25/34)۔

عن سبعة؛ لأنها نوع منها، والله أعلم۔[۱]

سوال: حسب ذیل احکام کے سلسلہ میں وضاحت سے بتلائیں:۔۔۔ ھدی اورقربانی میں بھینس کا کیا حکم ہے؟ جو دلیل یا تعلیل مستحضر ہو وہ بھی ذکر کریں۔

جواب: ہدی اور قربانی میں بھینس کا حکم کفایت کرنے، عمر اور ایک میں سات کے شریک ہونے وغیرہ میں گائے کی طرح ہے؛ کیونکہ وہ گائے ہی کی ایک قسم ہے، واللہ اعلم۔

(۵) محدث العصر علامہ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ کا فتویٰ:

”السؤال: ما حكم الأضحية بالجاموس؟

الجواب: الجاموس من البقر“۔[۲]

سوال: بھینس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھینس بھی گائے ہی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

”والأضاحي خاصة ببهيمة الأنعام: الإبل والبقر والغنم، والجاموس يعد من فصيلة البقر“۔[۳]

قربانی بہیمۃ الانعام: یعنی اونٹ، گائے اور بکری کے ساتھ خاص ہے، اور بھینس گائے کی

(۱) الأسئلة والأجوبة الفقهية (3/8-9)۔

(۲) شرح سنن الترمذی، کیسٹ نمبر (172)۔
https//:www.ajurry.com/vb/showthread.php?t=39794
https//:tawheedekhaalis.com/2015/09/21/7023/

(۳) شرح سنن أبي داود للعباد (درس نمبر:329، در شرح حدیث نمبر:2793، باب ما یستحب من الضحایا۔

قسم شمار ہوتی ہے۔

(٦) فضیلۃ الشیخ مصطفی العدوی کا فتویٰ:

س: من أي شيء تكون الأضحية؟

ج: الشيخ مصطفى العدوي: تكون الأضحية من الأنعام الثمانية، والأنعام الثمانية هي التي ذكرت في قول الله تعالى ﴿ **وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ**﴾ [الزمر: 6] وفي اية أخري يقول سبحانه جل في علاه ﴿ **ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ** ﴾﴿ **وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ**﴾ [الأنعام: 144– 143]، فالأضحية لا تكون إلا في الأنعام الثمانية وهذا رأي الجمهور وهما: الجمل، الناقة، الثور، البقرة، الجدي، العنزة، الكبش والنعجة، والجاموس يلحق بالبقر، فما الجاموس إلا بقر أسود، فهذه الأقسام التي تجوز منها الأضاحي''(١)

سوال: قربانی کس چیز کی ہوگی؟

جواب: شیخ مصطفی عدوی

قربانی آٹھ ازواج کی ہوگی، اور ان کا تذکرہ فرمان باری: ترجمہ (اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ) اتارے) اور (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم) اور (اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم) میں کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا قربانی صرف

(١) دیکھئے:
http://www.alukah.net/culture/0/61276/#ixzz4FgUvmgal

آٹھ جوڑوں کی ہوسکتی ہے، اور یہی جمہور کی رائے ہے، اور وہ ہیں: اونٹ اونٹنی، بیل گائے، بکرا بکری، مینڈھا مینڈھی، اور بھینس گائے سے ملحق ہے، کیونکہ بھینس کالی گائے ہی ہے، لہٰذا ان قسموں سے قربانی جائز ہے۔

(۷) مدرس مسجد نبوی علامہ محمد مختار شنقیطی کا فتویٰ:

قال:.. والإبل بنوعيها : العراب ، والبختية ، والبقر بنوعيه : البقر ، والجواميس، والغنم بنوعيه : الضأن ، والمعز، فجعل الله في الإبل زوجين ونوعين... والبقر يفضل على الجاموس ؛ لأن النبي ضحى عن نسائه بالبقر، وعلى هذا فإن البقر أفضل من التضحية بالجاموس ؛ والجاموس يدخل في هذا بنوعيه".(۱)

علامہ محمد مختار شنقیطی قربانی کے احکام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اونٹ کی دونوں قسمیں جائز ہیں: عراب اور بختی، اور گائے کی دونوں قسمیں جائز ہیں، گائیں اور بھینسیں، اور بکرے کی دونوں قسمیں جائز ہیں، مینڈھا اور بکری، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ میں دو جوڑے اور دو قسمیں بنائی ہیں۔ ۔۔۔ اور گائے بھینس سے افضل ہے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی، لہٰذا بھینس سے گائے کی قربانی افضل ہے"؛ اور بھینس اپنی دونوں قسموں (نر و مادہ) سمیت اس میں داخل ہے۔

---

(۱) دیکھئے:

http://vb.tafsir.net/tafsir7074/#.V5myfqJuDfY

(۸) شیخ حامد بن عبد اللہ العلی کا فتویٰ[1]:

السؤال: فضيلة الشيخ إشرح لنا أحكام الأضحية؟

جواب الشيخ:

الحمد لله والصلاة والسلام على نبينا مُحَمَّد وعلى اله وصحبه وبعد :

. الأضحية سنة مؤكدة ... . وأفضلها الإبل وتجزىء عن سبعة ، ولا يقل عمرها عن خمس سنين . . ثم البقر أو الجاموس وتجزىء عن سبعة ولا يقل عمرها عن سنتين . ثم الغنم ولاتجزىء إلا عن واحد''.[2]

سوال: فضیلۃ الشیخ ہمارے لئے قربانی کے احکام کی وضاحت فرمادیں؟

جواب: الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

قربانی سنت موکدہ ہے۔ ۔۔۔ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے' ایک اونٹ سات لوگوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے، اس کی عمر پانچ سال سے کم نہیں ہونی چاہئے، پھر ترتیب کے اعتبار سے گائے یا بھینس ہے، یہ بھی سات لوگوں کی طرف سے کافی ہے، اس کی عمر دو سال سے کم نہیں ہونا چاہئے، اور پھر بکری ہے، جو صرف ایک کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔

(۱) یہ فضیلۃ الشیخ حامد بن عبد اللہ احمد العلی ہیں، کلیہ التربیۃ الاساسیۃ کویت میں اسلامی ثقافت کے استاذ اور مسجد ضاحیہ صباحیہ کے خطیب ہیں۔

(۲) دیکھئے:

http://www.h-alali.cc/f_open.php?id=81bbc2d4-f0a9-11df-8700-df635067132c

(۹) فضیلۃ الشیخ الدکتور احمد الحجی الکردی حفظہ اللہ[۱] کا فتویٰ:

شيخنا الفاضل د. أحمد الكردي

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،،،

هل تجوز الأضحية بولد الجاموس الذي تجاوز عمره سنة ووزنه مائتين كيلو جرام على أن يكون عدد من يشترك في الأضحية اثنان فقط؟

إجابة المفتي أ. د. أحمد الحجي الكردي:

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين، وعلى اله وأصحابه أجمعين، والتابعين، ومن تبع هداهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

فالجاموس في الأحكام الشرعية كالبقر، ويشترط للتضحية بالبقر أن يكون قد أتم السنتين. واسأل الله لكم التوفيق. والله تعالى أعلم.[۲]

فضیلۃ الشیخ الدکتور احمد الحجی الکردی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،

سوال: کیا بھینس کے بچے (کٹے) کی قربانی جائز ہے، جس کی عمر ایک سال اور وزن دوسو کلوگرام سے زیادہ ہے، اس طور پر کہ قربانی میں صرف دو لوگ شریک ہوں گے؟

---

(۱) یہ فقہ انسائیکلوپیڈیا کے ماہر، اور کویت کے فتویٰ بورڈ کے ممبر ہیں۔

(۲) دیکھئے:

http://www.islamic-fatwa.com/fatwa/59899

جواب: استاذ ڈاکٹر احمد الکردی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین ۔۔۔۔ وبعد:

بھینس شرعی احکام میں گائے کی طرح ہے، اور گائے کی قربانی کے لئے شرط ہے کہ اس کے دو سال مکمل ہو چکے ہوں۔ اور میں آپ کے لئے توفیق کا خواستگار ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) فقہ انسائیکلو پیڈیا کویت کا فتویٰ:

قربانی کے جانور کے بارے میں فقہ انسائیکلو پیڈیا، کویت میں ہے:

''الشَّرْطُ الأول: وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْمَذَاهِبِ: أَنْ تَكُونَ مِنَ الأَنْعَامِ، وَهِيَ الإِبِل عِرَابًا كَانَتْ أَوْ بَخَاتِيّ، وَالْبَقَرَةُ الأَهْلِيَّةُ وَمِنْهَا الْجَوَامِيس''۔(۱)

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے: کہ قربانی کا جانور انعام میں سے ہونا چاہئے، یعنی اونٹ خواہ عربی ہو یا بخاتی، اور گھریلو گائیں اور اسی میں بھینس بھی ہے۔

(۱۱) شیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ کا فتویٰ:

160316: السؤال: حكم التضحية بمقطوعة الذيل أو الإلية ، وما الحكم إذا لم يجد أضحية سليمة ؟

الجواب : ... قال الشيخ ابن عثيمين : فالضأن إذا قطعت إليته لا يجزئ ، والمعز

(۱) دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 5/81۔

إذا قطع ذنبه يجزئ ". انتهى ، " الشرح الممتع "(435/7).

وقد سبق نقل فتوى اللجنة الدائمة في عدم جواز التضحية بمقطوع الإلية ، في جواب السؤال (37039).

ثانياً: الواجب عليك الاجتهاد في البحث عن أضحية غير مقطوعة الإلية ، ولا يجزؤك التضحية بشاة مقطوعة الإلية ما دام بالإمكان الحصول على شاةٍ سليمة من كل العيوب .

فإن لم تتمكن من الحصول على شاة سليمة ، فالمشروع هنا الانتقال إلى نوع اخر من بهيمة الأنعام التي تجزئ في الأضاحي ، فتتركوا هذه الشياه المعيبة، وتضحون بالماعز، إن وجدتموه سليما من العيوب، أو تضحون بالبقر ومثله الجاموس، أو الإبل؛ فيشترك كل سبعة منكم في بقرة، أو ناقة... والله أعلم .(۱)

سوال: دُم یا پٹھا کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم، اور اگر صحیح سلامت قربانی میسر نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ۔۔۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس دنبے کی چکی کاٹ دی جائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی، لیکن جس بھیڑ بکری کی دم کاٹ دی جائے تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔" الشرح الممتع "(435/7)۔

اور سوال نمبر: (37039) میں دائمی فتوی کمیٹی کا فتوی گزر چکا ہے جس میں پٹھا کٹے

(۱) دیکھئے: موقع اسلام، سوال وجواب، از شیخ محمد صالح المنجد۔
https://islamqa.info/ar/160316

ہوئے جانور کی قربانی درست نہ ہونے کا ذکر ہے۔

دوم: آپ پر قربانی کا ایسا جانور تلاش کرنا واجب ہے جس کی چکی کٹی ہوئی نہ ہو، چنانچہ جب تک ایسے جانور کا حصول ممکن ہے جو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہو اس وقت تک عیب والا جانور قربانی کے لئے کافی نہ ہوگا۔

اور اگر آپ کو کوئی صحیح سالم بکری بھی میسر نہ آئے تو آپ قربانی کے لائق دیگر قسم کے جانوروں کی قربانی کریں، اس لئے عیب زدہ بھیڑ کو چھوڑ کر صحیح سالم بکریوں کی قربانی کریں، یا گائے کی قربانی کریں، اور اسی کے حکم میں بھینس بھی ہے، یا اونٹ کی قربانی کرلیں، چنانچہ ایک گائے یا اونٹ میں آپ سات لوگ شریک ہوسکتے ہیں۔۔۔ واللہ اعلم.

(۱۲) شیخ علی بن نایف الشحود حفظہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ علی بن نایف الشحود فرماتے ہیں:

"النوع الأول: شروط الأضحية في ذاتها:

(الشرط الأول) وهو متفق عليه بين المذاهب: أن تكون من الأنعام.

وهي الإبل عرابا كانت أوبخاتي، والبقرة الأهلية ومنها الجواميس، والغنم ضأنا كانت أو معزا، ويجزئ من كل ذلك الذكور والإناث.

فمن ضحى بحيوان مأكول غير الأنعام، سواء أكان من الدواب أم الطيور، لم تصح تضحيته به"[۱].

(۱) دیکھئے: الخلاصة فی أحکام الأضحیة ص:32، پہلا ایڈیشن ۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء۔

پہلی قسم: قربانی کے جانور کی شرطیں:

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے، کہ قربانی کا جانور بھیمۃ الأنعام میں سے ہونا چاہئے۔اور وہ اونٹ ہے: خواہ عربی ہوں یا بخاتی (خراسانی)، اور گھریلو گائے اور اسی میں سے بھینسیں بھی ہیں، اور بکرے خواہ مینڈھا ہو یا بال والا۔اور ان میں سے ہر ایک کے نر و مادہ دونوں کی قربانی کافی ہوگی۔

بنابریں جو بھی انعام کے علاوہ کسی کھائے جانے والے جانور کی قربانی کرے گا خواہ مویشی ہوں یا پرندے، اس کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

ثانیاً: علماء اہل حدیث برصغیر کے فتاوے:

(ا) رئیس المناظرین علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟ اور اس کی قربانی بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہو تو استدلال کیا ہے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اجازت فرمائی یا عمل صحابہ ہے؟ (محمود علی خریدار اہل حدیث)

جواب: جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں:

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾[الأنعام:145]۔

(آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو۔۔۔)

ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے۔بھینس ان میں نہیں،اس کےعلاوہ عرب کےلوگ ''بھینس''کو''بقرۃ''(گائے)میں شامل سمجھتے ہیں۔۱۱/مئی ۳۴ء

تشریح:حجاز میں بھینس کاوجود ہی نہ تھاپس اس کی قربانی نہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے نہ تعامل صحابہ سے۔ہاں اگراس کوجنس''بقر'' سے ماناجائے جیسا کہ حنفیہ کاقیاس ہے(کمافی الھدایۃ) یاعموم بہیمۃ الانعام پرنظرڈالی جائےتو حکم جواز قربانی کے لئے یہ علت کافی ہے۔(ملخص) واللہ اعلم۔(ازمولاناابوالعلاءنظراحمدصاحب سہسوانی(اخباراہل حدیث ص ۱۱،دہلی یکم اکتوبر ۱۵ستمبر ۱۹۵۲ء)۔(۱)

(۲) شیخ الکل میاں سید نذیرحسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کافتویٰ:

سوال:احکام قربانی کے کیا کیاہیں تفصیلا بیان فرمادیں؟

جواب:(اس سوال کے تفصیلی جواب کے ضمن میں قربانی کے جانور کی عمر پرگفتگو کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:)

''۔۔۔اورسن بکری کاایک سال،یعنی ایک سال پورااوردوسراشروع،اورگائے **اوربھینس** کادوسال،یعنی دوسال پورے اورتیسراشروع،اوراونٹ کاپانچ سال اورچھٹاشروع ہونا چاہئے،اوربھیڑایک سال سے کم کی بھی جائز ہے،بشرط اس کے کہ خوب موٹی اورتازی ہو،کہ سال بھرکی معلوم ہوتی ہو۔۔۔۔۔۔اورپھرآگے''مسنۃ''کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔۔اور''مسنۃ''ہرجانورمیں سے''ثنی''کوکہتے ہیں،اورثنی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کاہو،اوردوسراشروع،اورگائے **بھینس میں سے جودوسال کی ہو**،تیسراشروع،اور

(۱) دیکھئے:فتاویٰ ثنائیہ،1 /809-810۔

اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو، اور چھٹا شروع ہو۔۔۔[1]

(۳) شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کے فتاوے:

الف: شیخ الحدیث عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ احتیاطا اونٹ، گائے اور بکری کی قربانی پر اکتفا کرنے کی ترغیب کے ساتھ بھینس کی قربانی کے جواز اور کرنے والوں پر عدم ملامت کی صراحت کرتے ہوئے ''مرعاۃ المفاتیح'' میں لکھتے ہیں:

''والأحوط عندي أن يقتصر الرجل في الأضحية على ما ثبت بالسنة الصحيحة عملاً وقولاً وتقريراً، ولا يلتفت إلى ما لم ينقل عن النبي ﷺ ولا الصحابة والتابعين ﷺ، ومن اطمأن قلبه بما ذكره القائلون باستنان التضحية بالجاموس ذهب مذهبهم ولا لوم عليه في ذلك، هذا ما عندي، والله أعلم''[2]

میرے نزدیک زیادہ قابل احتیاط بات یہ ہے کہ آدمی قربانی میں انہی جانوروں پر اکتفا کرے جو قولی، عملی اور تقریری طور پر صحیح سنت سے ثابت ہیں، ان چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے، البتہ جس کا دل بھینس کی قربانی کے جواز کے قائلین کے ذکر کردہ دلائل سے مطمئن ہو، وہ ان کا موقف اپنا لے، اور اس بارے میں اس پر کوئی ملامت نہیں، یہی میری رائے ہے، واللہ اعلم۔

ب: شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے مرعاۃ المفاتیح میں مذکورہ احتیاطی فتویٰ کے بعد اپنے

---

(۱) دیکھئے: بالتفصیل، فتاویٰ نذیریہ، شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، 3/255-258، ناشر اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار لاہور، طبع دوم 1971ء۔

(۲) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 5/82۔

مجموع فتاویٰ میں بصراحت مطلق جواز کے متعدد فتاوے صادر کئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

فتویٰ (۱) سوال: بھینس کی قربانی سے متعلق عرصہ سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ کچھ عالم کہتے ہیں کہ جائز ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ ناجائز ہے؟

جواب: بھینس کی قربانی بلاتردد جائز اور درست ہے ''بھیمۃ الأنعام'' میں بھینس بھی بلاشبہہ داخل ہے۔ اور ''أنعام'' کا لفظ بھینس کو بھی شامل ہے، جس طرح اِبل (اونٹ) گائے بیل اور معز (بکری بکرا) اور ضان (مینڈھا دنبا) کو شامل ہے۔

پس اونٹ، گائے، بھیڑ، بکرا، دنبہ کی طرح بھینس کو بھی ہدی بنانا اور اس کی قربانی کرنا جائز ہے، بلکہ خود ''بقر'' کا لفظ بھی ''جاموس'' کو شامل ہے، چنانچہ بعض اہل لغت لکھتے ہیں کہ ''الجاموس نوع من البقرۃ'' نیز زکاۃ کے معاملہ میں جو حکم گائے بیل کا ہے وہی جاموس (بھینس) کا بھی ہے۔ اسی واسطے تمام فقہاء لکھتے ہیں کہ ''الجاموس کالبقرۃ''۔

عرب کی آب وہوا بھینس کے حق میں ناموافق ہے اس لئے وہاں بھینس نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھینس کی قربانی ثابت اور منقول نہیں ہے۔

لیکن بھینس کی قربانی جائز ہونے کے باوجود اولیٰ وافضل اونٹ گائے (بشرطیکہ موجودہ قانونی رکاوٹ نہ ہو) یا بھیڑ بکرے دنبہ کی قربانی ہے۔ کیونکہ ان جانوروں کی قربانی کرنی آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صراحۃ عملاً منقول وثابت ہے۔ اور ان کی قربانی کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ھذا ماظھر لی واللہ أعلم۔

أملاہ: عبیداللہ المبارکفوری (۲۴/۷/۱۳۷۸ء - ۱۷/۸/۱۹۹۸ء)۔[1]

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ، ترتیب وتحقیق: مولانا حافظ عبد اللطیف اثری، 2/74-73، مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن، یوپی، 2018ء۔

فتویٰ(۲) سوال: بھینس کی قربانی میں کچھ اختلاف یا شک تو نہیں ہے۔ دوسرے فضیلت میں اور ثواب میں بکری کے مقابلہ میں کمی تو نہیں ہے؟

جواب: بھینس کی قربانی بلا شک وشبہہ جائز اور مباح ہے اور اس کی قربانی کرنے والے کو قربانی کا ثواب بھی ملے گا۔ قرآن کریم میں حج کے بیان میں ''بھیمۃ الأنعام'' کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے کا اور اس کا گوشت کھانے کھلانے کا ذکر آیا ہے۔ اور بھیمۃ الأنعام سے مراد وہ تمام حلال چوپائے ہیں جو اہلی ہیں، یعنی جنہیں انسان ان کا گوشت یا دودھ کھانے کے لئے پالتے پوستے ہیں۔ جن میں اونٹ، گائے، بھینس، بکرا، بھیڑ، دنبہ سبھی داخل ہیں، جنگلی جانور جیسے ہرن، گورخر، نیل گائے بھیمۃ الأنعام مذکورسے بالاتفاق خارج ہیں۔

بعض فقہاء کے نزدیک ''البدُن'' میں بقر بھی داخل ہے اور بھینس بقر کی ایک صنف ہے یا نوع ہے، جیسا کہ اہل لغت نے لکھا ہے، اس بنا پر بھی بھیس کی قربانی کے جواز میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ اونٹ یا گائے یا بکرا یا بھیڑ یا دنبہ میسر ہوتے ہوئے بھینس کی قربانی کرنا اولیٰ وافضل کے خلاف ہوگا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں عرب ممالک میں بھینس نہیں ہوتی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام سے بھینس کی قربانی کرنا منقول نہیں ہے جیسا کہ ان سے بھینس کی زکاۃ کا حکم بھی منقول نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بھینس کی قربانی ناجائز ہے یا اس کی زکاۃ نہ نکالی جائے۔ بہرحال بھینس کی قربانی کی کرنا بلاشبہہ جائز ہے...۔ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالی۔

أملاہ عبید اللہ المبارکفوری (۱۷/ رجب ۱۳۹۹ھ)۔[۱]

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ، ترتیب وتحقیق: مولانا حافظ عبد اللطیف اثری، 2/ 84-85، مکتبۃ الفہیم ،مئوناتھ بھنجن، یوپی، 2018ء۔

فتویٰ (۳) سوال: ہمارے یہاں ...ایک مولانا صاحب مدینہ یونیورسٹی سے پڑھ کر آئے ہیں ۔ان کا کہنا ہے کہ بھینس کی قربانی درست نہیں ہے ۔جن لوگوں کو بکرا اور گائے میسر نہ ہوں وہ لوگ بازار سے گوشت خرید کر کھالیں لیکن بھینس کی قربانی نہ کریں ۔تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں کہ ہم کیا کریں؟

جواب: بعض علماء اہل حدیث بھینس کی قربانی کے قائل نہیں ہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ اس کی قربانی درست نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ سے اور صحابہؓ کرام و تابعین سے ثابت ومنقول نہیں ہے اور اس لئے کہ بھینس گائے سے ایک الگ قسم ہے اور دونوں کے درمیان ظاہری و باطنی بھی بہت فرق واختلاف ہے۔

اور حنفیہ اور اکثر علماء اہل حدیث بھینس کی قربانی کو جائز اور درست کہتے ہیں کیونکہ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ جاموس (بھینس) بقرۃ کی ایک نوع ہے جیسے گائے بقرہ کی ایک نوع ہے، اور بقرہ کی قربانی بالاتفاق درست ہے تو اس کی ایک نوع (گائے) کی طرح دوسری نوع (جاموس) بھینس کی قربانی بھی درست ہوگی۔

اور اس لئے بھی بھینس کی قربانی درست ہونی چاہئے کہ زکاۃ کے معاملہ میں بھینس گائے کی طرح ہے اور اسی کے حکم میں ہے۔پس قربانی کے معاملہ میں بھی دونوں کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے۔

ہمارے نزدیک بہتر اور احوط یہ ہے کہ جس کو اونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکرا یا دنبہ میسر ہو وہ اس کی قربانی پر اکتفا کرے جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ وتابعین سے نصاً و صراحۃً منقول و مروی ہے، لیکن ان منصوص جانوروں میں سے کسی ایک کے میسر ہوتے ہوئے کوئی بھینس کی

قربانی کرلے تو اس کی یہ قربانی جائز ہوگی اور رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ ان شاء اللہ عند اللہ مقبول ہوگی۔ھذا ماظھرلی والعلم عند اللہ تعالی۔

عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (۱۳/ ۲/ ۱۴۰۶ھ)۔[1]

فتویٰ (۴) سوال: عیدالاضحی کے موقعہ پر ایک گاؤ میش (یعنی بھینس) جس کے دونوں سینگ کااوپر کا حصہ یعنی: جواوپر کا حصہ باریک ہوتا ہے کاٹا ہوا تھا۔یعنی: موٹا حصہ باقی رہ گیا جو دور سے دیکھنے والے کو یہ نظر آتا تھا کہ اس بھینس کے دونوں سینگ کٹے ہوئے ہیں، کاٹی ہوئی جگہ کی چوٹیوں پر دوتین انگل اگر رکھے جاویں تو چوٹیوں کی اتنی فراخی یعنی عرض ہے۔ عیدقرباں کے روز خطیب نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جس جانور کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی سے منع فرمایا ہے اس لئے یہ گاؤ میش قربانی کے لائق نہیں ہے۔جنھوں نے گاؤ میش خریدی تھی انہوں نے کہا کہ یہ کٹے ہوئے ہیں ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں۔گاؤ میش کا اصل مالک جس سے گاؤ میش خریدی تھی ان خریداروں کو کہنے لگا کہ یہ گاؤ میش تم مجھے واپس دے دو اور رقم لے لو اور کوئی قربانی کا جانور خریدلو۔

(۱) اس پر ایک مولوی صاحب نے جو کہ سند یافتہ ہیں فرمایا کہ یہ ضرورت کے لئے سینگ کاٹے گئے ہیں یہ قربانی کے لئے جائز ہے۔

(۲) جو ریوڑ والے اپنی پہچان کے لئے تھوڑا سا کان نشانی کرنے کے لئے کہ اس جانور کی پہچان ہوسکے کہ یہ میرے ریوڑ کا ہے کاٹ لیتے ہیں وہ بھی جائز ہے، بنابریں گاؤ میش کی

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ،ترتیب وتحقیق : مولانا حافظ عبد اللطیف اثری ، 2/ 137-138،مکتبۃ الفہیم ،مئوناتھ بھنجن،یوپی، 2018ء۔

انہوں نے قربانی کرڈالی ہے۔ ملتمس ہوں کہ گاؤمیش قربانی کے لئے جائزتھی یا نہیں؟ جن لوگوں نے قربانی کرڈالی ہے ان کو کوئی سزا ہے یا نہیں؟

(۳) اگرنشانی کے لئے تھوڑا سا کان چیرا جائے یا کاٹا جائے تو وہ جانورقربانی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

جواب : امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک اس گاؤمیش کی قربانی جائزتھی، اس لئے اس کی قربانی درست ہوگئی کیونکہ اس کی سینگ آدھی سے زیادہ موجودتھی، ان لوگوں کےنزدیک آدھی سے زیادہ کٹی یاٹوٹی ہو(تو قربانی نہیں ہوگی)اور صورت مسئولہ میں آدھی سےکم کٹی تھی اورآدھی سے زیادہ موجودتھی۔ نیزامام مالک کےنزدیک اس وقت ناجائز ہے جب ٹوٹے سینگ سے خون جاری ہو، ورنہ سینگ ٹوٹے جانورکی قربانی ان کےنزدیک مطلقا جائز ہے۔

... پس صورت مسئولہ میں اگراس بھینس کی اندرونی سینگ بالکل صحیح سالم پوری کی پوری موجودتھی اورصرف خول کا کچھ حصہ کاٹ دیا گیا تھا تو قربانی جائز ہوگی۔

کتبہ: عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری۔ (۱)

فتویٰ(۵) سوال: بکرجب عیدالاضحی کاوقت قریب ہوتا ہےتو زید سےقربانی کے جانور کے بارے میں اختلاف کرتا ہے، اورزید سے کہتا ہےکہ قربانی کا جانورجب تک دو دانت نہ ہواس وقت تک اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور بکرکہتا ہے کہ اس کی قید نہیں ہے،

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ،ترتیب وتحقیق : مولانا حافظ عبد اللطیف اثری ، 2/160-162،مکتبہ الفہیم ،مئوناتھ بھنجن،یوپی،2018ء۔

بغیر دو دانت کے بھی جائز ہے، اب حق پر کون ہے، بذریعہ قرآن وحدیث ان مسائل بالا مفصل جواب دے کر سائل کو مطمئن فرمائیں؟

جواب: یہی قول صحیح ہے کہ قربانی اسی گائے، بکرے، بھینس، اونٹ کی جائز ہے جس کے دودھ کے اگلے دانت گر گئے ہوں اور ان کی جگہ دوسرے دو دانت نکل آئے ہوں، یعنی قربانی ادنت کی جائز نہیں، قربانی کے جانور کا دانتا ہونا ضروری ہے...

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوری/ جمعہ، رجب ۱۳۹۴ھ)۔(۱)

(۴) محقق العصر مولانا عبدالقادر حصاروی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: بھینس یا بھینسا جو مشہور جانور ہے کیا اس کی قربانی شریعت سے ثابت ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیے، آپ کی تحقیق مسائل سے میری تسلی ہو جاتی ہے۔

(السائل: محمد حسین بن اسماعیل رئیس صدر شعبہ اسلامیات لارنس کالج مری پنجاب)

جواب: الحمد لله رب العالمين، أما بعد: فأقول وبالله التوفيق:

واضح ہو کہ بھینس۔بھینسا جو مشہور حیوان ہے اور پنجاب وغیرہ ملک عجم میں عام پایا جاتا ہے۔ عہد نبوی وصحابہ میں ملک عرب خصوصاً حجاز میں پایا نہیں گیا۔کتاب وسنت میں خصوصی طور پر اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ یہ ملک عجم کی پیداوار ہے اس لیے اس کا نام معرب جاموس ہے حیوۃ الحیوان ج ۱ ص ۲۳۲ میں ہے علامہ دمیری فرماتے ہیں: ''الْجَامُوسُ وَاحِدُ الْجَوَامِيسِ،

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ، ترتیب وتحقیق: مولانا حافظ عبداللطیف اثری ،2/ 50، نیز دیکھئے: 2/ 46،مکتبہ الفہیم ،مئوناتھ بھنجن، یوپی، 2018ء۔

فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ''۔ ''یعنی جاموس جوامیس صیغہ جمع کا واحد ہے'' یہ لفظ فارسی سے معرب ہے جیسے بھیڑ، دنبہ، بکری کی جنس سے ہیں اس طرح جاموس بقر یعنی بھینس گائے کی جنس سے ہے چنانچہ حیوۃ الحیوان کے صفحہ محولہ میں لکھا ''حکمہ وخواصہ کالبقر ''یعنی بھینس کا حکم مثل گائے کے ہے یعنی اس کی جنس سے ہے۔ ھدایہ فقہ کی مشہور درسی کتاب کی جلد ۲ ص ۲۲۹ میں یہ لکھا ہے: ''وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ''یعنی قربانی کے بارے میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے'' کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے کتاب الزکوٰۃ میں زکوٰۃ کے احکام بیان فرماتے ہوئے کہا: کہ ایک اثر باسنادہ یوں درج کیا ہے۔ ''ابوبکر قال حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ، عَنْ أَشْعَثَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، أَنَّهُ كَانَ يقول : الجواميس بمنزلة البقر ''یعنی امام حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے'' یعنی جیسے تیس گایوں پر زکوٰۃ ہے ویسے ہی تیس بھینسوں پر ہے امام حسن بصری نے بہت سے صحابہ کرام سے علم قرآن وحدیث کا حاصل کیا ہے انہوں نے بھینس کو گائے کی جنس سے ٹھہرا کر اس پر وہی حکم لگایا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب موطا (مع شرح مصفیٰ) کے (ص ۲۱۳) میں حیوانوں کی زکوٰۃ کا حکم بیان فرماتے ہوئے ایک مقام پر یہ لکھا ہے: قال مالک فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو الخ۔ ''یعنی امام مالک نے فرمایا کہ جیسے گوسفند اور بکری سے زکوٰۃ لینے کی تفصیل بیان ہوئی ہے ایسے ہی عربی اونٹوں اور بختی اونٹوں اور گائیوں اور بھینسوں سے زکوٰۃ لینی چاہیئے'' امام مالک تبع تابعین میں سے ہیں جو جاموس کو گائے ساتھ شمار کرتے ہیں۔ پس تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں جاموس گائے کی جنس میں

شمار ہوا۔کنوز الحقائق میں ایک روایت یوں درج ہے۔"الجاموس تجزي عَن سَبْعَة فِي الْأُضْحِية"،یعنی بھینس قربانی میں سات کی طرف سے شمار ہے۔اس حدیث کی اسناد کا کچھ علم نہیں۔(کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کا حوالہ ہے اور معلوم ہے کہ فردوس کی روایات عموماً کمزور ہوتی ہیں،کنز العمال کے مقدمہ میں بحوالہ حافظ سیوطی جن چار کتابوں کی روایتوں کو علی العموم کمزور کہا ہے ان میں اس کا بھی شمار ہے۔والديلمى فى مسند الفردوس، فهو ضعيف فيستغنى بالعزو إليها أو إلى بعضها عن بيان ضعفه (جلد اول،ص ۳)۔لیکن جاموس کو گائے کے ساتھ شمار کرنے میں اکابر محدثین کا مسلک ہے۔چنانچہ مرعاة المفاتیح جلد ۲ / ۳۰۳ میں ہے:

"لما رأى الفقهاء مالكاً والحسن وعمر بن عبد العزيز وأبايوسف وابن مهدي ونحوهم أنهم جعلوا الجاموس في الزكاة كالبقر فهم من ذلك أن الجاموس ضرب من البقر، فعبر عن ذلك بأنه نوع منه"۔

یعنی فقہاء محدثین امام مالک امام حسن بصری، امام عمر بن عبدالعزیز، قاضی ابو یوسف، امام ابن مہدی وغیرہ جاموس کو گائے کی ایک قسم شمار کرتے ہیں، اس لئے زکوٰۃ بھینس کی گائے کے حساب سے بیان کرتے ہیں۔

نیز یہ لکھا ہے:"اعلم أنه لا يجزئ في الأضحية غير بهيمة الأنعام لقوله تعالى: {ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام}، وهي الإبل والبقر والغنم، والغنم صنفان: المعز والضأن"-

یعنی یہ بات جان لینی چاہئے کہ بہیمۃ الانعام کے بغیر کوئی جانور قربانی میں کفایت نہیں

کرسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن میں یہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کا نام قربانی کے مویشیوں پر یاد کریں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں اور وہ اونٹ، گائے اور غنم ہیں۔ غنم کی دو قسمیں ہیں: ایک بکری دوسری بھیڑ۔ ان جانوروں کے بغیر کسی جانور کی قربانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے منقول نہیں ہے، پھر لکھتے ہیں: ''فمذهب الحنفية وغيرهم جواز التضحية به'' یعنی ''مذہب حنفی وغیرہ میں بھینس کی قربانی جائز لکھتے ہیں''۔ پھر یہ لکھا ہے: ''قالوا: لأن الجاموس نوع من البقر، ويؤيد ذلك أن الجاموس في الزكاة كالبقرة، فيكون في الأضحية أيضاً مثلها'' یعنی ''فقہاء حنیفہ وغیرہ یہ لکھتے ہیں کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے اور ان کی تائید یہ بات کرتی ہے کہ بھینس زکوٰۃ کے بارے میں مثل گائے کے ہے تو قربانی میں بھی اس کی مثل ہے''۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ بھینس حلال ہے، اس کی دلیل سورۃ مائدہ کی آیت ہے: (أُحِلَّتۡ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلۡأَنۡعَٰمِ) (تمہارے لئے چار پائے مویشی حلال کئے گئے ہیں) تفسیر خازن وغیرہ میں سب چار پائے حیوانوں کو جو مویشی ہیں-گھوڑے کی طرح سم دار نہیں اور نہ شکار کرنے والے درندے ہیں- سب کو بھیمۃ الانعام میں شمار کیا ہے، حتیٰ کہ ہرن اور نیل گائے جنگلی گدھا گورخر وغیرہ کو بھی بہیمۃ الانعام میں شمار کیا ہے، تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام میں داخل ہے، اس لئے یہ حلال ہے، اور بہیمۃ الانعام کی قربانی نص قرآن سے ثابت ہے چنانچہ سورۃ حج میں یہ آیت ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنسَكًا لِّيَذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِ﴾ یعنی ''ہم نے ہر امت کے لیے طریقہ قربانی کرنے کا مقرر کیا ہے تاکہ اللہ کا نام ذبح کے وقت ان مویشیوں پر ذکر کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں اور انہوں نے پال رکھے ہیں۔ موضح القرآن میں

بہیمۃ الانعام پر لکھا ہے:" انعام وہ جانور ہیں جن کو لوگ پالتے ہیں کھانے کو، جیسے گائے، بکری، بھیڑ، جنگل کے ہرن اور نیل گائے وغیرہ اس میں داخل ہیں کہ جنس ایک ہے"۔

بنابریں بھینس بھی بہیمۃ الانعام میں داخل ہے چنانچہ فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱/ص ۵۲۰/میں سوال وجواب یوں درج ہیں:

سوال : بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے اور اس کی قربانی بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہوتو استدلال کیا ہے، حضور سرور کائنات ﷺ نے خود اجازت فرمائی ہے، یا عمل صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

جواب : جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں:﴿ قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطۡعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيۡتَةً أَوۡ دَمًا مَّسۡفُوحًا ﴾[الأنعام:145]۔ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے بھینس ان میں نہیں (وہ حلال ہے) اس کے علاوہ عرب کے لوگ بھینس کو بقرہ (گائے) میں داخل سمجھتے ہیں (تشریح)"حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی نہ سنت رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ سے" ہاں اگر اس کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الھدایہ)، یا عموم بہیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کیلئے یہ علت کافی ہے۔

میں (عبد القادر حصاری) کہتا ہوں کہ بھینس کو بہیمۃ الانعام میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے' قرآنی نص بہیمۃ الانعام کا لفظ عام ہے جس کیلئے کئی افراد ہیں، گائے، بکری وغیرہ۔تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام کا ایک فرد ہے، بہیمۃ الانعام کی قربانی منصوص ہے' تو بھینس کی قربانی بھی نص

قرآنی سے ثابت ہوگئی۔ باقی رہی یہ بات کہ سنت رسول سنت صحابہ نہیں ہے تو جواز کو مانع نہیں ہے، دیکھئے: ریل، جہاز، سائیکل، موٹر کار وغیرہ کا وجود عہد نبوی میں نہ تھا، ان کی سواری نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہے؛ تاہم یہ سب چیزیں عموم [۱] کے تحت آجاتی ہیں۔ اور علماء اسلام ریل، موٹر سائیکل وغیرہ پر سوار ہوں گے یا اونٹ گھوڑے گدھے وغیرہ پر سوار ہوں گے۔ نیز نماز کی اذان عہد نبوی میں بلند مکان پر پڑھی جاتی تھی اور عہد سلف میں بلند مینار پڑھی جاتی تھی اور اسوقت لاؤڈ اسپیکر نہ تھا لیکن اب مسجدوں کے اندر لاؤڈ اسپیکر نصب ہیں اور اذان مسجد کے اندر کہی جاتی ہے۔ پہلا مسنون طریقہ ہے اور دوسرے مروجہ کو جائز کہا جائے گا۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ بکری گائے کی قربانی مسنون ہے تاہم بھینس بھینسا کی قربانی بھی جائز اور مشروع ہے، اور ناجائز لکھنے والے کا مسلک درست نہیں فقط۔

عبدالقادر عارف الحصاری [۲]۔

نوٹ: واضح رہے کہ علامہ حصاری رحمہ اللہ پہلے بھینس کی قربانی کے عدم جواز کے قائل تھے، اور اس سلسلہ میں انہوں نے عدم جواز کا فتویٰ بھی دیا تھا۔ [۳]

---

(۱) عموم سے مراد یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۸﴾ اس عہد کی تمام سواریوں کا ذکر کے فرمایا پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے (الراقم علی محمد سعیدی)۔

(۲) دیکھئے: اخبار الاعتصام لاہور جلد ۲۶ شمارہ ۱۵، مورخہ ۸ / نومبر ۱۹۷۴ء۔ نیز دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ و مقالات علمیہ، تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ 5 / 442-446، ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور۔ وفتاویٰ علماء حدیث، ترتیب ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال، 13 / 71-74، ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال۔

(۳) دیکھئے: تنظیم اہل حدیث، جلد 16، شمارہ 42، 17 اپریل 1964ء، نیز دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ و مقالات علمیہ، (5/436-441)۔

الحمدللہ پھر اس کی قربانی کے جواز کے قائل ہوئے‘ دلائل کے واضح ہونے پر حق کی طرف رجوع کیا اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا، اور

”بھینسے (کٹے) کی قربانی پر دو متعارض فتوے اور ان کا تحقیق حل“

کے عنوان سے عدم جواز اور جواز کے دو متعارض فتووں میں تصفیہ کے سلسلہ میں دلائل کی روشنی میں حق واضح ہونے پر متعدد اہل علم کے رجوع الی الحق کی مثالیں پیش کر کے، اپنے رجوع کا اعلان کیا اور واضح کیا کہ پہلا فتویٰ (عدم جواز) مرفوع ومنسوخ ہے اور دوسرا فتویٰ (جواز) قابل اخذ وعمل ہے، چنانچہ اس کے بعد فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ اس تعارض کے دو جواب ہیں- ایک اصولی، دوسرا تحقیقی۔ اصولی جواب یہ ہے کہ بخاری شریف (جلد ا/ص ۹۶) میں ہے کہ امام حمیدی استاد امام بخاری اور تلمیذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعا نے فرمایا ہے کہ دو احادیث میں تعارض واقع ہو تو قاعدہ یہ ہے: إنما یوخذ بالآخر۔ ”کہ دوسرے حکم کو لیا جائے گا“۔ اور پہلا مرفوع الحکم ہوگا۔ پس اُس قاعدہ کی رو سے کمترین حصاری کا دوسرا فتویٰ مندرجہ اخبار الاعتصام قابل اخذ ہے۔ پہلا فتویٰ عدم جواز مرفوع ہے۔ ہاں سنت تو ان جانوروں کی ہے، دنبہ، بکری، گائے، اونٹ۔ لیکن بھینس وغیرہ جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ جیسے اونٹ، گھوڑا، گدھا، خچر کی سواری سنت ہے اور سائیکل، موٹر سواری، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ کی سواری جائز ہے۔ اسی طرح کسی بلند مکان اور منار وغیرہ پر اذان کہنی سنت اور مسجدوں کے اندر لاؤڈ سپیکر پر اذان کہنا مباح ہے۔ اسی طرح ہاتھ کی انگلیوں سے کھانا کھانا اور ان کو چاٹنا سنت ہے اور چمچوں سے کھانا مباح ہے۔ اسی طرح سنت اور جواز کا مقابلہ بہت سے کاموں اور چیزوں میں ہے۔

دوسرا تفصیلی جواب یہ ہے کہ بھینس کی قربانی سنت تو نہیں ہے کیونکہ خاص صریح ذکر اس کا کسی نص شرعی میں نہیں پایا گیا، البتہ جائز اور درست ہے۔عموم ادلہ سے علماء نے استخراج اس کا کیا ہے۔(آگے علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ اشیاء کی پہچان میں محاورہ اہل عرب کا معتبر ہے کہ شریعت الٰہی ان کی زبان پر نازل ہوئی ہے۔علماء اہل پنجاب وعجم کا نہیں کہ یہ اہل زبان نہیں ہیں۔

حیاۃ الحیوان علامہ دمیری کی مشہور کتاب ہے جو حیوانات کے بیان اور پہچان میں نہایت معتبر اور قابل اعتماد ہے، اس کی جلد ۱/ص ۱۳۲/ میں یہ لکھا ہے کہ حرف جیم میں جاموس کا بیان ہے۔"حکمه وخواصه کالبقر "یعنی اُس کے خواص اور اس کا حکم شرعی مثل گائے کے ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ اہل عرب بھینس کو گائے کی جنس سے شمار کرتے ہیں، اس لیے اگر تیس بھینس ہوں گی تو مثل گائے کے ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔

اور حیاۃ الحیوان کے ص-۱۶۰/ میں یہ لکھا ہے: قال الرافعی: قیاس تکمیل النصاب بإدخال الجاموس فی البقر فی الزکوٰۃ دخولھا منھا۔"یعنی امام رافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ میں گائے کے نصاب کو پورا کرنے کے لیے بھینسوں کو گائے کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔قیاس یہی چاہتا ہے' کیونکہ بھینس گائے کی جنس میں داخل ہے یعنی اگر بیس گائے کسی کے پاس ہوں اور دس بھینسیں ہوں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

موطا امام مالک مع شرح زرقانی (۲/ ۱۱۶) میں لکھا ہے: وقال مالک وکذلک البقر والجوامیس یجمع فی الصدقة وقال: إنما ھی بقر۔یعنی" امام الائمہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کا نصاب بھیڑوں کو ملا کر پورا کیا جاتا ہے، اسی طرح گایوں

کے ساتھ بھینسوں کو شامل کر کے گایوں کا نصاب پورا کیا جائے گا کیونکہ یہ سب گائیں ہیں۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: جو امیس جمع جاموس نوع من البقر-یعنی: ''لفظ جوامیس جو امام مالک کے قول میں مذکور ہے، جاموس کی جمع ہے اور جاموس یعنی بھینس یہ گائے کی قسم سے ہے''۔

میں کہتا ہوں: کہ جیسے دنبہ اور بھیڑ بکری کی قسم سے ہیں، اسی طرح بھینس گائے کی قسم سے ہے۔ جیسے زکوٰۃ اور قربانی میں بکری اور بھیڑ کا حکم یکساں ہے، اسی طرح بھینس اور گائے کا حکم یکساں ہے۔ حالانکہ بظاہر دنبہ، بھیڑ کو دیکھا جائے تو ان کی صورت، سیرت اور خواص بکری سے الگ الگ ہیں۔ تاہم شارع نے دنبہ، بھیڑ کو بکری کے حکم میں یکساں قرار دیا ہے، جس سے انکار کرنا مکابرہ ہے۔

فتاویٰ ستاریہ جو مرکزی علماء غرباء اہلحدیث کا مشہور فتاویٰ ہے، اس کی جلد-۳/ص-۲/ میں ایک سوال وجواب میں لکھا ہے کہ کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

(جواب) جائز ہے کیونکہ بھینس اور گائے کا ایک حکم ہے۔

الفتح الربانی شرح مسند احمد جلد-۱۳/ص-۶۷/ میں لکھا ہے:''نقل جماعة من العلماء الإجماع على التضحية لا تصح إلا ببهيمة الأنعام: الإبل بجميع أنواعها، والبقر ومثله الجاموس''اس بات پر ایک جماعت علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ چار پایوں کے بغیر کسی جانور کی قربانی صحیح نہیں ہے، جیسے اونٹ اور اس کی سب قسمیں اور گائے اور مثل اس کی بھینس ہے''۔

نیز الفتح الربانی جلد-۸/ص-۲۳/ میں زکوٰۃ سائمہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

جانوروں کی عمریں قربانی کے بارے میں لکھی ہیں: وفی البقر والجاموس ماله سنتان۔ یعنی ''گائے اور بھینس میں ثنی وہ ہے جو دو سال کا ہو''۔

نیز امام مالک کا قول یہ نقل کیا ہے: الثنی من البقر والجاموس ما دخل السنة الرابعة۔ یعنی ''ثنی گائے اور بھینس کا وہ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو''۔ اس تصریح سے یہ ظاہر ہوا کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں ملک عرب میں خصوصاً حجاز میں بھیس نایاب تھی، اس لیے اس کا ذکر نہ ہوا۔ جب اس کا وجود تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں پایا گیا تو اس کا ذکر اور حکم بھی ائمہ دین اور فقہاء اسلام نے بیان کر دیا۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کی کتاب الزکوٰۃ میں ص-۶۴/ پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے: ''في الجواميس تعد في الصدقة'' یعنی ''بھینس بھی زکوٰۃ میں شمار کی جائے گی''۔ پھر اس کے ثبوت میں امام حسن بصری تابعی سے یہ نقل کیا ہے: أنه كان يقول: ''الجواميس بمنزلة البقر'' یعنی ''امام بصری فرمایا کرتے تھے کہ بھینس کا وہی حکم ہے جو گائے کا ہے''۔ ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب بھینس بمنزلہ گائے ہوئے تو قربانی بھی بمنزلہ گائے ہوئی کہ اس میں اشتراک سات شخصوں کا جائز ہوگا۔ فقہ حنفیہ کی کتاب ہدایہ مشہور اور درسی کتاب ہے جو حنفیہ کی درس گاہوں بلکہ اہل حدیث کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے اور نصاب تعلیم میں داخل ہے، اور فتاویٰ نذیر یہ تو ہدایہ کے مسائل سے بھرپور ہے۔ اس کی جلد ۲، ص ۴۴۹ میں یہ لکھا ہے: ''ويدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه''-(کتاب الاضحیہ) یعنی ''قربانی کے بارے میں بھینس گائے میں داخل ہے، کیونکہ اس کی جنس سے ہے''۔

اور جلد ا،ص ۱۹۰ رمیں ہے: ”والجواميس والبقر سواء لأن اسم البقر يتناولهما إذ هو نوع منه“- یعنی ”بھینس اور گائے احکام شرعیہ میں برابر ہیں اور بقر کا نام دونوں کو شامل ہے، کیونکہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے“۔

پھر لکھتے ہیں: ” إلا أن أوهام الناس لا تسبق إليه في ديارنا لقلته “- یعنی ”لیکن عوام کا بھینس کی طرف رجحان نہیں ہوتا، کیونکہ ہمارے ملک عرب میں اس کی قلت ہے“۔

امام مالک نے جو موطا میں بھینسوں پر زکوٰۃ فرض لکھی ہے، اس پر (مسویٰ حاشیہ موطا) میں یہ لکھا ہے: وهو قول الفقهاء- ”کہ فقہاء کا بھی یہی قول ہے“۔کہ بھینس گائے کی قسم سے ہے اور اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مخفی نہ رہے کہ موطا امام مالک حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے، جس میں بھینس کو گائے کی جنس شمار کیا گیا ہے اور امام الائمہ امام مالک تبع تابعی ہیں جن کے اسماء الرجال میں بڑے مناقب لکھے ہیں۔استاذ الائمہ تھے، امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ جیسے اکابر امام ان کے شاگرد تھے۔وہ بھینس کو گائے کی جنس قرار دیتے ہیں، جن کے مناقب کتب اسماء الرجال میں بہت لکھے ہیں۔جب وہ پیدا ہوئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ان کے حلق میں شیرینی لگائی اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دودھ پلایا ہے۔(اِکمال)[۱] ایسے عظیم الشان تابعی کا قول بھی اس سلسلہ میں حجت ہے۔وہ بھینس کو گائے کی قسم میں شمار کرتے ہیں اور دیگر علماء اہل عرب ان کے موید ہیں۔

پس علماء اہل پنجاب کا قول ان کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

(۱) یہ بات مجھے مذکورہ حوالہ اور دیگر میسر مراجع میں نہیں مل سکی۔(مرتب)

حافظ عبداللہ محدث روپڑی اورعلامہ عبیداللہ محدث مبارکپوری رحمہما اللہ پر اظہار تعجب:

لکھتے ہیں: مجھے ملک پنجاب کے دو فاضلوں اور محدثوں پر تعجب ہوا کہ بھینس کے بارے میں فقہاء کے مقابلہ میں بہت الجھے ہیں۔ ایک تو مولانا حافظ عبداللہ مرحوم روپڑی اور دوسرے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری۔ دونوں بزرگوں نے مسئلہ زکوٰۃ میں تو گایوں کے ساتھ بھینس کو شامل کرلیا اور مسئلہ قربانی میں بھینس کو گائے سے الگ کردیا۔

بندہ راقم الحروف اپنے علم اور تحقیق پر توان دو بزرگ علاموں کے علم اور تحقیق کو ترجیح دے سکتا ہے لیکن فقہاء سابقین کے مقابلہ میں نہیں دے سکتا کہ وہ علم وعمل وفقاہت میں ان سے فائق تھے اور وہ اہل عرب تھے اور یہ ہردو محققین عجمی ہیں۔

مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری نے مشکوٰۃ کی شرح مرعاۃ المفاتیح میں حنفیہ کا مذہب مدلل بیان فرما کر پھر تنقید اور جرح شروع کردی۔ فرماتے ہیں: والأمر ليس عندي واضح- یعنی ''حنفیہ کا مسلک اور استدلال واضح نہیں ہے''۔ پھر تبصرہ یوں کرتے ہیں: حنفیہ کو یہ اعتراف ہے کہ لوگوں کے عرف عام میں بھینس گائے سے غیر جنس ہے کہ بظاہر دونوں کی شکل وصورت حلیہ میں اختلاف عظیم ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ الزام حنفیہ پر غلط ہے۔ اوپر کے بیان میں ہدایہ کے حوالہ سے یہ گزرچکا ہے کہ بھینس اور گائے کی ایک ہی جنس ہے اور وہ حکم میں برابر ہے۔ باقی رہا مولانا کا یہ فرمان کہ گائے اور بھینس کے حلیہ اور شکل میں تفاوت ہے، سو یہ شبہ اہل حدیث کو بھی ہوسکتا ہے کہ بکری، بکرا اور بھیڑ، دنبہ، چھترا سب کو کھڑا کر کے انصاف کرلیں کہ ان کے حلیہ اور شکل میں زمین

آسمان کا فرق ہے اور شرعاً بھی فرق ہے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ: "الإجماع علی أنه یجزئ الجذعة من الضأن و أنه لا یجزی جزع من المعز"۔ یعنی اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قربانی میں بھیڑ کا جذعہ کفایت کر جائے گا اور بکری کا جذعہ کفایت نہ کرے گا۔

جب ان کی شکل اور حلیہ اور حکم شرعی میں تفاوت ہے تو پھر زکوٰۃ اور قربانی میں ان کو برابر اور یک جنس کیوں قرار دیا گیا ہے۔ ما هو جوابکم عن هذا الکلام فهو جواب عن الحنفیة۔

پھر گائے اور بھینس کے غیر جنس ہونے پر یہ ثبوت دیا ہے کہ اگر کوئی یہ قسم کھالے کہ واللہ، باللہ، تاللہ میں گائے کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور پھر وہ بھینس کا گوشت کھالے تو حانث نہ ہوگا۔[1]

(۵) محدث دوراں حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: فتویٰ دیں کہ آیا بھینس بھینسا بھی گائے بیل کی طرح قربان ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ لوگ شک میں ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے، اور ہم لوگ کہتے ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے۔

جواب:

بھینس بھی "بقر" میں شامل ہے، اس کی قربانی جائز ہے۔[2]

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ، (5/ 446-457)۔ اس شبہہ کے ازالہ کے لئے دیکھئے: کتاب کا ص (۲۳۰)۔

(۲) دیکھئے: ہفت روزہ الاعتصام ج 20 شمارہ 9، 10 ص 29، 27/ستمبر 1968ء، نیز دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، حافظ نعیم الحق ملتانی (ص: 203)۔

(٦) فضیلۃ الشیخ مفتی حبیب الرحمن فیضی اعظمی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ بھینس کی قربانی عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ جو کچھ ادلہ صحیحہ سے ثابت ہو تحریر فرمادیں، بینوا توجروا۔ والسلام۔

السائل: محمد یونس۔ پڑہا، نیپال۔

الجواب هو الموفق للصواب:

قربانی کے جانور کے لئے قرآن میں بھیمۃ الأنعام کا لفظ ذکر کیا گیا ہے، اگر چہ بعض آیات میں انعام کی تفسیر سے بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ کا معنیٰ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ''ومن المعز اثنین'' وغیرہ، لیکن انعام کے ساتھ قربانی کے جانور میں بھیمۃ الأنعام فرمایا گیا ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے خواہ، بکری، اونٹ، گائے اور بھیڑ ہو یا اس کے علاوہ جیسا کہ تفسیر مظہری اور تفہیم القرآن میں شروع سورۃ الأنعام میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نیز کبش کی قربانی نبی ﷺ سے ثابت ہے جو معز اور ضان یعنی بھیڑ اور بکری کے اندر داخل نہیں ہے، بلکہ ایک دوسری نوع ہے، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور انہی جانوروں میں منحصر نہیں ہیں، اسی لئے بعض صحابہ نے گھوڑے کی قربانی کی ہے، جیسا کہ سبل السلام ج ۲ص ۲۰۶ میں بعض صحابہ حضرت اسماء اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے گھوڑے کی قربانی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنبہ اور گھوڑا بھی بھیمۃ الأنعام کے اندر داخل ہیں جن کی قربانی بعض صحابہ نے کی ہے [1]، اسی بنا پر بھینس اگر چہ بالکل گائے کے مشابہ نہیں ہے لیکن گائے کے حکم میں داخل مانی گئی ہے، جس طرح گھوڑا ان چاروں قسم کے جانوروں کے مشابہ نہیں ہے اور دنبہ بھی بکری اور بھیڑ کے مشابہ نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دنبہ کی قربانی کی ہے اور بعض صحابہ نے گھوڑے کی قربانی کی ہے، اسی طرح بھینس کو گائے کے حکم میں مان کر اور

(۱) گھوڑے سے متعلق روایتیں عام ذبیحہ کے سیاق میں ہیں قربانی کے بارے میں نہیں، سامحہ اللہ۔ واللہ أعلم (مرتب)

بھیمۃ الأنعام کے عموم میں داخل کر کے اس کی قربانی کی جائے تو درست ہے‘ جیسا کہ امام مالک نے زکاۃ کے مسئلہ میں بھینس کو گائے کے حکم میں مان کر زکاۃ دینے کا حکم دیا جو عبادت مالیہ بھی ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ بھینس کو بھیمۃ الأنعام میں نہ مانا جائے، گرچہ انہی جانوروں کی قربانی افضل ہے جن کی قربانی نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ چونکہ اُس زمانہ میں بھینس کا وجود نہیں تھا اور فی زمانہ بھینس کا وجود ہے‘ پس بعض مجبوریوں کی بنا پر جبکہ کسی ملک میں گائے وغیرہ کی قربانی کی ممانعت ہے تو ایسی صورت میں جواز کے طور پر بھینس کی قربانی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بہت سی چیزیں نبی ﷺ کے دور میں نہیں تھیں، نہ ان کے زکاۃ وصدقہ دینے کا ثبوت ملتا ہے، مثلاً گیہوں نبی ﷺ کے زمانہ میں صحیح مرفوع روایت کی بنا پر اتنا زیادہ نہیں تھا کہ اس کی زکاۃ الفطر ادا کی جائے جیسا کہ فتح الباری میں ابن المنذر نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں گیہوں ’’شیء یسیر‘‘ تھا، اسی لئے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی عام غذا کے اندر گیہوں کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن جب صحابہ کے زمانہ میں گیہوں آیا تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس میں زکاۃ الفطر کتنی دی جائے؟ اگر نبی ﷺ کے زمانہ میں گیہوں سے صدقۃ الفطر دینے کا صریح ثبوت ہوتا تو صحابہ کے زمانہ میں یہ اختلاف نہ ہوتا کہ گیہوں میں نصف صاع دیا جائے یا ایک صاع! بہر حال گیہوں صدقۃ الفطر میں دیا گیا، اسی طرح چاول اور اس قسم کے بہت سے غلے جو نبی ﷺ کے زمانہ میں نہیں پائے جاتے تھے لیکن آج ان کا وجود ہے‘ اور ان کا صدقہ دینا سبھی علماء کے نزدیک جائز ہے۔ بناءً علیہ ایسی مجبوری کی حالت میں جبکہ دوسرے جانوروں کے ذبح کی ممانعت ہو یا آسانی سے وہ جانور نہیں مل پاتے ہوں جو نبی ﷺ کے زمانہ میں پائے جاتے تھے اور جن کی قربانی آپ نے کی ہے‘ تو ان جانوروں کی قربانی یقیناً جائز ہے جو بھیمۃ الأنعام کے اندر داخل ہیں۔ ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب۔

(مہر: امین عام الجامعۃ الاسلامیہ فیض عام)
(مہر: دارالافتاء فیض عام، مئو، اعظم گڑھ)

کتبہ: حبیب الرحمن الفیضی الأعظمی
۱۹/ نومبر ۱۹۸۲ء

(۷) محدث کبیر علامہ عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

مذاکرہ علمیہ: بھینس کی قربانی

[کہاں ہیں بھینس کی قربانی کو ''خنزیر کی قربانی'' سے تشبیہ دینے والے۔۔۔مولانا۔۔۔ صاحب؟ اور کدھر ہے مجہول ۔۔۔۔۔مصنوعی نام بنام ''اکبر عباسی'' پچاس روپئے انعام کا چیلنج کرنے والا؟ اب ''ثمانیة أزواج '' سے گزارش ہے کہ ''هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ''، '' فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا''۔۔۔۔''وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا''۔۔۔''تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا'']۔(مدیر)

اخبار اہل حدیث مجریہ یکم و دو اکتوبر ۱۹۵۲ء میں بضمن مذاکرہ علمیہ نمبر ا میں مولانا ابوالعلاء نظر احمد صاحب سہسوانی کا مضمون نظر سے گذرا، اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: ہاں اگر اس (جاموس) کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے۔۔۔تو حکم جواز قربانی کے لئے یہ علت کافی ہے۔مجھے کہنے دیجئے کہ حنفیہ کا نام ایک اکیلا پڑ گیا ہے، موطا امام مالک جسے ایک جم غفیر نے اصح الکتب تسلیم کیا ہوا ہے، مطبوعہ مجتبائی ص ۱۱۱ میں ہے ''إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ''یعنی بھینس اور گائے یہ سب حقیقت میں ایک ہی جنس ہیں۔مدونہ ۱/ ۳۵۵ میں ہے:'' قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ وَقَالَ سُفْيَانُ وَمَالِكٌ: إِنَّ الْجَوَامِيسَ مِنَ الْبَقَرِ ''۔یعنی ابن مہدی، سفیان اور امام مالک کہتے ہیں کہ بھینس گائے سے ہی ہے، اور مدونہ ۱/ ۳۵۵ ہی میں ہے:''قَالَ ابْنُ وَهْبٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَمَالِكٌ: سُنَّةُ الْجَوَامِيسِ فِي السِّعَايَةِ وَسُنَّةُ الْبَقَرِ سَوَاءٌ''۔

اور ابن ابی شیبہ ۳/ ۲۲۰، میں ہے:''الجواميس تعد في الصدقة، و عن الحسن

أنه كان يقول: الجواميس بمنزلة البقر"۔ علامہ ابوعبید قاسم بن سلام اپنی کتاب "الاموال" کے ص ۴۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں: "فَإِذَا خَالَطَتِ الْبَقَرَ جَوَامِيسُ فَسُنَّتُهَا وَاحِدَةٌ، وَفِي ذَلِكَ اثَارٌ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَتَبَ أَنْ تُؤْخَذَ صَدَقَةُ الْجَوَامِيسِ كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ الْبَقَرِ. وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ. وعَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: الْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ"۔

یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد، امام لیث، امام مالک، امام سفیان، ابن مہدی، اور دیگر ائمہ بھی جاموس کو گائے ہی سے شمار کرتے ہیں۔ "جاموس" معرب ہے گاؤ میش سے، گویا اس کا نام ہی ظاہر کررہا ہے کہ یہ ایک گائے ہی کی قسم ہے، اس بارے میں حنفیہ ہی کی انگشت نمائی کرنا انصاف سے بعید ہے، یا کوتاہ نظری اس کا باعث ہو۔

بھینس ذوات ظلف "کھر" سے ہے جیسے گائے ذوات ظلف سے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حجاز میں بھینس کا وجود نہ تھا لیکن مصر میں یہ ضرور پائی جاتی تھی، اور اس کی موجودگی کا علم حجاز والوں کو بھی قرن اول سے قریب تر زمانہ میں ہوگیا تھا، کیا اس کی حلت کے لئے کوئی نص شارع علیہ السلام سے منقول ہے؟ کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کا گوشت کھانے اور دودھ پینے کی تنصیص رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں تو اس کے گوشت اور دودھ کا استعمال خلاف شرع ہے، نیز صحابہ کے عہد میں بھی اس کے دودھ اور گوشت کا وجود بطور اکل وشرب معلوم نہیں ہوتا، اس لئے ان دونوں چیزوں کے کھانے پینے سے دست برداری اختیار کرلینا چاہئے، حالانکہ یہ خیال غلط اور تعامل الناس کے خلاف ہے۔

تعجب کا مقام ہے کہ یوں تو بھینس کے گوشت اور دودھ کا کھانا پینا درست سمجھا جائے اور اس

کی قربانی کو ناجائز قرار دیا جائے! اگر یہ جنس بقر نہیں ہے بلکہ غیر ہے تو اس کی حلت کے لئے مستقل دلیل پیش کی جائے، یا پھر اس کا جنس بقر سے ہونا تسلیم کیا جائے، اور جس طرح ''ثمانیة ازواج'' سے قربانی کرنا جائز ہے اسی طرح بھینس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ بہیمہ اور انعام کی تعریف کر کے یا حنفیہ کی طرف منسوب کر کے جواز ثابت کرنا کمزور پہلو ہے، کھانے پینے کے لئے بھینس کو جنس بقر قرار دینا اور قربانی کے لئے جدا کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ صحیح یہ ہے کہ بھینس نہ صرف حنفیہ کے نزدیک بلکہ بالاتفاق ہر دو معاملوں میں بھینس گائے کی جنس سے ہے۔ واللہ اعلم۔ (مولانا) ابو عبدالکبیر عبدالجلیل السامرودی [۱]۔

(۸) فتاویٰ ستاریہ کا فتویٰ:

مرکزی علماء غرباء اہل حدیث کے مجموع فتاویٰ ''فتاویٰ ستاریہ'' میں ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا بھینس کی قربانی جائز ہے۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جائز ہے، کیونکہ بھینس اور گائے کا ایک ہی حکم ہے [۲]۔

(۱) مجلہ نور توحید لکھنؤ، 10 نومبر 1952ء، (ص: 15)۔

(۲) فتاوی ستاریہ جلد 3 ص 2۔ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث، 13 / 47، نیز دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ، تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ 5 / 455۔

(۹) علامہ نواب محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا فتویٰ:

علامہ نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی بخاری رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں ’’قربانی کے جانور کی عمر‘‘ کے تحت بطور دلیل جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث رسول ﷺ:

’’لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ‘‘[صحیح مسلم(3/1555)حدیث 1963]۔

دو دانت والے کے سوا ذبح نہ کرو، مگر کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا جذعہ (ایک سال کا) ذبح کرو۔

پیش کرنے کے بعد ’’مسنۃ‘‘ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

مسنۃ: ہر جانور میں سے ’’ثنی‘‘ کو کہتے ہیں اور ’’ثنی‘‘ بکری میں سے جو ایک سال مکمل کرنے کے بعد دوسرے میں ہو، اور گائے بھینس میں سے جو دو سال مکمل ہونے کے بعد تیسرے میں ہو، اور اونٹ جو پانچ سال مکمل کرنے کے بعد چھٹے میں ہو...‘‘۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رحمہ اللہ بھی بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل تھے، ورنہ گائے کے ساتھ بھینس کا ذکر نہ کرتے۔

(۱۰) محمد رفیق اثری کا فتویٰ:

استاذ العلماء شیخ محمد رفیق اثری (شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ، ضلع ملتان) کتاب ’’بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ‘‘ مولفہ حافظ نعیم الحق ملتانی (سابق مدرس جامعہ محمدیہ اہل حدیث

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ القنوجی البخاری ص 104، ترتیب محمد اشرف جاوید، ناشر مکتبۃ الفہیم، مئوناتھ بھنجن، یوپی۔

بہاولپور) پراپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"... یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا۔ چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔ جبکہ ایسے مسئلے میں شدت پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ... فروعی مسائل میں تحقیق حق کے لئے شخصیات سے ہٹ کر نفس دلائل کو دیکھنا، پرکھنا اور صحیح نتیجہ اخذ کرنا ہی سلفیین کا شیوہ ہے"۔(۱)

(۱۱) فضیلۃ الشیخ امین اللہ پشاوری کا فتویٰ:

علامہ شیخ امین اللہ پشاوری اپنے شہرہ آفاق "فتاوی الدین الخالص" میں لکھتے ہیں:

إفحام الجاسوس في أدلة حل الجاموس

(1252) وسئل: مراراً عن الجاموس هل يجوز أن يضحى به وما دليل حله؟

الجواب: الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله محمد واله وصحبه أجمعين، أما بعد: فههنا ثلاثة أمور: الأول: منشأ السؤال، الثاني: أدلة حل الجاموس، الثالث: الأضحية به.

1252- یہ سوال بارہا ہوا ہے کہ کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟ اور اس کے حلال ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحبہ أجمعین، أما بعد:

یہاں تین باتیں ہیں: ۱۔ یہ سوال پیدا کہاں سے ہوا؟ ۲۔ بھینس کے حلال ہونے کے

---

(۱) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، ص 35، دوسرا ایڈیشن۔

دلائل۔ ۳۔ بھینس کی قربانی۔

(پھر بھینس کی قربانی کے جواز کے دلائل پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

بھینس کی قربانی کی حلت کے دلائل بکثرت ہیں:

۱۔ کتاب وسنت جنہیں اللہ تعالیٰ نے واضح عربی زبان میں نازل فرمایا ہے، چنانچہ جو لفظ بھی کسی چیز پر دلالت کرتا ہے اس کا حکم اس لفظ کے تحت شامل ہوتا ہے، یہ کہنا درست نہیں کہ یہ صریح نہیں ہے، مثلاً لفظ ''غنم'' یعنی بکری، اس کے تحت جو بھی جانور شامل ہوگا، اس کا حکم بکری کا ہوگا، اسی طرح قرآن میں ''بقر'' یعنی گائے کا لفظ آیا ہے، اب زبان عرب میں جس کو بھی بقر کہا جائے گا اس کا حکم گائے ہی کا ہوگا، تمام باتوں میں؛ اس کی حلت میں، قربانی کرنے میں، اس کا گوشت کھانے، دودھ پینے اور زکاۃ کے وجوب وغیرہ میں۔

چنانچہ جس طرح بقر کا لفظ کالی، سفید اور زرد گایوں اور گائے کی تمام انواع پر بولا جاتا ہے اسی طرح جاموس یعنی بھینس پر بھی بولا جاتا ہے، لہٰذا تمام باتوں میں اس کا حکم بھی گایوں کا ہوگا، اور جو یہ دعویٰ کرے کہ بھینس یا کالی گائیں بقر کے لفظ میں نہیں آتیں، وہ دلیل پیش کرے۔ (پھر اہل لغت کے متعدد اقوال سے بھینس کو گائے کی نوع ثابت کیا ہے)

۲۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ گایوں کی طرح بھینس میں بھی زکاۃ واجب ہے، اور گائے کی طرح بھینس کو کھانا اور اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔ (پھر بھینس کے گائے کی جنس ہونے پر متعدد علماء سے اجماع نقل فرمایا ہے، اور ساتھ ہی مذاہب اربعہ کے علماء کے اقوال پیش کیا ہے)

۳۔ اس سلسلہ میں علی رضی اللہ عنہ، عکرمہ بن خالد، ابن سیرین وغیرہ کے آثار پیش کیا ہے۔

۴۔ نیز ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے، جنھوں نے کہا ہے کہ بعض اِکّے دُکّے اہل لغت نے بھینس کو گائے کی جنس قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کی بھی تردید کی ہے جنھوں نے بہیمۃ الانعام کو اونٹ، گائے، بکری اور مینڈھے کے ناموں میں محصور کر دیا ہے۔ (۱)

(۱۲) مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد عبید اللہ عفیف کا فتویٰ:

سوال: بھینس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ، بکری، دنبہ اور گائے کی قربانی دینی چاہئے، جیسے کہ ارشاد ہے:

﴿لِّيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ﴾ [الحج: ۳۴]۔

اور بظاہر بھینس گائے سے الگ دوسری قسم کا جانور معلوم ہوتا ہے۔ مگر لغت میں بھینس کو گائے کی قسم قرار دیا گیا ہے، چنانچہ منجد میں ہے:

"الجَامُوسُ جمعه جَوَامِيسُ صنف مِنْ كِبَارِ البَقَرِ، يكون داجنا منذ أصناف وحشيته" (ص 100)۔

کہ پالتو بھینس بڑی گائے کی ایک قسم ہے، اسی وجہ سے شوافع اور حنفیہ کے نزدیک بھینس کی قربانی جائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنْ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ والدربانية" (المجموع شرح المهذب، 8/308)۔

---

(۱) دیکھئے: فتاوی الدین الخالص (عربی)، از فضیلۃ الشیخ امین اللہ پشاوری، (6/390-398)۔

کہ قربانی کے جانوروں میں گائے کی تمام اقسام جائز ہیں، خواہ گائے عربی ہو یا فارسی یعنی بھینس۔

اور ہدایہ حنفیہ میں بھی اس کا جواز موجود ہے۔ بہرحال بھینس چونکہ حلال چوپایہ ہے، اور ''من بھیمۃ الانعام'' کے عموم میں داخل نہیں، مگر اہل لغت کے مطابق یہ گائے کی ایک بڑی قسم ہے، اس لئے اس کی قربانی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ تاہم یہ نہ تو سنت رسول اللہ ﷺ ہے نہ سنت صحابہ''۔(۱)

(۱۳) نامور محقق علامہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کا فتویٰ:

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

مذکورہ (آٹھ) جانوروں میں بھینس کا ذکر نہیں ہے، کیونکہ عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ) میں بھینس کا وجود نہیں، اس لئے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن و حدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے، تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

جیسا کہ (حیاۃ الحیوان، 1/ 182۔ لسان العرب، 6/ 43۔ المغرب فی ترتیب المعرب اور المصباح المنیر، 1/ 134) وغیرہ میں ہے۔ اسی طرح محدثین نے بھینس کو حکم زکاۃ میں گائے کے حکم میں رکھا ہے، یعنی گائے میں زکاۃ کا جو حساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکاۃ ادا کی جائے گی۔

---

(۱) فتاویٰ محمدیہ- منہج سلف صالحین کے مطابق، مفتی اعظم پاکستان حضرۃ العلام مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف، ترتیب ابو الحسن مبشر احمد ربانی، 1/ 592، ناشر مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

احناف نے (غالباً) اسی مشابہت حکم زکاۃ کی بنا پر اسے حکم قربانی میں بھی گائے کے حکم پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

”ویدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه“ (ہدایہ، کتاب الاضحیۃ، 2/433)۔

قربانی میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے، کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔

علماء اہل حدیث اس بارے میں مختلف الرائے ہیں، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتاویٰ ثنائیہ، 1/520)۔

مولانا عبد القادر عارف حصاری رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ایک محقق عالم تھے، ان کا بھی ایک فتویٰ کئی سال قبل (الاعتصام، 8 نومبر 1974ء) میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بھینس کی قربانی کے جواز میں دلائل مہیا فرمائے تھے۔

لیکن دوسری طرف بعض علماء اہل حدیث بر بنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل نہیں، جیسا کہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، چنانچہ وہ اس سوال کے جواب میں کہ کیا بھینسے (کٹے) کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ لکھتے ہیں:

”قرآن مجید پارہ ۸ رکوع ۴ میں بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ دنبہ، بکری، اونٹ گائے۔ بھینس ان چار میں نہیں۔ اور قربانی کے متعلق حکم ہے کہ بہیمۃ الانعام سے ہو۔ اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں زکاۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔۔۔ یاد رہے کہ بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں اور عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔۔۔ ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے اس میں بھی دونوں جہتوں پر عمل ہوگا۔ زکاۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے قربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اس بنا پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں،

اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ: ’’الْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ‘‘۔یعنی ’’بھینس گائے کی قسم ہے‘‘۔ یہ بھی اسی زکاۃ کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔(فتاویٰ اہل حدیث،2/466،467)۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ علماء اہل حدیث میں دو رائیں پائی جاتی ہیں،اس لئے اس مسئلہ میں تشدد اختیار کرنا صحیح نہیں ہے، اگر کوئی شخص بر بنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کا قائل نہ ہوتو اسے یہ رائے رکھنے اور اس پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے،لیکن اگر کوئی شخص دیگر علماء کی رائے کے مطابق بھینس کی قربانی کرتا ہے‘ تو قابل ملامت وہ بھی نہیں۔جواز کی گنجائش بہر حال موجود ہے، کیونکہ بہت سے علماء لغت نے اسے گائے ہی کی جنس سے قرار دیا ہے۔مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ صاحب مرعاۃ المفاتیح نے بھی یہی بات لکھی ہے۔(مرعاۃ،2/354،طبع اول)۔[1]

(۱۴) معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

عصر حاضر کے معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی قربانی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے،اس پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے۔

امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ’’وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر‘‘ اور اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا وہی حکم ہے جو گائیوں کا ہے۔(الاجماع کتاب الزکاۃ،

(۱) دیکھئے: فضائل عشرۂ ذوالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ،از شیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ،(ص:41-44)۔

ص ۴۳)۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: ”لا خلاف في هذا نعلمه“ اس مسئلے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔(المغنی ج ۲ ص ۲۴۰ مسئلہ: ۱۷۱۱)

زکوۃ کے سلسلے میں اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کی جنس میں سے ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بھینس گائے کی ہی ایک قسم ہے۔تاہم چونکہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صراحتاً بھینس کی قربانی کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے بلکہ صرف گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری کی ہی قربانی کی جائے اور اسی میں احتیاط ہے۔واللہ اعلم۔[۱]

(۱۵) حافظ ابو یحییٰ نور پوری نائب مدیر ”السنۃ“ جہلم کا فتویٰ:

حافظ نور پوری صاحب اپنی مفید مختصر تحریر ”بھینس کی قربانی“ میں دلائل، اقوال اور حوالوں کے بعد فرماتے ہیں:

”الحاصل: بھینس، گائے کی ایک نسل ہے، اس کی قربانی بالکل جائز ہے۔اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہہ نہیں۔واللہ اعلم بالصواب وعلمہ أبرم وأحکم۔[۲]

(۱) فتاوی علمیہ المعروف بہ توضیح الاحکام، 2/181۔نیز دیکھئے: قربانی کے مسائل، محدث ہند و پاک حافظ زبیر علی زئی،(ص:27)۔

(۲) دیکھئے: بھینس کی قربانی، از فضیلۃ الشیخ حافظ ابو یحییٰ نور پوری، نائب مدیر ماہنامہ ”السنۃ“ جہلم۔

(۱۶) حافظ نعیم الحق عبدالحق ملتانی کا فتویٰ:

ملاحظہ فرمائیں اس موضوع پر لکھی گئی مفصل ترین کتاب: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ۔ از حافظ نعیم الحق ملتانی۔ (۱)

نوٹ: حافظ نعیم الحق ملتانی صاحب نے اس موضوع پر اپنی نہایت مفصل کتاب ''بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ''، میں بھینس کی قربانی کے جواز پر مزید چند اہل علم کے فتاوے نقل کئے ہیں، جو انہیں بذریعہ خط موصول ہوئے تھے، یہاں باختصار ان فتاوٰوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱۷) مولانا ابوعمر عبدالعزیز نورستانی کا فتویٰ:

موصوف مسئلہ کی بابت مختلف دلائل، اقوال، تعلیلات اور گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر اجماع وغیرہ کا ذکر کرنے بعد خلاصہ لکھتے ہیں:

''مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر میری ناقص رائے میں ان علماء کا موقف درست اور صحیح ہے جو جواز کے قائل ہیں''۔ هذا واللہ اعلم وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

کتبہ: ابوعمر عبدالعزیز نورستانی

۱۲/ ۵/ ۱۹۹۸ء۔ (۲)

(۱) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، از حافظ نعیم الحق ملتانی، (دوسرا ایڈیشن، ملنے کا پتہ: اسلامک سنٹر، ملتان)۔

(۲) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، ص: (228-235)۔

(۱۸) جماعت غرباء اہلحدیث کراچی پاکستان کے مفتی مولانا عبدالقہار اور نائب مفتی مولانا محمد ادریس سلفی صاحبان کا فتویٰ:

الجواب بعون الوھاب:

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً بھینس چوپایہ جانوروں میں سے ہے، اور اس کی قربانی کرنا درست ہے، کیونکہ گائے کی جنس سے ہے۔ گائے کی قربانی جائز ہے اس لئے بھینس کی قربانی جائز و درست ہے۔ اس دلیل کو اگر نہ مانا جائے تو گائے کے ہم جنس بھینس کے دودھ اور اس کے گوشت کے حلال ہونے کی بھی دلیل مشکوک ہو جائے گی۔۔۔"۔

الجواب صحیح، عبدالقہار عفی عنہ۔ (۱)

(۱۹) حافظ احمد اللہ فیصل آبادی کا فتویٰ:

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

کے بعد عرض ہے کہ میری کئی سالوں کی تحقیق ہے کہ بھینسے کی قربانی جائز ہے، لہٰذا میں آپ کے ساتھ بھینسے کی قربانی کرنے میں متفق ہوں، اور اس بات پر بھی متفق ہوں کہ سورۃ الحج میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾ [الحج: ۳۴]۔

یہ لفظ عام ہے اور ہر پالتو جانور کو شامل ہے، نص قرآن سے کسی حیوان کو خارج کرنا صحیح نہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کا "جاموس" (بھینس) کی قربانی نہ کرنا اس کے مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں، مثلاً

(۱) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، ص: (237-239)۔

جاموس کی حجاز میں قلت کی وجہ سے قربانی نہ کی ہو یا اور کوئی وجہ ہو۔لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے فعل سے عدم جواز کی دلیل صحیح نہیں۔بعض علماء کا یہ کہنا کہ ''جاموس'' بقر کی جنس سے نہیں ہے' کیونکہ ان دونوں کی صورت میں بڑا فرق ہے، یہ بات صحیح نہیں۔کیونکہ دنبہ اور مینڈھا ان کی صورتوں میں بھی فرق ہے، کیونکہ دنبے کی چکلی ہوتی ہے اور مینڈھے کی چکلی نہیں ہوتی، یہ واضح فرق ہے،اور بالاتفاق اہل لغت کے یہاں اس کو ''ضان'' کہا جاتا ہے۔۔۔۔''۔(۱)

واللہ اعلم۔

✲ ❁ ✲

(۱) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ،ص:(240)۔

گیارہویں فصل:

بھینس کی قربانی سے متعلق بعض اشکالات اور شبہات کا ازالہ

بھینس کی قربانی کے مطلق عدم جواز کے قائلین کے یہاں بعض اشکالات وشبہات پائے جاتے ہیں جس کی بنا پر انہیں بھینس کی قربانی کے جواز پر اطمینان نہیں ہے، ان شبہات واشکالات میں کچھ علمی ہیں اور کچھ عوامی، ذیل میں ان میں سے چند اہم اشکالات وشبہات کا ازالہ کیا جارہا ہے، تاکہ مسئلہ کی بابت کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہ جائے، وباللہ التوفیق۔

اولاً: علمی اشکالات:

پہلا اشکال: (عدم وجود نص)

بھینس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ بھینس کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں کوئی نص موجود نہیں، اور متنازع ومختلف فیہ امر کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے، اور لوٹانے پر بھینس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا!!

ازالہ:

۱۔ کتاب وسنت کی طرف لوٹانے پر اس میں باللفظ ''الجاموس''، یعنی بھینس کا ذکر نہیں ملتا، لیکن ''البقر'' کی جنس کا ذکر بصراحت موجود ہے، اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس

گائے کی غیر عربی نسل ونوع ہے لہٰذا لفظاً نہیں بلکہ باعتبار جنس اس کا ذکر موجود ہے اور اسی لئے دونوں کا حکم قربانی و زکاۃ میں یکساں ہے، جیسا کہ سابقہ فصلوں میں اس کی تفصیلات ذکر کی جا چکی ہیں۔

۲۔ کتاب وسنت کے فہم کے لئے زبان کتاب وسنت (عربی) اور اس میں وارد الفاظ وکلمات کا صحیح معنیٰ ومدلول جاننا حد درجہ ضروری ہے، اور قرآن وسنت میں وارد لفظ ''البقر'' کا معنیٰ ومدلول ماہرین لغت عرب اور علماء تفسیر، حدیث وفقہ نے بخوبی واضح کیا ہے کہ ''الابل، البقر، المعز، الضان'' یہ اجناس ہیں ان کی جو بھی انواع واصناف دنیا میں پائی جاتی ہیں سب اس میں شامل ہیں، اور جاموس (بھینس) بھی جنس ''البقر'' کی ایک غیر عربی نسل ونوع ہے، لہٰذا اس میں بھی زکاۃ فرض اور اس کی قربانی جائز ہے، جیسا کہ تفصیلات گزر چکی ہیں۔

۳۔ کتاب وسنت کی فہم کے لئے سلف امت کی فہم ناگزیر ہے، جیسا کہ مخفی نہیں، اور امت کے سلف کا فہم یہ ہے کہ بھینس گائے ہی کی ایک نوع ونسل ہے، اور دونوں کا حکم اجماعی طور پر یکساں ہے۔ صحیح ہے کہ گائے کی یہ نوع عہد رسالت اور عہد صحابہ میں متعارف نہ تھی، لیکن اس کے بعد جب سے متعارف ہوئی اور سلف امت کی نگاہوں کے سامنے آئی، انہوں نے اسے گائے ہی کی ایک نوع سمجھا، اور زکاۃ وقربانی میں اس کا حکم گائے کا رکھا۔

۴۔ کتاب وسنت کے نصوص میں باللفظ تمام اشیاء کا ذکر ہونا ضروری نہیں نہ ہی اثبات ونفی اور حلال وحرام کا حکم کسی چیز کے منصوص ہونے ہی پر موقوف ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ میں تمام تر اشیاء اور ان کے انواع واقسام کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے، بلکہ شریعت اسلامیہ جامع، کامل، شامل اور ثابت شریعت ہے، اس میں کلیات، مبادی اور

اصول ہیں خواہ ان کا حکم حلت کا ہو یا حرمت کا۔اسی طرح بھیمۃ الانعام میں شامل لفظ ''البقر'' میں گائے کی جو بھی نسلیں اور قسمیں دنیا میں پائی جاتی ہیں سب شامل ہیں۔

دوسرا اشکال: (لغت عرب سے استدلال)

کتاب وسنت میں بھینس کا ذکر نہیں ہے، اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے، صرف لغت عرب سے استدلال کر کے اس کی قربانی کو جائز کہنا درست نہیں، لغت عرب شرعی مسئلہ میں دلیل نہیں بن سکتی!!

ازالہ:

ا۔ محض عربی زبان سے استدلال کر کے بھینس کی قربانی کو جائز نہیں قرار دیا گیا ہے، بلکہ لغت عرب سے لفظ ''البقرۃ'' اور ''الجاموس'' کے معنیٰ ومدلول کی تعیین کی گئی ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی بھی زبان کے الفاظ کے معنیٰ ومدلول کو اس زبان کے ماہرین ہی جانتے ہیں، لہٰذا لغت عرب سے معلوم ہوا کہ جاموس بقر کی جنس سے ایک نوع ہے، اور یہ کسی شاذ ونادر یا اکاّدُ کاّ کا قول نہیں ہے، بلکہ اس پر تمام علماء لغت متفق ہیں، کسی نے بھی اس کے خلاف نہیں لکھا ہے۔

۲۔ لغت عرب سے جاموس کے معنیٰ ومدلول کے بعد علماء شریعت، مفسرین، محدثین، فقہاء، شارحین حدیث اور علماء فتاویٰ کی توضیحات دیکھی گئیں تو معلوم ہوا کہ علماء شریعت نے بھی بھینس کو گائے ہی کی جنس مانا ہے، بلکہ دونوں کے حکم کی یکسانیت پر اجماع امت ہے، یعنی لغت عرب اور مدلول شرع میں کوئی تعارض نہیں ہے، لہٰذا اس میں گائے کے مثل زکاۃ کو فرض اور قربانی کو جائز قرار دیا ہے۔

۳۔ شریعت اسلامیہ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ عربی زبان میں ہیں، لہٰذا شریعت

یں عربی زبان کی اہم مسلم ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مراد ومقصود کا فہم زبان عرب کی معرفت پر موقوف ہے، اس کے بغیر شریعت کے الفاظ کے معانی و مدلولات کو نہیں سمجھا جا سکتا، اور کتاب وسنت کے معانی بالعموم کلام عرب کے معانی کے موافق ہیں (۱)، چنانچہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ علماء اسلام سلف تا خلف اپنی کتابوں میں الفاظ شریعت کی لغوی تشریح کرتے رہے ہیں (۲)، تا کہ لفظ کی اصل وضع اور معنیٰ و مدلول معلوم ہو سکے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو چاہتا کسی بھی لفظ کا کوئی بھی معنیٰ نکال لیتا، جیسا کہ اہل بدعت کا شیوہ اور وطیرہ رہا ہے، اہل علم کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”وإنما بدأت بما وصفتُ، من أن القُرآن نزل بلسان العرب دون غيره: لأنه لا يعلم مِن إيضاح جُمَل عِلْم الكتاب أحد جهِل سَعَة لسان العرب، وكثرةَ وجوهه، وجِماعَ معانيه، وتفرقَها. ومن علِمه انتفَتْ عنه الشُّبَه التي دخلَتْ على

(۱) مثال کے طور پر حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”فَإِنَّ التَّهَجُّدَ: مَا كَانَ بَعْدَ نَوْمٍ. قَالَهُ عَلْقَمَةُ، وَالْأَسْوَدُ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَهُوَ الْمَعْرُوفُ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ. وَكَذَلِكَ ثَبَتَتِ الْأَحَادِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَتَهَجَّدُ بَعْدَ نَوْمِهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ“.

کیونکہ تہجد سونے کے بعد اٹھنے کو کہتے ہیں، جیسا کہ علقمہ، اسود، ابراہیم نخعی، اور دیگر مفسرین نے کہا ہے، اور لغت عرب میں یہی معروف ہے۔ اسی طرح ابن عباس، عائشہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کی حدیثیں بھی ثابت ہیں کہ آپ ﷺ سونے کے بعد اٹھتے تھے“۔ [تفسیر ابن کثیر (5 / 103)، نیز دیکھئے: معالم اصول الفقہ عند أهل السنة والجماعة، محمد بن حسین جیزانی، ص 378، جمعة إحیاء التراث الاسلامی]۔

(۲) اس کی مثالوں سے تفسیر، شروح احادیث اور فقہ وفتاویٰ کی کتابیں بھری پڑی ہیں، شمار سے خارج ہیں۔

من جهل لسانها''۔(۱)

اور میں نے یہ بات اس لئے شروع کی ہے کہ قرآن کریم عرب کی زبان میں اترا ہے کسی اور کی نہیں ؛ کیونکہ کوئی بھی شخص جو زبان عرب کی وسعت، اس کے پہلوؤں کی کثرت اور اس کے معانی کے اتحاد وافتراق سے ناواقف ہوگا، کتاب اللہ کی عبارتوں کی وضاحت سے لاعلم ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''وَالْمَعْرِفَةُ لِمَعَانِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنْ هَذَيْنِ الطَّرِيقَيْنِ: مِنْ أَهْلِ التَّفْسِيرِ الْمَوْثُوقِ بِهِمْ مِنْ السَّلَفِ وَمِنْ اللُّغَةِ: الَّتِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِهَا وَهِيَ لُغَةُ الْعَرَبِ''۔(۲)

کتاب اللہ کے معانی کی معرفت دراصل ان دو طریقوں سے لی جاتی ہے: سلف کے قابل اعتماد علماء تفسیر سے اور اس زبان سے جس میں قرآن کریم اترا ہے، یعنی زبان عرب سے۔

نیز فرماتے ہیں:

''فَمَعْرِفَةُ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي خُوطِبْنَا بِهَا مِمَّا يُعِينُ عَلَى أَنْ نَفْقَهَ مُرَادَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ بِكَلَامِهِ، وَكَذَلِكَ مَعْرِفَةُ دَلَالَةِ الْأَلْفَاظِ عَلَى الْمَعَانِي؛ فَإِنَّ عَامَّةَ ضَلَالِ أَهْلِ الْبِدَعِ كَانَ بِهَذَا السَّبَبِ؛ فَإِنَّهُمْ صَارُوا يَحْمِلُونَ كَلَامَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ عَلَى مَا يَدَّعُونَ أَنَّهُ دَالٌّ عَلَيْهِ وَلَا يَكُونُ الْأَمْرُ كَذَلِكَ''۔(۳)

---

(۱) الرسالۃ للشافعی (1/50)۔

(۲) مجموع الفتاوی (6/587)۔

(۳) مجموع الفتاوی (7/116)۔

چنانچہ عربی زبان کی معرفت جس کے ذریعہ ہمیں مخاطب کیا گیا ہے، ان چیزوں میں سے ہے جس سے ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام سے ان کا مراد ومقصود سمجھنے اور اسی طرح معانی پر الفاظ کی دلالت کی معرفت میں مدد ملتی ہے؛ کیونکہ بدعتیوں کی عام طور پر گمراہی کا سبب یہی تھا؛ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو اس چیز پر محمول کرتے تھے جو ان کا دعویٰ ہوتا تھا کہ وہ اسی چیز پر دلالت کرتا ہے، جبکہ معاملہ ویسا نہیں ہوتا تھا۔

اسی طرح امام ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) تابعین کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فَإِنِ اخْتَلَفُوا فَلَا يَكُونُ بَعْضُهُمْ حُجَّةً عَلَى بَعْضٍ، وَلَا عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ، وَيُرْجَعُ فِي ذَلِكَ إِلَى لُغَةِ الْقُرْآنِ أَوِ السُّنَّةِ أَوْ عُمُومِ لُغَةِ الْعَرَبِ، أَوْ أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ''۔(۱)

اگر تفسیر میں تابعین مختلف ہوں تو کوئی کسی کے خلاف حجت نہیں ہوگا، نہ ہی اپنے بعد والوں پر، اور اس سلسلہ میں قرآن یا سنت کی زبان کی طرف یا عموم زبان عرب کی طرف یا اس بارے میں اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے زبان عرب کے ذریعہ اہل بدعت وانحراف کی بہت سی گمراہیوں کا پردہ فاش کیا ہے، اس بارے میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ کلام الٰہی کے آواز ہونے پر قرآن (لفظ نداء) سے استدلال، اور لغت عرب سے اس کا معنیٰ ومدلول واضح کرکے مخالفین کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''هَذِهِ الصِّفَةُ: دَلَّ عَلَيْهَا الْقُرْآنُ؛ فَإِنَّ اللَّهَ أَخْبَرَ بِمُنَادَاتِهِ لِعِبَادِهِ فِي غَيْرِ آيَةٍ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ت سلامۃ (1/10)۔

كَقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ} ... وَ"النِّدَاءُ" فِي لُغَةِ الْعَرَبِ هُوَ صَوْتٌ رَفِيعٌ؛ لَا يُطْلَقُ النِّدَاءُ عَلَى مَا لَيْسَ بِصَوْتٍ لَا حَقِيقَةً وَلَا مَجَازًا''۔(۱)

اس صفت ''کلام'' پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کئی آیتوں میں اپنے بندوں کو پکارنے کی خبر دی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: (اور ہم نے انہیں طور کے دائیں جانب سے پکارا) ...۔ اور ''نداء'' عربی زبان میں بلند آواز کو کہتے ہیں؛ حقیقی یا مجازی کسی بھی طرح جس میں آواز نہ ہو اسے ''نداء'' نہیں کہا جاتا۔

۲۔ عقل و دانش کی حقیقت و ماہیت کے سلسلہ میں لغت عرب کے ذریعہ فلاسفہ کی گمراہی بے نقاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَيُرَادُ "بِالْعَقْلِ" الْغَرِيزَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي الْإِنْسَانِ يَعْقِلُ بِهَا. وَأَمَّا أُولَئِكَ فَـ "الْعَقْلُ" عِنْدَهُمْ جَوْهَرٌ قَائِمٌ بِنَفْسِهِ كَالْعَاقِلِ وَلَيْسَ هَذَا مُطَابِقًا لِلُغَةِ الرُّسُلِ وَالْقُرْآنِ''۔(۲)

عقل سے مراد وہ طبعی وفطری صلاحیت ہے جسے اللہ نے انسان میں رکھا ہے جس سے وہ سمجھتا ہے، لیکن فلاسفہ کے یہاں عقل ایک قائم بالذات جوہر ہے، جیسے عقلمند، اور یہ بات رسولوں اور قرآن کریم کی زبان (عربی) کے مطابق نہیں ہے!!

۳۔ زبان عربی کے ذریعہ صوفیوں اور وحدۃ الوجودیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وَأَمَّا قَوْلُهُ (وَهُوَ مَعَكُمْ) فَلَفْظُ (مَعَ) لَا تَقْتَضِي فِي لُغَةِ الْعَرَبِ أَنْ يَكُونَ أَحَدُ

---

(۱) مجموع الفتاوی (6/531-530)۔

(۲) مجموع الفتاوی (11/231)۔

الشَّيْئَيْنِ مُخْتَلِطًا بِالْآخَرِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى {اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ}''۔(۱)

رہا فرمان باری: ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے'' سے استدلال، تو لفظ ''مع'' عربی زبان میں اس بات کا مقاضی نہیں ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک دوسرے سے خلط ملط اور ملی ہوئی ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: (اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔

۴۔ اسی طرح امامت علی رضی اللہ عنہ کی بابت رافضی ابن المطہر(۲) کی قرآنی دلیلوں میں سے تیسویں دلیل {مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ، فَبِأَيِّ الَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ} [الرحمن:19-22]۔میں: بحرین سے: فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما کو، برزخ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، اور لولو اور مرجان سے: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو مراد لینے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''أَنَّ تَسْمِيَةَ هَذَيْنِ بَحْرَيْنِ، وَهَذَا لُؤْلُؤًا، وَهَذَا مَرْجَانًا، وَجَعْلَ النِّكَاحِ مَرَجًا – أَمْرٌ لَا تَحْتَمِلُهُ لُغَةُ الْعَرَبِ بِوَجْهٍ، لَا حَقِيقَةً وَلَا مَجَازًا، بَلْ كَمَا أَنَّهُ كَذِبٌ عَلَى اللَّهِ وَعَلَى الْقُرْآنِ، فَهُوَ كَذِبٌ عَلَى اللُّغَةِ''۔(۳)

(۱) مجموع الفتاوی (11/249)۔

(۲) یہ ''منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ'' کا مصنف حسین بن یوسف ابن المطہر جمال الدین الاسدی الحلی رافضی معتزلی ہے، جس کی اور عمومی طور پر تمام روافض کی تردید میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے نو جلدوں پر مشتمل اپنی مایہ ناز بے مثال موسوعی کتاب ''منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ'' لکھی، شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس بدباطن کو ابن المنجس کہتے تھے، اسی طرح اس کی کتاب ''منہاج الکرامۃ'' کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ منہاج الندامۃ کہے جانے کی مستحق ہے۔ دیکھئے: منہاج السنۃ النبویۃ (1/21)، والوافی بالوفیات (7/13)، و(13/54)۔

(۳) منہاج السنۃ النبویۃ (7/247)۔

ان دونوں (علی و فاطمہ) کو سمندر، اور حسن کو موتی اور حسین کو مرجان کا نام دینااور نکاح کو مرج، قرار دینا، ایسی بات ہے کہ زبان عرب کسی بھی طرح اس کی متحمل نہیں، نہ حقیقی طور پر نہ ہی مجازی طور پر، بلکہ یہ بات جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ ہے اسی طرح زبان عرب پر بھی جھوٹ ہے۔

اس لئے اعتراض بجا اور برمحل تو اس وقت ہوتا جب کسی بات کو زبان عرب کی موافقت کے بغیر ثابت کیا جاتا، مثلا یہ کہا جاتا کہ" جاموس" کو"بقر" کے حکم میں ماننا درست نہیں ہے، کیونکہ زبان عرب سے اس کی موافقت وتائید نہیں ہوتی ہے!! جبکہ یہاں مسئلہ اس کے برعکس ہے،فلیتدبر۔

خلاصہ کلام اینکہ زبان عرب سے استدلال نصوص شریعت کے فہم کی بنیاد اور اساس ہے جو ایک امر مطلوب ہے نہ کہ باعث عیب۔ واللہ اعلم

تیسرا اشکال: (گائے اور بھینس میں مغایرت، قسم نہ ٹوٹنے کا مسئلہ)

ایک فقہی فرعی مسئلہ فقہاء حنفیہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ:

"من حلف أن لا يأكل لحم البقر فأكل لحم الجاموس لا يكون حانثاً، وإن حلف بالطلاق لم تطلق زوجته بأكل لحم الجاموس"۔(۱)

جو یہ قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، پھر بھینس کا گوشت کھالے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح اگر گائے کا گوشت کھانے پر بیوی کی طلاق موقوف کردے تو بھینس کا

(۱) دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (5/81)، والبحر الرائق شرح کنز الدقائق (2/232)، وآئینہ تحقیق از مفتی فیض، ص35، وفتاوائے فیض، ص161)۔

گوشت کھانے سے بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔

ازالہ:

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ نہیں ہے، بلکہ فقہاء کی ایک جماعت نے اس کے برخلاف قسم کی مذکورہ صورتوں میں حانث ہونے یعنی قسم ٹوٹ جانے کی صراحت فرمائی ہے، بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

الف: امام أبومحمد بغوی شافعی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

''ولو حلف لا يأكل لحم البقر، فأكل لحم الجاموس يحنث''۔[۱]

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھالے تو حانث ہوجائے گا (یعنی قسم ٹوٹ جائے گی)۔

ب: امام احمد ابن الرفعہ رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

''لو حلف: لا يأكل لحم البقر، فأكل لحم الجاموس، حنث''۔[۲]

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھالے تو حانث ہوجائے گا۔

ج: علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۱۰۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''ولو حلف لا يأكل لحم بقرة فأكل لحم الجاموس يحنث لا في عكسه لأنه نوع لا يتناول الأعم''۔[۳]

---

(۱) التہذیب فی فقہ الامام الشافعی (8/127)۔

(۲) کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (14/461)۔

(۳) النہر الفائق شرح کنز الدقائق (3/79)۔

اگرکوئی قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھالے تو حانث ہوجائے گا،لیکن اس کے برعکس میں نہیں، کیونکہ بھینس نوع ہے اعم کو شامل نہیں ہوگا۔

د: علامہ داماد افندی حنفی رحمہ اللہ(۱۰۷۸ھ)مزید وضاحت سے فرماتے ہیں:

”وَفِي الْخَانِيَّةِ: لَوْ حَلَفَ أَنْ لَا يَأْكُلُ لَحْمَ الْبَقَرِ فَأَكَلَ لَحْمَ الْجَامُوسِ أَوْ بِالْعَكْسِ حَنِثَ، قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَكُونُ حَانِثًا.وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَأْكُلَ لَحْمَ الْبَقَرِ فَأَكَلَ لَحْمَ الْجَامُوسِ حَنِثَ، وَبِالْعَكْسِ لَا يَحْنَثُ، وَهَذَا أَصَحُّ“۔(۱)

خانیہ میں ہے کہ:اگرقسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا،اور بھینس کا گوشت کھالے،یا اس کے برعکس (یعنی بھینس نہ کھانے کی قسم کھا کر گائے کا گوشت کھالے) تو دونوں صورتوں میں حانث ہوجائے گا،اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حانث نہیں ہوگا۔اور بعض نے کہا ہے کہ: اگرقسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا،اور بھینس کا گوشت کھالے تو حانث ہوجائے گا،لیکن اس کے برعکس میں حانث نہیں ہوگا،اور صحیح ترین بات یہی ہے۔

ھ: علامہ عبدالرحمن جزیری رحمہ اللہ(۱۳۶۰ھ)فرماتے ہیں:

”وإذا حلف لا يأكل لحم بقر فإنه يحنث إذا أكله أو أكل لحم الجاموس“۔(۲)

اگر گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائے تو گائے یا بھینس کا گوشت کھانے سے حانث ہوجائے گا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن علماء وفقہاء نے عدم حنث یعنی قسم نہ ٹوٹنے کی بات کہی

(۱) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر(1/559)۔
(۲) الفقه على المذاهب الأربعة(2/97)۔

ہے انہوں نے گائے اور بھینس میں مغایرت نہیں بلکہ مجانست ثابت کرتے ہوئے، محض قسم کے باب میں عرف وعادت کے اعتبار سے کہی ہے، چنانچہ بطور مثال اہل علم کی صراحت ملاحظہ فرمائیں:

الف: علامہ مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''والجواميس والبقر سواء، لأن اسم البقر يتناولهما، إذ هو نوع منه؛ إلا أن أوهام الناس لا تسبق إليه في ديارنا لقلته، فلذلك لا يحنث به في يمينه: لا يأكل لحم بقر، والله أعلم''۔(۱)

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں، کیونکہ گائے کا نام دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ بھینس اس کی نوع ہے، البتہ ہمارے علاقہ میں بھینس کی قلت کے سبب لوگوں کے ذہن اس طرف نہیں جاتے، اور اسی لئے گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھانے والا بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا، واللہ اعلم۔

ب: علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''(والجواميس والبقر سواء) لأنها نوع منه، فتتناولهما النصوص الواردة باسم البقر، بخلاف ما إذا حلف لا يأكل لحم البقر، حيث لا يحنث بأكل الجاموس، لأن مبنى الأيمان على العرف، وفي العادة أوهام الناس لا يسبق إليه''۔(۲)

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں، کیونکہ بھینس اس کی نوع ہے، لہٰذا گائے کے نام سے وارد

(۱) الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی (1 / 98)۔

(۲) منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص: 227)، وتبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (1 / 263)، والبنایۃ شرح الہدایۃ (3 / 329)۔

نصوص دونوں کو شامل ہیں، برخلاف اس مسئلہ کے کہ اگر کوئی گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھالے تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوتا، کیونکہ قسمیں عرف پر مبنی ہوتی ہیں، اور عام طور پر لوگوں کے ذہن بھینس کی طرف نہیں جاتے۔

ج: علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۰۵ھ) فرماتے ہیں:

’’وَلَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمَ بَقَرَةٍ لَمْ يَحْنَثْ بِأَكْلِ لَحْمِ الْجَامُوسِ؛ لِأَنَّهُ، وَإِنْ كَانَ بَقَرًا حَتَّى يُعَدُّ فِي نِصَابِ الْبَقَرِ، وَلَكِنْ خَرَجَ مِنْ الْيَمِينِ بِتَعَارُفِ النَّاسِ‘‘۔(۱)

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا؛ کیونکہ گرچہ بھینس گائے ہے حتیٰ کہ اسے گائے کے نصاب میں شمار کیا جاتا ہے، لیکن لوگوں کے تعارف کے سبب وہ قسم سے خارج ہے۔

د: اسی طرح گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت کے خلاف قسم کے باب میں حانث ہونے کا اعتراض رفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ وَلَا يَرِدُ عَلَيْهِ مَا إذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمَ الْبَقَرِ فَأَكَلَهُ فَإِنَّهُ لَا يَحْنَثُ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ؛ لِأَنَّ أَوْهَامَ النَّاسِ لَا تَسْبِقُ إلَيْهِ فِي دِيَارِنَا لِقِلَّتِهِ، ... وَلِهَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَشْتَرِي بَقَرًا فَاشْتَرَى جَامُوسًا يَحْنَثُ بِخِلَافِ الْبَقَرِ الْوَحْشِيِّ‘‘۔(۲)

اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا،

---

(۱) البحر الرائق شرح کنز الدقائق مع منحۃ الخالق وتکملۃ الطوری (4/348)۔

(۲) البحر الرائق شرح کنز الدقائق (2/232)، نیز دیکھئے: درر الحکام شرح غرر الأحکام (1/176)۔

اور بھینس کھالے تو حانث نہیں ہوگا، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، کیونکہ ہمارے ملک میں اس کی قلت کے سبب لوگوں کے خیالات اس طرف نہیں جاتے۔ ۔۔۔ آگے لکھتے ہیں: اسی لئے اگر کوئی قسم کھالے کہ گائے نہیں خریدے گا اور بھینس خرید لے تو حانث ہو جائے گا، برخلاف وحشی گائے کے۔

ھ: علامہ عبدالغنی بن طالب دمشقی رحمہ اللہ (۱۲۹۸ھ) فرماتے ہیں:

"(والجواميس والبقر سواء) لاتحاد الجنسية؛ إذ هو نوع منه، وإنما لم يحنث بأكل الجاموس إذا حلف لا يأكل لحم البقر لعدم العرف"۔(۱)

جنس کی یکسانیت کی وجہ سے بھینسیں اور گائیں برابر ہیں، کیونکہ بھینس اس کی ایک قسم ہے، البتہ گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا کر بھینس کے گوشت کھانے سے حانث اس لئے نہیں ہوا کہ عرف نہیں ہے۔

۳۔ قسم کا باب دیگر ابواب مثلاً عبادات وغیرہ کے ابواب سے مختلف ہوتا ہے، یہی وجہ ہے اہل علم نے گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت کے باوجود قسم کے باب میں اس مسئلہ کی علیحدہ خصوصی وضاحت فرمائی ہے کہ:

"لأن مبنى الأيمان على العرف"۔(۲)

کیونکہ قسموں کی بنیاد (دارومدار) عرف پر ہے۔

---

(۱) اللباب فی شرح الکتاب (1/ 142)۔

(۲) دیکھئے: منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص: 227)، والاختیار لتعلیل المختار (4/ 67)، وتبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی (1/ 263)، والبنایۃ شرح الہدایۃ (3/ 329)، وشرح السیر الکبیر (ص: 814)۔

چنانچہ علامہ ابوبکر زبیدی یمنی رحمہ اللہ(۸۰۰ھ) بڑی صراحت سے فرماتے ہیں:

”(وَالْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ) يَعْنِي فِي الزَّكَاةِ وَالْأُضْحِيَّةِ وَاعْتِبَارِ الرِّبَا أَمَّا فِي الْأَيْمَانِ إِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمَ الْبَقَرِ لَمْ يَحْنَثْ بِالْجَامُوسِ لِعَدَمِ الْعُرْفِ وَقِلَّتِهِ فِي بِلَادِنَا فَلَمْ يَتَنَاوَلْهُ الْيَمِينُ حَتَّى لَوْ كَثُرَ فِي مَوْضِعٍ يَنْبَغِي أَنْ يَحْنَثَ“۔(۱)

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں: یعنی زکاۃ،قربانی اور سود کے اعتبار میں، رہا مسئلہ قسموں کا کہ اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا،تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا،تو یہ عرف نہ ہونے اور ہمارے ملک میں بھینس کی قلت کی وجہ سے ہے، اس لئے قسم بھینسوں کو شامل نہ ہوئی، ہاں اگر کسی جگہ کثرت سے پائی جائیں تو حانث ہونا ہی مناسب ہے۔

۴۔ اصول وضوابط کی روشنی میں عرف صحیح کا شریعت میں اعتبار ہے، چنانچہ اُستاذ دکتور محمد مصطفی الزحیلی ،عرف کی حجیت وحیثیت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

”يتفق الأئمة عمليًّا على اعتبار العرف الصحيح حجة ودليلًا شرعيًّا ... العرف الصحيح يعتبر دليلًا شرعيًّا وحجة للأحكام عند فقد النص والإجماع، وقد يقدم على القياس، ... وإن الأحكام المبنية على العرف تتغير بتغير الأعراف“۔(۲)

ائمہ عملی طور پر صحیح عرف کو حجت اور شرعی دلیل ماننے پر متفق ہیں ...نص اور اجماع کے فقدان کی صورت میں صحیح عرف احکام کے لئے شرعی دلیل اور حجت مانا جاتا ہے، اور بسا اوقات اسے قیاس پر مقدم کیا جاتا ہے،...اور عرف پر مبنی احکام اعراف کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہوجاتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۱) الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری (1/118)۔
(۲) الوجیز فی أصول الفقہ الاسلامی (1/266-269)۔

چوتھا اشکال: (اجماع سے استدلال)

محض اجماع کی بنیاد پر بھینس کو گائے کے جنس کی نوع قرار دینا درست نہیں! اور بھینس کی قربانی پر ''اجماع کا دعویٰ محل نظر بلکہ قطعی غلط'' ہے، تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی قربانی ناجائز ہے!!

ازالہ:

۱۔ محض اجماع کی بنیاد پر نہ تو بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا گیا ہے، نہ ہی قربانی ثابت کی گئی ہے، بلکہ درحقیقت بھینس کے گائے کی نوع ہونے پر سلف یا خلف علماء لغت، علماء فقہ، علماء حدیث اور علماء فتاویٰ کی واضح تصریحات موجود ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور انہی بنیادوں پر گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر علماء کا اجماع قرار پایا ہے، اور تاریخ کے ادوار میں یکساں طور پر دونوں میں زکاۃ کا وجوب اور قربانی کا جواز رہا ہے۔

۲۔ بھینس کی قربانی پر نہیں، بلکہ بھینس اور گائے دونوں کے شرعی حکم کی یکسانیت پر انہی معتبر علماء کا اجماع ثابت ہے، شریعت کے دیگر مسائل میں جن کے اجماعات پر امت کا اعتماد و اعتبار رہا ہے، جیسا کہ گذر چکا ہے، اور زکاۃ و قربانی کے حکم میں تفریق کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔

۳۔ اجماع کوئی غیر مستند یا ناقابل اعتبار اور معمولی امر نہیں ہے، بلکہ اجماع امت حق اور حجت شرعیہ ہے، شریعت کے متفق علیہ مصادر میں سے ایک مصدر ہے، اس کی اتباع کرنا اور اسے اپنانا واجب ہے، اور اس کی حجیت عقل و منطق سے نہیں بلکہ خود دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اہل تحقیق نے تصریح فرمائی ہے۔[1]

---

(۱) بطور مثال دیکھئے: معالم اصول الفقہ عند اہل السنۃ والجماعۃ، از محمد بن حسین جیزانی، (ص 162-184)، نیز دیکھئے: الوجیز فی أصول الفقہ الاسلامی، از دکتور محمد مصطفی الزحیلی، 1 / 227-236۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اجماع کی حجیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں (۱):

’’وَأَمَّا إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ حَقٌّ لَا تَجْتَمِعُ الْأُمَّةُ عَلَى ضَلَالَةٍ‘‘۔(۲)

رہا امت کا اجماع تو وہ بذات خود حق ہے، امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوسکتی۔

نیز فرماتے ہیں:

’’مَعْنَى الْإِجْمَاعِ: أَنْ تَجْتَمِعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ، وَإِذَا ثَبَتَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَى حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ أَنْ يَخْرُجَ عَنْ إِجْمَاعِهِمْ؛ فَإِنَّ الْأُمَّةَ لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ‘‘۔(۳)

اجماع کا معنیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے علماء احکام میں سے کسی حکم پر اکٹھا اور متفق ہو جائیں۔ اور جب احکام میں سے کسی حکم پر امت کا اجماع ثابت ہو جائے تو کسی کے لئے ان کے اجماع سے نکلنے کا اختیار نہیں؛ کیونکہ امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی۔

اسی طرح اجماع کی حجیت بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

’’فَعَصَمَ اللَّهُ أُمَّتَهُ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَجَعَلَ فِيهَا مَنْ تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلِهَذَا كَانَ إِجْمَاعُهُمْ حُجَّةً كَمَا كَانَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ حُجَّةً‘‘۔(۴)

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کو ضلالت وگمرہی پر اکٹھا ہونے سے محفوظ رکھا ہے، اور امت

---

(۱) جو ان علماء محققین میں سے ہے جنہوں نے گائے اور بھینس کا حکم یکساں بتلایا ہے اور اس سلسلہ میں امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا اجماع بھی نقل فرمایا ہے، دیکھئے: مجموع الفتاوی (25/ 37)۔

(۲) مجموع الفتاوی (19/ 176)، و(19/ 267) و(19/ 270)۔

(۳) مجموع الفتاوی (20/10)۔

(۴) مجموع الفتاوی (3/368)۔

میں ایسے لوگوں کو رکھا ہے جن سے قیامت تک حجت قائم ہوتی رہے گی، اور اسی لئے اُن کا اجماع اسی طرح حجت ہے جس طرح کتاب وسنت حجت ہیں۔[(۱)]

اس لئے بھینس کے گائے کی نوع ہونے اور دونوں کے حکم کی یکسانیت پر امت کے علماء لغت عرب اور علماء شریعت؛ مفسرین، محدثین اور فقہاء ومجتہدین کا اجماع ناقابل تردید ہے اس کا رد وا نکار ممکن نہیں۔

۴۔ بھینس اور گائے کے اتحاد جنس اور حکم کی یکسانیت پر نقل کردہ علماء امت کے اجماع کے سلسلہ میں امام اہل السنۃ امام احمد رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) وغیرہ کے قول:

''مَنْ ادَّعَى الْإِجْمَاعَ فَهُوَ كَاذِبٌ'' (جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے)۔[(۲)]

سے بھی کوئی تشویش نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ امام موصوف رحمہ اللہ خود اجماع کی حجیت اور

---

(۱) اسی طرح غیر منازع اجماع کی مخالفت کی سنگینی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وَهَذِهِ الْآيَةُ -أي {وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ...}- تَدُلُّ عَلَى أَنَّ إِجْمَاعَ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّةٌ مِنْ جِهَةِ أَنَّ مُخَالَفَتَهُمْ مُسْتَلْزِمَةٌ لِمُخَالَفَةِ الرَّسُولِ وَأَنَّ كُلَّ مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ فِيهِ نَصٌّ عَنْ الرَّسُولِ؛ فَكُلُّ مَسْأَلَةٍ يُقْطَعُ فِيهَا بِالْإِجْمَاعِ وَبِانْتِفَاءِ الْمُنَازِعِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ؛ فَإِنَّهَا مِمَّا بَيَّنَ اللَّهُ فِيهِ الْهُدَى، وَمُخَالِفُ مِثْلِ هَذَا الْإِجْمَاعِ يَكْفُرُ كَمَا يَكْفُرُ مُخَالِفُ النَّصِّ الْبَيِّنِ''۔ [دیکھئے: مجموع الفتاوی (7/38)]۔

یہ آیت کریم (ومن یشاقق الرسول۔۔) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کا اجماع اس حیثیت سے حجت ہے کہ ان کی مخالفت رسول ﷺ کی مخالفت کو مستلزم ہے، اور یہ کہ ہر مسئلہ جس میں ان کا اجماع ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی نص ہونا ناگزیر ہے؛ لہٰذا ہر مسئلہ جس میں قطعی طور پر اجماع ہو اور مومنوں میں سے کوئی منازع نہ ہو؛ وہ ان مسائل میں سے ہے جن میں اللہ نے ہدایت ظاہر فرمادی ہے، اور اس جیسے اجماع کا مخالف ویسے ہی کافر ہو جائے گا جیسے واضح اور بین نص کا مخالف کافر ہو جائے گا!)

(۲) مسائل الامام أحمد بروایت عبداللہ بن احمد بن حنبل (ص:439،فقرہ:1587)۔

اس کے ایک مصدر شریعت ہونے کے قائل تھے، اور متعدد مسائل میں انہوں نے اجماع نقل بھی کیا ہے، لہٰذا اس قول کا مقصود اجماع کی عدم حجیت، یا استبعاد وجود نہیں ہے، بلکہ اہل علم کی توضیحات کی روشنی میں اس قول کے حسب ذیل کئی محمل ہیں:

۱۔ یہ بات امام احمد رحمہ اللہ نے تورعاً واحتیاطاً کہی ہے، یعنی اجماع کے سلسلہ میں محتاط ہونا چاہئے، کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی اختلاف ہو جس سے مدعی کو واقفیت نہ ہو۔

۲۔ یہ بات ان لوگوں کے حق میں کہی ہے، جنہیں مسائل میں سلف کے اختلافات کا صحیح اور وسیع علم نہ ہو، لہٰذا اجماع نقل کرنے میں احتیاط وتثبت درکار ہے، جیسا کہ اگلے جملے سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ نے فرمایا:

"لَعَلَّ النَّاسَ اخْتَلَفُوا، مَا يُدْرِيهِ، وَلَمْ يَنْتَهِ إِلَيْهِ؟ فَلْيَقُلْ: لَا نَعْلَمُ النَّاسَ اخْتَلَفُوا" (شاید لوگوں نے اختلاف کیا ہو، اسے علم نہ ہو، اس کی وہاں تک رسائی نہ ہوسکی ہو؟ لہٰذا یہ کہنا چاہئے: کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں لوگوں کا اختلاف ہے)۔[۱]

۳۔ امام احمد اور دیگر علماء حدیث رحمہم اللہ کا سابقہ بشر، ابن علیہ اور ان جیسے دیگر اہل کلام اور عقلانیوں سے تھا جو احادیث کے خلاف لوگوں کے اجماع بیان کرکے احادیث کو رد کیا کرتے تھے، لہٰذا انہوں نے واضح کیا کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے، اور اس قسم کی باتوں سے سنتیں رد نہیں کی جاسکتیں۔۔۔اس کا مقصد اجماع کے وجود کا استبعاد نہیں ہے، واللہ اعلم۔[۲]

(۱) إعلام الموقعين عن رب العالمين (1/24)، و(2/175)، ومختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة (ص:611) نیز دیکھئے: مجموع الفتاوی (19/271)، و(33/136)، والمنح الشافيات بشرح مفردات الامام أحمد (1/24)۔

(۲) دیکھئے: مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة (ص:612)، والفتاوى الكبرى لابن تيمية (6/286)، نیز دیکھئے: معالم اصول الفقہ عند اہل السنۃ والجماعۃ، از محمد حسین جیزانی ص169-170)۔

پانچواں اشکال: (بھینس کی عجمیت اور لغت عرب کا تعارض)

بھینس کے لئے ''الجاموس'' کا لفظ عربی نہیں ہے' اور بھینس عرب کا جانور بھی نہیں ہے' لہٰذا اس کی حقیقت و ماہیت کے لئے لغت عرب سے استدلال درست نہیں، عربوں کو عجمی جانور (بھینس) کے بارے میں کیا معلوم ہوسکتا ہے؟

ازالہ:

ا۔ بلاشبہہ لفظ ''الجاموس'' عربی لفظ نہیں بلکہ فارسی معرب ہے، اور قرآن کو سنت میں کہیں وارد نہیں ہوا ہے، لیکن اس کے علاوہ دیگر متعدد الفاظ جو اصلاً دخیل یعنی غیر عربی ہیں، لیکن قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں،[1] ان الفاظ کے معانی ومفاہیم کے لئے لغت عرب ہی سے استدلال کیا جاتا ہے، تو لفظ ''الجاموس'' ہی سے آخر کیا بیر ہے' کہ اس کی ماہیت کے لئے لغت عرب سے احتجاج درست نہیں ہے؟

اختصار کے پیش نظر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

معرب فارسی لفظ ''الجاموس'' کی طرح قرآن کریم میں وارد لفظ ''سجیل'' بھی فارسی زبان کا لفظ ہے اور ''گاؤمیش'' کی طرح دو فارسی الفاظ کا ایک معرب لفظ ہے، جیسا کہ مفسرین نے علماء لغت عرب سے نقل کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے سلف سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں متعدد زبانوں کے غیر عربی الاصل الفاظ بھی ہیں، اور یہی بات واقع کے مطابق بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''عن أبي ميسرة، قال: في القران من كل لسان''۔[تفسیر الطبری (1/14)]۔

ابو میسرہ کہتے ہیں: کہ قرآن میں ہر زبان کے الفاظ ہیں۔

"سِجِّيلٍ" وَهِيَ بِالْفَارِسِيَّةِ: حِجَارَةٌ مِنْ طِينٍ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَيْ مِنْ "سَنْكٍ" وَهُوَ الْحَجَرُ، وَ"كِلْ"وَهُوَ الطِّينُ"۔(۱)

"سجیل"، فارسی لفظ ہے جس کے معنیٰ گارے کے پتھر کے ہیں، یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہی ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ یہ فارسی لفظ "سنک وکل"، یعنی "سنگ وگل" (پتھر اور گیلی مٹی، گارا) سے معرب ہے۔

اور ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" أَنَّهُمَا كَلِمَتَانِ بِالْفَارِسِيَّةِ، جَعَلَتْهُمَا الْعَرَبُ كَلِمَةً وَاحِدَةً، وَإِنَّمَا هُوَ سَنْجُ وَجِلٌّ يَعْنِي بِالسَّنْجِ: الْحَجَرَ، وَالْجِلِّ: الطِّينُ"۔(۲)

یہ دونوں فارسی الفاظ ہیں، جنہیں عربوں نے ایک لفظ بنا دیا ہے، دراصل یہ "سنگ اور گل" ہے، سنگ کے معنیٰ پتھر اور گل کے معنیٰ گارا اور گیلی مٹی ہے۔

اور "سجیل" کے بارے میں یہ ساری باتیں علماء لغت عرب کے یہاں موجود ہیں، جہاں سے علماء مفسرین نے اخذ فرمایا ہے' اسی طرح لفظ "الجاموس" بھی ہے، چنانچہ ابن منظور دمشقی رحمہ اللہ (۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

"مُعَرَّب دَخِيل، وَهُوَ سَنْك وكِل أَي حِجَارَةٌ وَطِينٌ؛ ... وَقَالَ أَهل اللُّغَةِ: هَذَا فارسيٌّ وَالْعَرَبُ لَا تَعْرِفُ هَذَا؛ ... وَمِنْ كَلَامِ الفُرْس مَا لَا يُحْصى مِمَّا قَدْ أَعْرَبَتْه العربُ نَحْوَ جَامُوسٍ ودِيباج"۔(۳)

(۱) تفسیر ابن کثیر (4/340)، وتفسیر الطبری (1/14)، نیز دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص: (813، 1100)۔
(۲) تفسیر ابن کثیر تحقیق سامی سلامۃ (8/487)۔
(۳) دیکھئے: لسان العرب (11/327)، نیز دیکھئے: تہذیب اللغۃ (10/309)، والمنتخب من کلام العرب ===

”سجیل“ غیر عربی لفظ ہے، جسے عربی زبان میں ڈھالا گیا ہے، اور وہ ہے سنگ اور گل، یعنی پتھر اور گارا۔۔۔اور اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے، عرب اسے نہیں جانتے ہیں،۔۔۔ اور فارسیوں کے بے شمار الفاظ ہیں جنہیں عربوں نے عربی زبان میں ڈھالا ہے، جیسے ”جاموس“ (بھینس) اور ”دیباج“ (ریشم)۔

اسی طرح ”مقالید“ بھی فارسی لفظ ہے جس کے معنیٰ کنجی کے ہیں[١]، نیز ”المرجان“ بھی فارسی لفظ ہے، جس کے معنیٰ سرخ منکے کے ہیں۔[٢]

اسی طرح قرآن کریم میں دیگر زبانوں کے متعدد معرب الفاظ مستعمل ہیں، مثلاً، مشکاۃ، الیم، الطور، آباریق، استبرق، القسطاس، الغساق وغیرہ۔[٣]

٢۔ رہا مسئلہ یہ کہ عربوں کو عجمی جانور (بھینس) کے بارے میں کیا معلوم ہوگا؟ تو واضح رہے کہ عرب یا عربی ہونا الگ بات ہے اور ماہر لغت عرب ہونا الگ بات ہے، چنانچہ علم لغتِ عرب کی مہارت اور اصول وفقہ لغت میں گیرائی ایک غیر عربی یعنی عجمی کو بھی ہو سکتی ہے، ضروری نہیں کہ لغت عرب کا ماہر عربی الاصل والنسل ہی ہو، اور الحمد للہ علماء لغت کی ایک تعداد

=== (ص:600)، ومجمل اللغۃ لابن فارس (ص:487)، والمحکم والمحیط الأعظم (7/274)، والکلیات (ص:520)، و(ص:959)، وتاج العروس (29/179)، والابانۃ فی اللغۃ العربیۃ (1/102)۔

(١) تفسیر ابن کثیر (7/112)۔

(٢) تفسیر ابن کثیر (7/493)۔

(٣) دیکھئے: فی التعریب والمعرب معروف بحاشیہ ابن بری (ص:20)، نیز دیکھئے: دراسات فی فقہ اللغۃ (ص:316)، اور عجمی زبانوں کے الفاظ کی تعریب اور اس کی مزید مثالوں کی وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمائیں: المخصص (4/221-224)۔

ایسی بھی ہے جو اصل ونسل کے اعتبار سے عجمی ہونے کے باوصف زبان عرب میں ماہرفن ہی نہیں بلکہ امامت کا درجہ رکھتی ہے، لہٰذا ایک طرف وہ عجمی ہونے کے سبب ''گاؤ میش''(بھینس) کی اصلیت وماہیت سے بھی اچھی طرح واقف ہیں اور دوسری طرف لغت عرب میں امامت کے سبب ''گاؤ میش'' کی تعریب ''الجاموس'' اور اس کے جنس ''بقر'' (گائے) کی نوع اورنسل ہونے سے بھی بخوبی آگاہ ہیں، بطور مثال بعض ائمہ لغت عرب کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں، جو عجمی الاصل والنسل ہیں، اور عرب وعجم سے خوب واقف ہیں:

۱۔ ادیب، لغوی علامہ ابومنصور محمد بن احمد بن الازہر بن طلحہ بن نوح بن الازہر بن نوح بن حاتم الازہری الہروی، الشافعی رحمہ اللہ (282-370ھ) مطابق (895-980ء)

ان کی ولادت خراسان کے علاقہ ہرات میں ہوئی، آغاز میں فقہ کی طرف توجہ تھی، پھر عربی زبان وادب کے علم کا شوق غالب ہوا، چنانچہ اس کے حصول میں کئی سفر کئے، قبائل اور ان کے احوال کے سلسلہ میں وسیع علم حاصل کیا، ربیع الآخر میں ہرات ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

ان کی مشہور تصانیف میں تہذیب اللغۃ ہے جو دس سے زیادہ جلدوں پر محیط ہے، اسی طرح التقریب فی التفسیر، الزاہر فی غرائب الالفاظ، علل القراءات، وکتاب فی اخبار یزید بن معاویۃ وغیرہ کتابیں ہیں۔ (۱)

۲۔ معروب ادیب، لغوی، خوشخط علامہ ابونصر اسماعیل بن حمد جوہری فارابی رحمہ اللہ (وفات 393ھ مطابق 1003ء)۔

یہ اصلاً ملک ترک کے علاقہ فاراب (موجودہ کزاخستان کے ایک شہر) کے ہیں، پھر

---

(۱) دیکھئے: معجم المؤلفین از عمر رضا کحالہ (8/230)۔

عراق کا سفر کیا اور وہاں ابو علی فارسی اور ابوسعید سیرافی سے عربی پڑھا، پھر حجاز کا سفر کیا، وہاں ربیعہ اور مضر وغیرہ کے علاقوں کی سیر کی، اور حصول علم میں سخت جانفشانی کا ثبوت دیا، اور خراسان واپس لوٹ آئے، پھر وہاں سے نیسابور چلے گئے، اور عمر کے آخری مرحلہ تک وہیں تدریس، تصنیف اور کتابت وغیرہ میں مشغول رہے، یہاں تک کہ وہیں وفات پائے۔

آپ کی مشہور تصانیف میں: تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، کتاب المقدمۃ فی النحو، اور کتاب فی العروض، وغیرہ ہیں۔ (۱)

۳۔ نحو، لغت، اشعار، عرب کے حادثات و وقائع اور ان سے متعلقہ امور کے عالم، علامہ ابوالحسن علی بن اسماعیل اندلسی، مرسی معروف بہ ابن سیدہ (نابینا) رحمہ اللہ (398 - 458ھ) مطابق (1007-1066ء)۔

آپ کی ولادت (اسپین کے شہر) مرسیہ میں ہوئی، اور ۲۶ ربیع الآخر ۴۵۸ھ میں دانیہ میں وفات پائے۔

آپ کی مشہور تصانیف میں "المحکم والمحیط الاعظم فی لغۃ العرب" جو حروف معجم کی ترتیب سے بارہ جلدوں پر محیط ہے، اسی طرح الانیق فی شرح الحماسۃ، الوافی فی علم القوافی، شرح اِصلاح المنطق، وکتاب العالم فی اللغۃ، وغیرہ ہیں۔ (۲)

۴۔ معروف لغوی اور دیگر علوم کے ماہر علامہ ابوالطاہر مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروزآبادی، شیرازی شافعی رحمہ اللہ (729 - 817ھ) (1329 -

---

(۱) معجم المؤلفین (2/267)۔

(۲) معجم المؤلفین (12/118)۔

1414ء)۔

آپ کی ولادت (ایران کے شہر) کازرون میں ہوئی اور وہیں پرورش پائے، پھر شیراز (ایران کے صوبہ فارس کا ایک شہر) منتقل ہوئے اور وہاں اپنے والد اور شیراز کے دیگر علماء سے عربی زبان وادب کا علم حاصل کیا، اور پھر عراق جا کر وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا، پھر قاہرہ تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا، اسی طرح روم، ہندوستان وغیرہ بھی تشریف لے گئے، پھر زبید گئے اور وہاں بیس سال گزار دیا، اور بیس شوال کی شب میں وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی مشہور تصانیف میں القاموس المحیط والقابوس الوسیط اور البلغۃ فی ترجمۃ ائمۃ النحاۃ واللغۃ وغیرہ ہیں۔[۱]

الحاصل اینکہ یہ لغت عرب کے ماہرین ہیں جو غیر عرب یعنی عجمی ہیں، اور ان علاقوں کے ہیں جہاں بھینسیں پائی جاتی تھیں، لہذا انہیں جاموس اور بقر میں یکسانیت اور اتحاد جنس کا بخوبی علم ہے اور ان کی تصریحات بلاشبہہ معتبر ہیں، بالخصوص جب کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

چھٹا اشکال: (لغت وشرع کے مابین تعارض)

علماء لغت نے بھینس کو گائے کی جنس کی ایک نوع کہا ہے، لیکن شریعت میں بھینس کا ذکر نہیں ہے، لہذا لغت اور شریعت میں تعارض ہے، اور ایسی صورت میں شریعت کو مقدم کیا جائے گا اور لغت کے مدلول کو رد کر دیا جائے گا!!

---

(۱) معجم المؤلفین (7/36)۔

ازالہ:

ا۔ شریعت میں بھینس کے لفظ کا ذکر نہیں ہے، البتہ البقر یعنی گائے کا ذکر موجود ہے اور اس میں کسی بھی نوع ونسل، رنگ وشکل اور نام ولقب کی تحدید نہیں ہے، بلکہ بقر عام ہے، اب باعتبار لغت وشرع جس پر بھی بقر کا اطلاق ہو وہ اس حکم میں داخل ہے۔

۲۔ ''لغت وشرع کے مابین اختلاف وتعارض اور ترجیح وتقدیم'' کا مذکورہ قاعدہ مسلم ہے، اس سے ادنیٰ اختلاف نہیں لیکن زیر بحث مسئلہ میں صورت حال بالکل برعکس ہے، یعنی لغت وشرع میں اختلاف وتعارض نہیں، بلکہ بالکلیہ مطابقت وموافقت اور یکسانیت ہے، اور الحمدللہ بھینس کے گائے کی نوع ہونے کے سلسلہ میں جو تصریحات بلا اختلاف علماء لغت نے کی ہیں، بعینہ وہی تصریحات علماء شرع مفسرین، محدثین، فقہاء امت اور ائمہ اجتہاد وفتاویٰ نے کی ہیں، اور سلف امت کی تاریخ کے ادوار میں بھینس اور گائے کا حکم شرعی مسائل زکاۃ وقربانی میں یکساں رہا ہے۔ اگر واقعی کہیں لغت وشرع کا تعارض ہوتا تو امناء شریعت سے کہیں نہ کہیں ضرور نقل کیا جاتا اور کتابوں میں مندرج ومبحوث ہوتا۔ واللہ اعلم

ساتواں اشکال: (بقر کا اطلاق وتقیید)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ بھینس مطلق گائے نہیں ہے، بلکہ اسے عربی میں ''ضان البقر'' اور فارسی میں گاؤمیش کہتے ہیں، جس کی تعریب ''جاموس'' سے کی گئی ہے، جبکہ قربانی کے لئے بلا قید مطلق گائے ہونا ضروری ہے!!

ازالہ:

ا۔ شرعی احکام میں الفاظ ومبانی سے زیادہ مدلولات ومعانی کا اعتبار ہے، گائے کی نوع

بھینس کا انکشاف ہونے کے بعد اسے دیکھ کر عربوں نے ظاہری شباہت کے اعتبار سے جو نام دیا وہ مطلق ہے یا مقید، شریعت کو اس سے بحث نہیں ہے، یہ تو تسمیہ وتلقیب کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اصل مطلوب تو مسمیٰ بہ، اس کی حقیقت اور حکم ہے، بحث اس امر سے ہے کہ اس جانور پر علماء شریعت نے جو حکم منطبق کیا وہ کیا ہے؟ اور تصریحات گزر چکی ہیں کہ علماء امت نے مطلق اور مقید دونوں ناموں کی گایوں کا حکم یکساں رکھا ہے۔

۲۔ نام کے اطلاق وتقیید کا یہ نکتہ سلف امت کے سامنے بھی تھا کیونکہ انہوں نے اس مقید نام کی خود صراحت کی ہے اور ساتھ ہی گائے اور بھینس کا حکم یکساں قرار دیا ہے، کما تقدم، لہٰذا نام کے مطلق ومقید ہونے کا اعتبار نہیں، اس سے حکم متاثر نہیں ہوتا۔

۳۔ جس طرح گائے کی نوع بھینس کو عربوں نے ''ضان البقر'' کا مقید نام دیا ہے، اسی طرح اونٹ وغیرہ دیگر انواع کو بھی انھوں نے ''ضان'' سے مقید نام دیا ہے، مثلاً بختی اونٹ کو ''ضان الابل'' کہا کرتے تھے، جیسا اہل علم نے صراحت کی ہے، حیوانات کی حقیقت وماہیت اور ان کے انواع واقسام اور نسلوں کے ماہر علامہ جاحظ بصری (۲۵۵ھ) فرماتے ہیں:

''والجواميس عندهم ضأن البقر، والبخت عندهم ضأن الإبل، والبراذين عندهم ضأن الخيل''۔(۱)

بھینسیں ان کے یہاں گائے مینڈھا، بختی ان کے یہاں اونٹ مینڈھا اور ٹٹو ان کے یہاں گھوڑا مینڈھا ہیں۔

اسی طرح علامہ عبد اللہ بن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (۲۷۶ھ) عیون الاخبار میں لکھتے ہیں:

(۱) الحیوان (1/100)، و(5/244)۔

”ویقال: الجوامیس ضأن البقر، والبخت ضأن الإبل، والبراذین ضأن الخیل...“۔[1]

بھیسوں کو گائے مینڈھا، بختی (خراسانی) اونٹوں کو اونٹ مینڈھا اور ٹٹوؤں کو گھوڑا مینڈھا کہا جاتا ہے۔۔۔

بعینہ یہی بات علامہ محمد احمد المعروف بابن عبد ربہ رحمہ اللہ (۳۲۸ھ) نے بھی کہی ہے۔[2]

اسی طرح علامہ ابوالفضل احمد بن محمد میدانی نیسابوری رحمہ اللہ (۵۱۸ھ) فرماتے ہیں:

”والأفراس عند العرب معز الخیل، والبراذین ضأنها، کما أن البُخْتَ ضأنُ الإبل، والجوامیس ضأن البقر“۔[3]

عربوں کے یہاں فرس ”گھوڑا بکری“ اور ٹٹو ”گھوڑا مینڈھا“ ہیں، جس طرح بختی اونٹ ”اونٹ مینڈھا“ اور بھینسیں ”گائے مینڈھا“ ہیں۔

علامہ شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب النویری رحمہ اللہ (۷۳۳ھ) فرماتے ہیں:

”والبختیّ کالبغل، ویقال: البخت ضأن الإبل، وھی متولّدة عن فساد منیّ العراب“۔[4]

بختی اونٹ خچر کی طرح ہوتے ہیں، اور بختی اونٹوں کو ”اونٹ مینڈھا“ کہا جاتا ہے، جو عربی النسل اونٹ کی فاسد منی سے پیدا ہوتے ہیں۔

---

(۱) عیون الأخبار (2/87)۔

(۲) دیکھئے: العقد الفرید (7/263)۔

(۳) مجمع الأمثال (2/48)۔

(۴) نہایۃ الأرب فی فنون الأدب (10/109)، نیز دیکھئے: الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم (7/133)۔

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ بختی اونٹ بھی نام کے اعتبار سے مطلق ابل (اونٹ) نہیں ہیں، بلکہ مقید اونٹ ہیں جنہیں عرب ''ضان الابل'' کہتے ہیں۔اور بختی کی زکاۃ اور قربانی میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، تو بھینس بھی ضان البقر ہے، اس میں بھی زکاۃ اور قربانی میں کسی طرح کا کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے!!

جس طرح ناموں کی تقیید اونٹ کی انواع میں زکاۃ اور قربانی کے حکم کو متاثر نہیں کرتی اسی طرح بھینس کا مقید نام بھی زکاۃ وقربانی کی مشروعیت پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔واللہ اعلم

آٹھواں اشکال: (نبی ﷺ اور صحابہ سے بھینس کی قربانی کا عدم ثبوت)

بھینس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھینس کی قربانی نہیں کی ہے۔

ازالہ:

۱۔ کیا بھینس کی قربانی کے جواز کے لئے نبی کریم ﷺ کا اسے عملاً انجام دینا ضروری ہے، خواہ اس کے اسباب میسر ہوں یا نہ ہوں؟ کیا شریعت کے نصوص اور ان کے بارے میں شرعی اصولوں کی روشنی میں سلف امت کا فہم اور عمل کافی نہیں؟ اگر کافی ہے تو اشکال زائل ہوجاتا ہے، اور اگر کافی نہیں، تو کیا بھینس کا گوشت نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے کھانا ثابت ہے؟ یا اس کی زکاۃ لینا ثابت ہے؟ کیا قربانی کے جانوروں کی دنیا میں پائی جانے والی تمام قسموں اور نسلوں کی قربانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے؟ یا اونٹ، گائے اور بکریوں کی تمام انواع کی زکاۃ لینا نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے؟ یا ان کا گوشت کھانا ثابت ہے؟ ظاہر ہے کہ ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھینس کی قربانی کو جائز کہتے ہیں، مسنون (یعنی عملی طور پر نبی کریم ﷺ کا معمول بہ) نہیں کہتے، اور دونوں باتوں میں نمایاں فرق ہے، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

۲۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھینس کی قربانی نہ کرنے یا زکاۃ نہ لینے یا اس کا گوشت نہ کھانے کے عدم ثبوت کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے یہاں موجود اور فراہم تھی، لیکن ناجائز ہونے کے سبب آپ ﷺ اور صحابہ نے اس کی قربانی نہیں کی، بلکہ معاملہ یہ تھا کہ وہ نسل ہی ان کے یہاں موجود ومتعارف نہ تھی، اور جب موجود ہوئی تو ہمارے سلف جو موجود تھے انہوں نے اسے گائے ہی سمجھا کسی کا اختلاف بھی منقول نہیں جس کا اس بات سے اتفاق نہ ہو، بلکہ اجماعی طور پر گائے اور بھینس دونوں سے یکساں واجب زکاۃ لی گئی اور قربانی کی گئی۔

یہی وجہ ہے کہ جب علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) سے بھینس کی قربانی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف ان چیزوں کو بیان کیا ہے جو عربوں کے یہاں معروف تھیں'... اور بھینس اہل عرب کے یہاں معروف نہ تھی''۔(۱) واللہ اعلم۔

نواں اشکال: (بھینس کی قربانی عبادات میں اضافہ ہے)

قربانی عبادت ہے، اس کے جانور متعین ہیں' اس میں بھینس کا نام نہیں ہے، لہذا بھینس کا اضافہ کرنا عبادت میں اضافہ کرنا ہے، اور یہ جائز نہیں، اس کی مثال ویسی ہی ہے جیسے کوئی نماز کی متعینہ رکعات میں اضافہ کردے وغیرہ، جس کی گنجائش نہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

---

(۱) مجموع فتاویٰ ورسائل ابن عثیمین، 25/ 34)۔

''بَابُ الْقُرُبَاتِ يُقْتَصَرُ فِيهِ عَلَى النُّصُوصِ، وَلَا يُتَصَرَّفُ فِيهِ بِأَنْوَاعِ الْأَقْيِسَةِ وَالْآرَاءِ''۔(۱)

قربتوں (عبادات) کے باب میں نصوص پر اکتفا کیا جائے گا، مختلف قیاسات اور آراء کے ذریعہ اس میں تصرف نہیں کیا جائے گا۔

نیز اس بات کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ سے علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔(۲)

ازالہ:

۱۔ قربانی بلاشبہہ عبادت ہے اور اس کے جانور طے شدہ ہیں جو آٹھ ازواج ہیں، اونٹ، گائے، بکرا، اور مینڈھا (مذکر ومونث) اور بھینس بھی گائے ہے جو عرب کے علاوہ دوسرے علاقوں میں پائی جاتی تھی، اور گائے منصوص ہے، اسی طرح بختی اور دیگر قسمیں بھی اونٹ میں داخل ہیں، نیز بکریوں کی دیگر نسلیں بھی بکری میں شامل ہیں۔ یہ قربانی کے جانور میں اضافہ نہیں، بلکہ دنیا میں پائی جانے والی انہی جانوروں کی نسلیں ہیں، انہیں اضافہ کہنا زیادتی اور بے جاشدت ہے، کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ صرف حجاز مقدس مکہ ومدینہ ہی کی نسلوں کی قربانی جائز ہے، دیگر علاقوں کی نہیں، شریعت اسلامیہ میں اس تحدید اور پابندی کی کوئی دلیل نہیں!!!

قربانی کے جانوروں میں اضافہ اس وقت ہوتا اور کہا جاتا جب مذکورہ چار اجناس کے علاوہ کسی پانچویں جنس کے جانور کو قربانی میں شامل کیا جاتا!!

۲۔ قربانی کے سلسلہ میں بھیمۃ الانعام کی تفسیر میں مفسرین، شارحین حدیث، اور فقہاء

---

(۱) تفسیر ابن کثیر (7/465)۔

(۲) موسوعۃ الألبانی فی العقیدۃ (9/42)، نیز دیکھئے: أحکام الجنائز (ص:173-174)۔

ومجتہدین نے آٹھ ازواج کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کے سوا دیگر جانوروں کی قربانی کے عدم جواز واجزاء کی تصریح فرمائی ہے اور دیگر جانوروں کی مثال میں انہوں نے وحشی گائے، گدھے اور ہرن وغیرہ کا نام بتلایا ہے، ہمارے محدود علم کے مطابق کسی نے بھی مثال میں بھینس کو پیش نہیں کیا ہے، اسی طرح گائے کی دیگر قسموں اور اونٹ کے دیگر انواع بخاتی وغیرہ کو پیش نہیں کیا ہے کہ یہ ثمانیۃ ازواج پر اضافہ ہیں اور قربانی عبادت ہے اس میں اضافہ کرنا جائز نہیں، لہٰذا بھینس اور بخاتی وغیرہ کی قربانی ناجائز ہے!!

یہ اس بات کی دوٹوک دلیل ہے کہ ان چاروں کے علاوہ کسی پانچویں جنس کا اضافہ کرنا قربانی جیسی عبادت میں رائے پرستی اور من مانی اضافہ ہوگا، رہیں اُن کی قسمیں اور نسلیں تو وہ بدیہی طور پر ان میں داخل ہیں، اِلا یہ کہ استثناء کی کوئی مستند دلیل ہو۔ واللہ اعلم۔

۳۔ جنس ونوع کا حکم یکساں ہے، بھینس کو گائے کی جنس سے ماننا عبادت میں من مانی اضافہ نہیں، چنانچہ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۴۲۰ھ) جنہوں نے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول: ”بَابُ الْقُرُبَاتِ يُقْتَصَرُ“ الخ نقل فرمایا ہے، انہوں نے خود بھینسوں میں زکاۃ کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ علامہ رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ حسین بن عودۃ العوایشہ نقل فرماتے ہیں:

”وسئل شيخنا – رحمه الله –: هل في الجاموس زكاة؟ فأجاب: نعم في الجاموس زكاة؛ لأنه نوع من أنواع البقر“۔(۱)

ہمارے شیخ –علامہ البانی رحمہ اللہ– سے سوال کیا گیا: کیا بھینس میں زکاۃ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: جی ہاں بھینس میں زکاۃ ہے؛ کیونکہ وہ گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

---

(۱) دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی فقہ الکتاب والسنۃ المطہرۃ، حسین عوایشہ (3/ 76)۔

مولف کتاب شاگرد رشید شیخ حسین عوایشہ نے مقدمہ میں وضاحت کیا ہے کہ ''شیخنا'' (ہمارے شیخ) سے مراد علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ہیں، لکھتے ہیں:

''وقد رجعْتُ لشيخنا الألباني -شفاه الله تعالى وعافاه- في كثير من المسائل، فاستفدْتُ منه، وأنِسْتُ برأيه، فجزاه الله عنِّي وعن المسلمين خيراً''۔(۱)

میں نے شیخ البانی -اللہ انہیں شفا اور عافیت دے- سے بکثرت مسائل میں رجوع کیا، آپ سے استفادہ کیا اور آپ کی رائے سے خوش ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو میری اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

دسواں اشکال: (بعض اہل علم کے احتیاطی فتاوے)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء اہل حدیث نے اس سلسلہ میں احتیاط کا فتویٰ دیا ہے۔

ازالہ:

۱۔ جمہور علماء امت نے بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا ہے، بلکہ دونوں کے اتحاد حکم پر امت کا اجماع منقول ہے، اور گائے کی طرح بھینس میں بھی زکاۃ واجب اور قربانی جائز ہے، احتیاط کی بات ہمارے علم کے مطابق سب سے پہلے شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ الرحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے ''مرعاۃ المفاتیح'' میں کہی ہے، اور پھر اسی بنیاد محقق کبیر حافظ زبیر علیزئی اور دیگر لوگوں نے احتیاط کے فتوے صادر کئے ہیں۔

لیکن واضح رہے کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے ''احتیاط'' کا معنیٰ عدم جواز نہیں، بلکہ جواز ہے،

(۱) دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی فقہ الکتاب والسنۃ المطہرۃ (1/6)۔

جیسا کہ آپ نے آگے قربانی کرنے والوں پر عدم ملامت کی صراحت فرمائی ہے۔ نیز جواز کی وضاحت اور تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ رحمہ اللہ نے اپنے مجموعہ فتاویٰ میں متعدد جگہوں پر گاؤ میش (بھینس) کی قربانی کے مطلق جواز کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ فتاوے گزر چکے ہیں۔ (۱)

۲۔ احتیاط کا فتویٰ قدرے محل نظر ہے، کیونکہ نقطۂ بحث یہی ہے کہ بھینس گائے کی جنس سے ہے یا نہیں؟ اب اگر ہے تو اس کی قربانی جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے، درمیان میں احتیاط کا کوئی محل نہیں ہے۔

چنانچہ حافظ ابو یحییٰ نور پوری لکھتے ہیں:

''پھر یہ احتیاط والی اس لئے بھی عجیب سی ہے کہ اگر بھینس گائے نہیں تو اس کی قربانی سرے جائز ہی نہیں، اور اگر یہ گائے ہے تو اس کی قربانی بالکل جائز ہے، اس میں کوئی درمیانی راستہ تو ہے ہی نہیں''۔ (۲)

۳۔ احتیاط کی بات کہنا بذات خود عدم جواز کے موقف سے عدم اطمینان کا غماز ہے، ورنہ اطمینان ہو تو عدم جواز کی صراحت سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ملاحظہ فرمائیں کتاب کی دسویں فصل۔ [فتاویٰ شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ، ترتیب وتحقیق: مولانا حافظ عبد اللطیف اثری، 2 / 50، 73، 84، 137، 160، مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن، یوپی، ۲۰۱۸ء]۔

(۲) دیکھئے: بھینس کی قربانی، از فضیلۃ الشیخ حافظ ابو یحییٰ نور پوری، نائب مدیر ماہنامہ ''السنۃ''، جہلم، ص: 7۔

ثانیاً: عوامی شبہات:

پہلاشبہہ: (قربانی کے جانور آٹھ ازواج ہیں دس نہیں!)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، کیوں قربانی کے مشروع جانور آٹھ ازواج ہیں، اگر بھینس کو شامل کیا جائے گا تو یہ تعداد دس ہو جائے گی، لہٰذا بھینس کو قربانی کا جانور شمار کرنا کتاب اللہ پر زیادتی کرنا ہے جو سراسر باطل اور غلط ہے۔

ازالہ:

۱۔ ان آٹھ ازواج سے ان کی جنسیں مراد ہیں، جیسا کہ ائمہ لغت، مفسرین قرآن، شارحین حدیث اور فقہ واجتہاد اور فتاوی کے علماء کی تصریحات کی روشنی میں یہ بات گزر چکی ہے، لہٰذا ان اجناس کی قسمیں اور نسلیں اس میں شامل ہیں، ان سے تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ انہی آٹھ ازواج میں شامل ہوں گی، جیسا کہ اونٹ کی بختی اور عراب وغیرہ قسموں اور اسی طرح گائے کی عراب جوامیس اور دربانیہ وغیرہ قسموں اور نسلوں میں سلف امت کا طریقہ رہا ہے، کہ بلاتفریق تمام انواع اور نسلوں میں زکاۃ اور قربانی کرتے رہے ہیں، کسی نے اسے اضافہ نہیں سمجھا۔

۲۔ ہاں اگر ان چار جنس کے جانوروں (مونث سمیت آٹھ ازواج) کے علاوہ کوئی پانچویں جنس کی قربانی کی جائے گی تو تعداد آٹھ کے بجائے دس ہو جائے گی، جو ناجائز ہوگی، مثلاً ہرن، جنگلی گائے، اور گدھے وغیرہ، جیسا کہ علماء مفسرین ومحدثین نے مثالوں سے واضح کیا ہے۔

دوسرا شبہہ: (جفتی کا مسئلہ)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، اور بھینس گائے کی جنس سے بھی نہیں، کیونکہ گائے بیل کی جفتی

سے بھینس پیدا نہیں ہوتی!!

ازالہ:

۱۔ بارہا یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم اور ایک عجمی نسل ہے جو فارس، مصر، ایشیا اور افریقہ وغیرہ میں پائی جاتی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس کا ظاہری حلیہ بھی عام گایوں سے مختلف ہے، تو ظاہر ہے کہ جس نوع کے نر و مادہ میں جفتی کرائی جائے گی اسی نوع کا بچہ پیدا ہوگا، اسی لئے عام گائے بیل کی جفتی سے عام گائے بیل پیدا ہوں گے، اور بھینس بھینسے کی جفتی سے کٹے پیدا ہوں گے، نہ اُس جفتی سے کٹے پیدا ہوں گے، نہ ہی اِس جفتی سے عام گائے کا بچہ پیدا ہوگا۔ ہاں اگر دونوں کی مختلط جفتی کرائی جائے تو بختی اونٹوں کی طرح ایک تیسری نسل مخلوط پیدا ہوگی۔ اس کی واضح مثال نوع انسان ہے کہ انسان ہونے میں ساری دنیا کے انسان مشترک ہیں، لیکن علاقائی اور نسلی طور پر قد و قامت، حلیہ اور رنگت وغیرہ مختلف ہے، اب ظاہر ہے کہ عربی النسل یا سفید فام مرد و عورت سے افریقی حلیہ وہیکل، شکل وصورت، قدوقامت اور رنگت کے سیاہ فام بچے پیدا نہیں ہوں گے، بلکہ عربی شکل وحلیہ ہی کے پیدا ہوں گے، اسی طرح اس کے برعکس۔ (۱) لیکن اس اختلاف کے باوصف سب نوع انسانی کا حصہ ہیں، کسی کو انسانی نوع سے خارج نہیں کیا جا سکتا!!

۲۔ جفتی کے اس مسئلہ سے شرعی حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جب تک کہ جانور آٹھ ازواج سے خارج نہ ہو، اس کی عمدہ وضاحت کے لئے امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) کا یہ قول بغور ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) اِلا یہ کہ نزع عرق کا کوئی معاملہ ہو، جیسا کہ حدیث آگے آ رہی ہے۔

’’ وَلَوْ نَزَا كَبْشٌ مَاعِزَةً، أَوْ تَيْسٌ ضَائِنَةً فَنَتَجَتْ كَانَ فِي نِتَاجِهَا الصَّدَقَةُ؛ لِأَنَّهَا غَنَمٌ كُلُّهَا وَهَكَذَا لَوْ نَزَا جَامُوسٌ بَقَرَةً، أَوْ ثَوْرٌ جَامُوسَةً، أَوْ بُخْتِيٌّ عَرَبِيَّةً، أَوْ عَرَبِيٌّ بُخْتِيَّةً كَانَتْ الصَّدَقَاتُ فِي نِتَاجِهَا كُلِّهَا؛ لِأَنَّهَا بَقَرٌ كُلُّهَا، أَلَا تَرَى أَنَّا نُصْدِقُ الْبُخْتَ مَعَ الْعِرَابِ وَأَصْنَافِ الْإِبِلِ كُلِّهَا، وَهِيَ مُخْتَلِفَةُ الْخَلْقِ وَنُصْدِقُ الْجَوَامِيسَ مَعَ الْبَقَرِ وَالدِّرْبَانِيَةِ. مَعَ الْعِرَابِ وَأَصْنَافِ الْبَقَرِ كُلِّهَا وَهِيَ مُخْتَلِفَةٌ، وَالضَّأْنُ يُنْتِجُ الْمَعْزَ وَأَصْنَافَ الْمَعْزِ، وَالضَّأْنَ كُلَّهَا؛ لِأَنَّ كُلَّهَا غَنَمٌ وَبَقَرٌ وَإِبِلٌ‘‘۔(۱)

اگر مینڈھا بکری کو جفتی کرے، یا بکرا مینڈھی کو، اور بچے پیدا ہوں تو اس میں زکاۃ ہوگی، کیونکہ یہ سب بکرے ہیں، اسی طرح اگر بھینسا گائے کو جفتی کرے یا بیل بھینس کو، یا بختی عربیہ کو، یا عربی بختیہ کو، تو ان تمام کی پیداوار میں زکاۃ ہوگی؛ کیونکہ یہ سب گائیں ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم عربی اونٹوں اور اونٹ کی تمام انواع کے ساتھ بختی اونٹوں کی بھی زکاۃ ادا کرتے ہیں، حالانکہ وہ ساخت اور حلیہ وہیکل میں مختلف ہوتے ہیں، اور عربی، دربانیہ اور گائے کی دیگر تمام قسموں کے ساتھ بھینسوں کی بھی زکاۃ دیتے ہیں، حالانکہ وہ مختلف ہوتے ہیں، اور مینڈھا جس سے بکری اور بکریوں کی بہت سی قسمیں پیدا ہوتی ہیں، سارے مینڈھوں کی زکاۃ نکالتے ہیں، کیونکہ یہ سب کے سب بکریاں، گائیں اور اونٹ ہی ہیں۔

اس لئے جفتی کے پہلو سے مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ اعلم

---

(۱) دیکھئے: الأم للشافعی (2/20)۔

تیسرا شبہہ:(بھینس کی قربانی اور مقلدین کی مشابہت)

بھینس کی قربانی جائز نہیں بھینس کی قربانی تو مقلدین احناف کے یہاں جائز ہے، اسے جائز قرار دینے سے ان مقلدین کی موافقت لازم آتی ہے۔

ازالہ:

۱۔ بھینس کی قربانی کا مسئلہ صرف مقلدین احناف کا نہیں بلکہ مسالک اربعہ کے علماء وائمہ سمیت سلفاً وخلفاً تمام ائمہ مجتہدین، وعلماء فقہ وفتاویٰ اور جمہور امت کا ہے، جنہوں نے متفقہ طور پر بھینس کو گائے کی جنس سے مانا ہے، اور ہر دور میں گائے کے نصاب اور شرائط کے مطابق اس کی زکاۃ لی جاتی رہی ہے، اور قربانی ہوتی رہی ہے، اور یہی بات دلائل، اقوال اور تعلیلات کی روشنی راجح اور درست ہے، اس مسئلہ میں اختلاف محض کم وبیش ایک دوصدی پیشتر سے رونما ہوا ہے۔

۲۔ رہا مسئلہ احناف یا دیگر مقلدین کی موافقت یا مشابہت کا، تو ظاہر ہے کہ یہ منہج اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے، ہمارا منہج یہ ہے کہ ہم دلیل کے ساتھ رہیں، اور حق کے سوا کسی کے لئے تعصب نہ کریں، اور الحمدللہ سلفیت واہل حدیثیت محض حنفیت یا مقلدین کی مخالفت کا نام نہیں ہے۔ چنانچہ سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

"أما مسائل الخلاف فمنهجي فيها هو ترجيح ما يقتضي الدليل ترجيحه والفتوى بذلك سواء وافق ذلك مذهب الحنابلة أم خالفه؛ لأن الحق أحق بالاتباع"۔(۱)

(۱) مجموع فتاوی ابن باز (4/166)۔

اختلافی مسائل میں میرا منہج یہ ہے کہ بتقاضائے دلیل جو بات ترجیح کی مستحق ہو‘ اسے راجح قرار دوں، اور اسی کا فتویٰ دوں؛ خواہ وہ حنابلہ کے مسلک کے موافق ہو یا مخالف؛ کیونکہ حق اپنی پیروی کا زیادہ سزاوار ہے۔

اسی طرح محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) رقمطراز ہیں:

”ندور مع الدليل حيث دار ولا نتعصب للرجال، ولا ننحاز لأحد إلا للحق كما نراه ونعتقده“۔(۱)

ہم دلیل کے ساتھ چلتے ہیں‘ وہ جہاں بھی جائے، ہم لوگوں کے لئے تعصب نہیں کرتے‘ نہ ہی کسی کے لئے ادھر ادھر مائل ہوتے ہیں‘ سوائے حق کے لئے‘ جیسا ہم اسے دیکھتے یا اس کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

چوتھا شبہہ: (بھینس اور گائے کی شکل وصورت اور مزاج میں فرق)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، اور وہ گائے کی جنس سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ دونوں میں ظاہری ومعنوی طور پر کئی فروق ہیں، مثلاً اس کا رنگ، شکل وصورت، مزاج وطبیعت وغیرہ‘ کہ گائے پانی سے بھاگتی ہے‘ جبکہ بھینس پانی اور کیچڑ میں رہنا پسند کرتی ہے۔

ازالہ:

۱۔ جب لغوی وشرعی طور پر بھینس کا گائے کی جنس سے ہونا، اور شرعی مسائل میں پوری امت کے اجماع سے دونوں کے حکم کی یکسانیت متحقق ہے‘ تو ان ظاہری ومعنوی فروق سے اس کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ اصل مسئلہ اجناس بھیمۃ الانعام میں سے ہونے

(۱) التوسل أنواعه وأحكامه (ص:43)، وموسوعة الألباني في العقيدة (3/606)۔

نہ ہونے کا ہے۔

۲۔ سلف امت کے تمام علوم وفنون کے علماء جنہوں نے دونوں کے اتحاد جنس اور شرعی حکم میں یکسانیت کا فیصلہ کیا ہے، وہ دونوں کے ظاہری وطبعی فروق سے بخوبی واقف ہیں، اور اس کے باوجود انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے، جیسا کہ ان کی کتابیں اور تحریریں دلالت کناں ہیں، اور اس فیصلہ میں کسی کا اختلاف واعتراض منقول نہیں ہے۔لہٰذا ان تمام پہلوؤں کے واضح ہونے کے بعد ظاہری فروق کا مسئلہ باعث تشویش نہیں رہ جاتا۔

۳۔ اتحاد جنس متحقق ہو جانے کے بعد ظاہری فروق قربانی سے مانع نہیں، ورنہ بکری کی جنس کے تحت بھیڑ، دنبہ وغیرہ بھی ہیں اور ان کی شکلوں میں نمایاں فرق ہے، اسی طرح خود گایوں اور بیلوں کے بکثرت رنگ اور شکلیں ہیں جو حصر سے باہر ہیں،(۱) چنانچہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) اس شبہہ کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"... وقد قال بعض الناس البخت ضأن الإبل والجواميس ضأن البقر، وقد رأينا الحمر المريسية وحمر الفجالين وحمر الأعراب المصامدة نوعا واحدا وبينها من الاختلاف أكثر مما بين الجواميس وسائر البقر وكذلك جميع الأنواع"۔(۲)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بختی "اونٹ مینڈھا" ہیں اور بھینسیں "گائے مینڈھا" ہیں، حالانکہ ہم نے مریسی گدھوں، فجالیوں کے گدھوں اور مصمدی (بربری) قبائل کے دیہاتیوں کے گدھوں کو ایک ہی نوع شمار کیا ہے، جبکہ ان کے درمیان جو اختلاف ہے وہ بھینسوں اور بقیہ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: المخصص (2/ 266)، وتاج العروس (13/ 58)، ولسان العرب (4/ 575)۔
(۲) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم (7/ 132)۔

گایوں کے مابین اختلاف اور اسی طرح تمام قسموں سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز محدث العصر علامہ عبد القادر حصاروی شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہما اللہ کی تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۔۔۔رہا مولانا کا یہ فرمان کہ گائے اور بھینس کے حلیہ اور شکل میں تفاوت ہے، سو یہ شبہ اہل حدیث کو بھی ہوسکتا ہے کہ بکری، بکرا اور بھیڑ، دنبہ، چھترا سب کو کھڑا کر کے انصاف کرلیں کہ ان کے حلیہ اور شکل میں زمین آسمان کا فرق ہے اور شرعاً بھی فرق ہے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ:" **الإجماع علی أنه یجزئ الجذع من الضأن وأنه لایجزئ الجزع من المعز**"۔یعنی"اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قربانی میں بھیڑ کا جذعہ کفایت کر جائے گا اور بکری کا جذعہ کفایت نہ کرے گا"۔

جب ان کی شکل اور حلیہ اور حکم شرعی میں تفاوت ہے تو پھر زکوٰۃ اور قربانی میں ان کو برابر اور یک جنس کیوں قرار دیا گیا ہے۔(۱)۔واللہ اعلم

۴۔ اگر بالفرض نزع عرق کی بنا پر گائے بیل کی جفتی سے بھینس کی شکل وہیکل اور رنگت کا بچہ پیدا ہوجائے تو کیا اُس کی قربانی بھی محض اس لئے جائز نہیں ہوگی کہ اُس کی شکل وصورت گائے بیل جیسی نہیں ہے، بلکہ کٹے (بھینس کے بچے) کی ہے؟؟

ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا، کیونکہ ظاہری فرق سے حکم نہیں بدلے گا، اس لئے کہ وہ گائے بیل ہی کا بچہ ہے، گرچہ شکل وصورت مختلف ہے۔اس بات کو مزید وضاحت سے سمجھنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی حسب ذیل حدیث بلا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ، از محقق العصر عبد القادر حصاروی، 5/457)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''**هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟**'' قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ''**فَمَا أَلْوَانُهَا؟**'' قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: ''**هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟**'' قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: ''**فَأَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ؟**'' قَالَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: ''**وَهٰذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ**''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنوفزارہ کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا: میری بیوی نے سیاہ فام بچہ جنا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان کے رنگ کیا ہیں؟'' کہا: سرخ، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس میں کوئی اونٹ مٹیالا سیاہ بھی ہے؟'' اس نے جواب دیا: اس میں بہت سے سیاہ ہیں، آپ نے پوچھا: ''سرخ اونٹوں میں یہ سیاہ کہاں سے آگئے؟''، اس نے کہا: شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے اس بچے کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو''۔!!

پانچواں شبہہ: (بھینس کو گائے پر قیاس کیا گیا ہے)

بھینس کی قربانی کے جواز کی بنیاد گائے پر قیاس ہے، جو احناف کی دلیل ہے، جبکہ بھینس کو گائے پر قیاس کرنا درست نہیں، اور قیاس کی بنیاد پر اس کی قربانی جائز نہیں!!

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب إذا عرض بنفی الولد (7/53)، حدیث (5305)، وصحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغیرها بوضع الحمل (2/1137)، حدیث (1500) الفاظ مسلم کے ہیں۔

ازالہ:

۱۔ بھینس کو گائے پر قیاس نہیں کیا گیا ہے، علماء احناف نے بھی قیاس نہیں کیا ہے، بلکہ بھینس متفقہ طور پر جنسِ گائے کی ایک نوع ہے، جیسا کہ تفصیلات گزر چکی ہیں اور علماء احناف نے بھی بھینس کو گائے کی جنس سے کہا ہے، جیسا کہ فقہ حنفی کی کتابوں میں جا بجا اس کی صراحت موجود ہے۔

۲۔ دراصل گائے اور بھینس کے سلسلہ میں اہل علم کی کتابوں میں متعدد الفاظ اور تعبیرات استعمال کی گئی ہیں، مثال کے طور پر:

۱۔ نوع من البقر ۲۔ جنس من البقر ۳۔ صنف من البقر ۴۔ ضرب من البقر
۵۔ ومن البقر الجاموس ۶۔ ومنہ الجاموس ۷۔ کالبقر ۸۔ ألحق بالبقر
۹۔ بمنزلۃ البقر ۱۰۔ قیاساً علی البقر، یا بالقیاس علی البقر ۱۱۔ مثل البقر وغیرہ۔

لیکن سب سے زیادہ جو تعبیر استعمال کی گئی ہے وہ نوع، اور اس کے ہم معنیٰ الفاظ جنس، صنف، ضرب، وغیرہ ہیں، اس کے برخلاف الحاق، بمنزلہ اور قیاس کا لفظ نادر ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل تعبیر کے مطابق بھینس گائے کی نوع ہے، البتہ تساہل یا تعبیر کا اختلاف ان سے ہوا ہے جنہوں نے ''قیاس'' کا لفظ استعمال کیا ہے، اور یہی بات قابل اعتماد ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ بھینس میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب ''قیاس'' قرار دینے والوں کی تردید فرماتے ہوئے اور گائے کو اس کی نوع ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر، والزكاة في الجواميس لأنها بقر؛ واسم البقر يقع عليها

ولولا ذلك ما وجدت فيها زكاة"۔[۱]

یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے، اور بھینسوں میں زکاۃ اس لئے ہے کہ وہ گائیں ہیں؛ اور اُن پر گائے کا نام واقع ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو بھینسوں میں زکاۃ نہ ہوتی۔

اسی طرح محدث العصر عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بھینس کو بہیمۃ الانعام میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے، قرآنی نص بہیمۃ الانعام کا لفظ عام ہے جس کے لئے کئی افراد ہیں، گائے بکری وغیرہ، تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام کا ایک فرد ہے بہیمۃ الانعام کی قربانی منصوص ہے تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہوگئی"۔[۲]

واللہ اعلم۔

(۱) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم 7/132۔

(۲) فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ، تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ 5/446، ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور۔

بارہویں فصل:

عدم جواز کے بعض استدلالات کا سرسری جائزہ

یوں تو علمی اشکالات اور عوامی شبہات کے ازالہ کے ضمن میں عدم جواز سے متعلق بہت کچھ باتیں آگئی ہیں، لیکن اہمیت کے پیش نظر یہاں مزید چند باتیں عرض خدمت ہیں:

استدلال ﴿1﴾: قرآن مجید میں بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں، دنبہ، بکری، اونٹ، گائے۔ بھینس ان چار میں نہیں، اور قربانی کے متعلق حکم ہے کہ بہیمۃ الانعام سے ہو۔ اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں، ہاں زکاۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ ۔۔۔ یاد رہے بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں اور عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے والد زمعہ کی لونڈی سے زمانہ جاہلیت میں عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا۔ لڑکا پیدا ہوا جو اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا۔ زانی مرگیا، اور اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کرگیا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کرلینا۔ فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ زمعہ کے بیٹے نے کہا یہ میرے باپ کا بیٹا ہے۔ لہٰذا میرا بھائی ہے، اس کو میں لوں گا۔

مقدمہ دربارِ نبوی میں پیش ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الحَجَرُ" (مشکوۃ باب اللعان فصل اول)

یعنی اولاد بیوی والے کی ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ یعنی وہ ناکام ہے اور اس کا حکم سنگسار کیا جانا ہے۔

بچہ سودہ کے بھائی کے حوالہ کر دیا جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی بھائی بن گیا۔لیکن سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ اس سے پردہ کرے، کیونکہ اس کی شکل وصورت زانی سے ملتی جلتی تھی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ زانی کے نطفہ سے ہے اس مسئلہ میں شکل وصورت کے لحاظ سے تو پردہ کا حکم ہوا اور جس کے گھر میں پیدا ہوا، اس کے لحاظ سے اس کا بیٹا بنا دیا۔گویا احتیاط کی جانب کو ملحوظ رکھا۔ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے اس میں بھی دونوں جہتوں میں احتیاط پر عمل ہوگا۔زکاۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے اور قربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے، اس بنا پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ ''الجاموس نوع من البقر''، یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکوٰۃ کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی (۴رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷/اپریل ۱۹۶۴ء)[۱]۔

جائزہ:

۱۔ بھینس میں زکاۃ کے وجوب اور اس کی قربانی کے جواز کا پورا مسئلہ صرف اسی نکتہ پر موقوف ہے کہ آیا وہ گائے کی جنس سے ہے یا نہیں؟ اور زکاۃ اور قربانی دونوں ہی مسائل عبادت کے ہیں، اب اگر جنس سے ہے تو اس کا حکم گائے کا حکم ہے، خواہ مسئلہ زکاۃ کا ہو یا قربانی کا، اور اگر بھینس گائے کی جنس سے نہیں ہے، تو اس کا حکم گائے کا نہیں ہے، خواہ مسئلہ زکاۃ کا ہو یا قربانی کا۔اس لئے زکاۃ اور قربانی میں تفریق، یعنی زکاۃ میں بھینس کو گائے کی جنس سے ماننا اور قربانی میں نفی کرنا، محتاج دلیل اور نا قابل تسلیم ہے، تا آنکہ دلیل آجائے۔[۲]

(۱) دیکھئے: فتاویٰ اہلحدیث مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، 2/ 426۔

(۲) دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ 5/ 456-457، نیز دیکھئے: فتویٰ محدث کبیر علامہ عبدالجلیل سامرودی، ص (152)۔

۲۔ بھینس گائے کی جنس سے اور اس کی نوع ہے، جیسا کہ علماء لغت اور فقہ و فتاویٰ کا اجماع نقل کیا جا چکا ہے' لہٰذا اسے گائے کی جنس سے خارج کرنا مستند دلیل کا متقاضی ہے۔ (۱)

۳۔ بھینس اگر گائے کی قسم نہیں' بلکہ دوسری جنس ہے، تو زکاۃ کے لحاظ سے اس کا گائے کی جنس سے ہونا کیونکر صحیح ہے؟ بالفاظ دیگر "نوع من البقر" کی صحت کو عبادات ہی کے دو ابواب زکاۃ اور قربانی میں سے صرف زکاۃ کے باب میں محدود کرنا مستقل دلیل کا متقاضی ہے، کیونکہ بھینس کے گائے کی نوع ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں کے حکم کی یکسانیت پر اجماع ثابت ہو چکا ہے۔

۴۔ اس دو جہتی احتیاط کے پہلو میں قربانی کے عدم جواز میں بظاہر یہ اندیشہ ملحوظ ہے کہ اگر بھینس بہیمۃ الانعام میں سے نہ ہوئی تو قربانی ہی نہ ہوگی، اور زکاۃ کے وجوب میں یہ نظریہ ملحوظ ہے کہ اگر بھینس بہیمۃ الانعام میں سے نہ بھی ہوئی تو اللہ کی راہ میں بطور مال صرف ہوگی اور اس پر بھی اجر مرتب ہوگا!!!

لیکن گائے اور بھینس کے متحد الجنس والحکم ہونے کے ساتھ ساتھ' یہاں یہ پہلو بھی اوجھل نہ ہونے پائے کہ مذکورہ احتیاط میں قربانی کا مسئلہ علی الراجح زیادہ سے زیادہ سنت موکدہ ہے، جبکہ زکاۃ بلا اختلاف فرض بلکہ اسلام کا رکن رکین ہے، لہٰذا قربانی کے عدم جواز و اجزاء سے کہیں زیادہ اس بات کی فکرمندی کی ضرورت ہے کہ انسان کہیں ایک غیر واجب کو بلا دلیل فرض و واجب قرار دینے کا مرتکب نہ ہو، کہ یہ شارع کا حق ہے۔ فلیتد بر، واللہ اعلم۔

۵۔ زمعہ کی لونڈی سے زنا والے واقعہ میں جس احتیاط کا پہلو ذکر کیا گیا ہے، وہ بظاہر

---

(۱) دیکھئے: فتاوی الدین الخالص، از ابومحمد امین اللہ پشاوری، 6 / 394)۔

زیر بحث موضوع کی نوعیت سے مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ گائے اور بھینس کا ہم جنس ہونا اور دونوں کا حکم یکساں ہونا علماء امت کے یہاں نہایت واضح اور یقینی ہے، جبکہ زمعہ کی لونڈی کے واقعہ کی نوعیت مختلف ہے،اسی طرح یہاں معاملہ سراپا عبادت کا ہے اور وہاں دیگر۔

۶۔ بالفرض اگر اسے دو جہتی احتیاط کی مثال کے طور پر تسلیم بھی کیا جائے،تو زمعہ کی لونڈی کے فیصلہ میں، بھائی ثابت قرار دینے کے باوجود مائی سودہ کو نبی کریم ﷺ نے جو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، اس کا زانی کے بھائی سعد کی مشابہت کی بنا پر احتیاطی ہونا حتمی اور یقینی نہیں، بلکہ محتمل ہے، کیونکہ سنن نسائی کی صحیح روایت میں واقعہ اس طرح مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ يَطَؤُهَا هُوَ، وَكَانَ يَظُنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِي كَانَ يَظُنُّ بِهِ، فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "**الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكِ بِأَخٍ**"۔(۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زمعہ کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ خود مباشرت کرتے تھے، اور کسی دوسرے کے بارے میں بھی گمان تھا کہ وہ اس سے صحبت کرتا ہے، جب بچہ پیدا ہوا تو اُسی شخص کے مشابہ تھا جس کے بارے میں گمان کیا جارہا تھا، اور لونڈی ابھی حالت حمل میں ہی تھی کہ زمعہ کی وفات ہوگئی، بالآخر مسئلہ

(۱) سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب إلحاق الولد بالفراش إذا لم ینفہ صاحب الفراش (6/ 180)، حدیث (3485)۔ نیز دیکھئے: السنن الکبری للنسائی (5/ 288)، حدیث (5649)۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے، (فتح الباری لابن حجر (12/ 37)۔اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی (3484) میں صحیح قرار دیا ہے۔نیز دیکھئے: جامع الاصول (10/ 732)، وجمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد (2/ 172)، حدیث (4451)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’بچہ تو بستر والے کا ہے، اور سودہ تم اس سے پردہ کرو، کیونکہ یہ تمہارا بھائی نہیں ہے‘‘۔

چنانچہ اس روایت میں صراحت ہے کہ بچہ سودہ کا بھائی نہیں ہے، اور ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سودہ کو پردہ کا حکم دینا بطور احتیاط نہیں بلکہ بطور وجوب ہوگا۔

اس بارے میں امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

’’وَعَلَى هَذَا فَيَتَعَيَّنُ تَأْوِيلُهُ وَإِذَا ثَبَتَتْ هَذِهِ الزِّيَادَةُ تَعَيَّنَ تَأْوِيلُ نَفْيِ الْأُخُوَّةِ عَنْ سَوْدَةَ‘‘۔(۱)

اور اس بنیاد پر اس کی توجیہ کرنا طے ہے، اور جب یہ اضافہ ثابت ہوگیا تو سودہ سے بھائی ہونے کی نفی یقینی ہوگئی۔

اس کے علاوہ محدثین نے اور بھی توجیہات کی ہیں۔ خلاصۂ کلام اینکہ مسئلہ میں احتمالات ہیں، احتیاط کی بات حتمی نہیں۔ واللہ أعلم۔

۷۔ ’’بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ ’الجاموس نوع من البقر‘ یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکوٰۃ کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے‘‘۔ یہ تعبیر اس بات کی غماز ہے کہ بھینس کو نوع من البقر کہنے والا کوئی شاذ ونادر یا اِکادُکا لوگ ہیں! جبکہ معاملہ ایسا نہیں، بلکہ اس پر تمام علماء لغت کا اجماع ہے، اسی طرح مسالک اربعہ کے علماء وفقہاء اور دیگر علماء امت نے بھی اسی بات کی صراحت کی ہے کہ بھینس گائے کی نوع ہے۔ واللہ اعلم

استدلال ﴿2﴾: ’’بھینس نہ بقر میں داخل ہے نہ ضان میں بلکہ اطلاقاً وعرفاً ہر طرح سے مطلق

(۱) فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، از حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، (12 / 37)۔

بقر اور مطلق ضان سے متضاد ہے، ماہر اصول فقہ صاحب نور الانوار ملا جیون رحمہ اللہ (۱۱۳۰ھ) اپنی مایہ ناز کتاب تفسیر احمدی (ص ۴۰۱-۴۰۲) میں لکھتے ہیں:

”لا ينبغي أن أن يتوهم أنه (الجاموس) داخل في البقر، لأنه حينئذٍ لا يظهر وجه إدخال الجاموس في البقر وذكر المعز على حدة من الضأن على أن البقر مغاير للجاموس إطلاقاً كما أن الضأن مغاير للمعز كذلك. وإنما لم يذكر لفظ الغنم مع أنه كان عاما لهما وكان أخصر في البيان زيادة رد على الكفار المعتقدين حرمتهما، وأما أصناف الإبل من البخت والعراب فإنما هي داخلة تحت الإبل المطلقة لأنها من أصنافها فلا احتياج إلى ذكرها على حدة فتأمل“۔(۱)

فاضل مفسر اپنی اس تفسیر سے ان تمام لوگوں کے وہم کا ازالہ کر رہے ہیں جو بھینس کو گائے کی نوع کہہ کر گائے میں داخل کر رہے ہیں اور یہ وہم بھی دور کر رہے ہیں کہ بخت اور عراب کو اونٹ میں داخل کرتے ہیں تو کیوں بھینس کو گائے میں داخل نہیں مانتے ہیں۔ اس تفسیر میں فاضل اصولی ملا جیون رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی اور ہدی کے لئے صرف آٹھ بہیمۃ الانعام کو شمار کیا ہے، دو اونٹ، دو گائے، دو بھیڑ، دو بکری (کیونکہ) انعام کی انواع صرف یہی چار ہیں، پھر اس کے بعد لوگوں کے وہم کی وجہ سے اگر بھینس کو گائے کی نوع کہہ کر قربانی کا جانور شمار کریں تو کل نر اور مادہ دس جانور ہوں گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل آٹھ ہی جانور شمار کرایا ہے، معلوم ہوا کہ یہ وہم بالکل غلط اور باطل ہے، اور اس وہم کے بطلان کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے غنم کی دو نوع (بھیڑ، بکری) کو علحدہ بیان فرما کر

(۱) دیکھئے: التفسیرات الاحمدیہ، (ص 277-276)، طبع مکتبۃ الشرکۃ 1904ء۔

دونوں کو قربانی کا جانور شمار کرایا ہے، اگر بھینس بھی گائے کی نوع ہوتی تو اس کی بھی علاحدہ صراحت کر کے قربانی کے جانور کو دس جوڑا شمار کرایا جاتا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شمار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو قربانی کا جانور شمار کرنا، کتاب اللہ پر زیادتی کرنا ہے، جو سراسر باطل اور غلط ہے"۔ (۱)

جائزہ:

۱۔ ملا جیون رحمہ اللہ (وفات: ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۸ء) کی یہ تفسیر سلف کی تفسیر کے خلاف ہے، کیونکہ ان کی اس تفسیر سے پیشتر ماثور تفاسیر میں یہ تفسیر کسی نے نہیں کی ہے، اس لئے یہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔

۲۔ اس کے برخلاف مفسرین سلف میں سے امام ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) نے لیث بن ابی سلیم (۱۴۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ بھینس ازواج ثمانیہ میں سے ہے۔ (۲)

اور اس بات کو ابن ابی حاتم سے امام سیوطی (۹۱۱ھ) نے بھی نقل کیا ہے۔ (۳)

اسی طرح علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) نے بھی اپنی تفسیر میں نقل فرمایا ہے۔ (۴)

۳۔ ملا جیون کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بھینس نبی کریم ﷺ کے دور میں نزول قرآن کے وقت حجاز میں موجود و متعارف تھی، جبکہ بات ایسی نہیں ہے۔

۴۔ ملا جیون نے جو کچھ لکھا ہے اس بارے میں سلف سے کوئی مستند ذکر نہیں کیا ہے۔

---

(۱) آئینۂ تحقیق، از مفتی فیض الرحمن فیض مئوی رحمہ اللہ، ص: (24،23)۔

(۲) تفسیر ابن أبی حاتم (5/1403)، نمبر (7990)۔

(۳) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور (3/371)۔

(۴) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4/260)۔

۵۔ سابقہ صفحات میں ائمہ تفسیر کے حوالہ سے یہ بات نقل کی جا چکی ہے کہ آیات کا سیاق مذکورہ جانوروں میں قربانی کے احکام بتانے کا نہیں ہے، بلکہ مشرکین کی بدعقیدگی کی تردید کرنے کا ہے، لہٰذا مذکورہ جانوروں کا تعلق ان کے باطل عقیدہ سے ہے، اور چونکہ بھینس موجود ہی نہ تھی اس لئے اس کا نام لینے نہ لینے کا کوئی محل ہی نہیں ہے۔

٦۔ اس تفسیر سے سلف امت تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور عمومی طور پر دیگر اعیان اسلام کی تغلیط لازم آتی ہے، جبکہ بات دلیل وبرہان سے عاری ہے۔

۷۔ علماء لغت عرب، علماء تفسیر، اور علماء حدیث وفقہ کی روشنی میں بھینس اور گائے میں مغایرت نہیں، بلکہ جنس کا اتحاد ہے اور بھینس گائے کی ایک نوع ہے، جیسا کہ تصریحات بالتفصیل گزر چکی ہیں۔

۸۔ مینڈھا بھی بکری کی نوع ہے اور اس میں داخل ہے۔

۹۔ جس طرح بخاتی اور عراب اونٹ کے اصناف ہیں، اسی طرح بھینس بھی گائے کی نوع ہے، دونوں کی دلیل علماء لغت، تفسیر، حدیث اور فقہ کی تصریحات اور امت کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت کے نصوص میں جاموس سمیت بخاتی اور عراب وغیرہ کسی کا ذکر نہیں ہے، اس لئے بھینس اور بختی وغیرہ میں تفریق بے دلیل ہے۔

۱۰۔ تفسیرات احمدیہ میں ملاجیون امیٹھوی حنفی کے اساسی مراجع: تفسیر بیضاوی (أنوار التنزیل وأسرار التاویل)، تفسیر نسفی (مدارک التنزیل وحقائق التاویل) تفسیر ابو السعود (إرشاد العقل السلیم إلی مزایا الکتاب الکریم)، تفسیر زمخشری (الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل)، تفسیر غوری، تفسیر کاشفی، اور تفسیر زاہد وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے مقدمہ میں اس کی

وضاحت کی ہے۔ (۱)

انکے علاوہ معتبر ومتداول ماثور تفاسیر سلف مثلاً تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن)، تفسیر ابن ابی حاتم (تفسیر القرآن العظیم)، تفسیر حافظ ابن کثیر (تفسیر القرآن العظیم)، تفسیر بغوی (معالم التنزیل فی تفسیر القرآن) اور آیات احکام کی جامع کتاب تفسیر قرطبی (الجامع لأحکام القرآن) وغیرہ سے استفادہ نہیں کیا گیا ہے؟؟!!

۱۱۔ ملا جیون کون ہیں؟ ان کے عقائد ونظریات کیا تھے؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں التفسیرات الاحمدیۃ کے مولف ملا جیون رحمہ اللہ کی سیرت اور عقیدہ ومنہج پر مختصر روشنی ڈالی جائے، جس سے ان کی تفسیر کا نہج سمجھنے میں مدد ملے گی:

یہ فقیہ، اصولی، مفسر علامہ احمد بن ابوسعید بن عبید اللہ بن عبد الرزاق ابن خاصۂ خدا، حنفی صالحی امیٹھوی رحمہ اللہ ہیں، شیخ جیون، یا ملا جیون سے مشہور تھے، ان کی پیدائش ۲۵/ شعبان ۱۰۴۷ھ مطابق ۱۶۳۷ء کو امیٹھی میں ہوئی۔ انہوں نے امیٹھی کے علاوہ، اجمیر، دہلی وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیا، کئی سال تک سلطان عالمگیر بن شاہجہاں کے معسکر میں دکن میں بھی رہے، اسی طرح ایک طویل عرصہ لاہور میں قیام کیا، کئی بار حجاز مقدس مکہ مکرمہ ومدینہ کا سفر کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، آپ کا حافظہ غضب کا تھا۔

آپ کی مشہور تصنیفات میں: التفسیرات الأحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ، نور الأنوار فی شرح المنار، السوانح علی منوال اللوائح للجامی، مناقب الأولیاء فی أخبار المشائخ، اور آداب احمدی وغیرہ ہیں۔

---

(۱) دیکھئے: التفسیرات الاحمدیہ، (ص 4،5)۔

آپ کی وفات ۹ / ذی القعدہ ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۸ء کو دہلی میں ہوئی، اور میر محمد شفیع دہلوی کے پہلو میں دفنایا گیا، پھر پچاس دنوں کے بعد آپ کے جسم کو امیٹھی منتقل کر کے آپ کے مدرسہ میں دفن کیا گیا۔ (۱)

عقیدہ ومنہج : احمد ملا جیون کی کتابوں میں ان کی تحریروں اور ان کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عقیدہ ومنہج کے اعتبار سے متعصب حنفی، صوفی، جہمی، ماتریدی، قبوری، چشتی، خرافی تھے۔

چنانچہ نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر کے محولہ صفحات پر ان کی سیرت میں ان کی کتاب مناقب الأولیاء کے حوالہ سے لکھا ہے:

”وقرأت فاتحة الفراغ لما بلغت اثنتين وعشرين سنة، ثم تصديت للدرس والإفادة، وأخذت الطريقة الجشتية عن الشيخ الأستاذ مُحَمَّد صادق الستركهي، ولما بلغت الأربعين رحلت إلى دهلي وأجمير، واعتراني العشق في هذا الزمان فأنشأت في تلك الحالة مزدوجة على نهج المثنوي المعنوي يحمل خمسة وعشرين ألفاً من الأبيات، وأنشأت ديوان شعر كديوان الحافظ فيه خمسة الاف بيت، ولما سافرت إلى الحجاز أنشأت قصيدة على نهج البردة فيها مائتان وعشرون بيتاً بالعربية، ولما وصلت إلى بندر سورت شرحت تلك القصيدة، واعتراني العشق مرة ثانية فأنشأت تسعاً وعشرين قصيدة بالعربية“۔ (۲)

---

(۱) دیکھئے: نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (6 / 691)، والأعلام للزرکلی (1 / 108)، ومعجم المؤلفین (1 / 233)، ومعجم المفسرین من صدر الاسلام حتی العصر الحاضر (1 / 39)، والموسوعۃ المیسرۃ فی تراجم أئمۃ التفسیر والاقراء والنحو واللغۃ، ص 205، نمبر 334)۔

(۲) دیکھئے: نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (6 / 691)۔

جب میں بائیس سال کا ہوا تو فراغت کا فاتحہ پڑھا، پھر درس وتدریس کا آغاز کیا اور شیخ محمد صادق سترکھی سے چشتی سلسلہ لیا، اور چالیس سال کا ہوا تو دہلی اور اجمیر کا سفر کیا، اور اس زمانے میں مجھ پر عشق چھایا تو عشق کی حالت میں میں نے مثنوی کے نہج پر پچیس ہزار اشعار پر مشتمل ایک مجموعہ لکھا، اور پانچ ہزار اشعار کا ایک دوسرا دیوان بھی لکھا، اور جب حجاز گیا تو بُردہ (بوصیری) کے نہج پر عربی میں ۲۲۰ / اشعار کا ایک قصیدہ لکھا، اور بندر سورت پہنچ کر اس قصیدہ کی شرح کیا، پھر دوسری مرتبہ مجھ پر عشق سوار ہوا تو ۲۹ قصیدے عربی میں لکھا!!!!!

اسی طرح ان کی سیرت میں ہے:

"وصلت إليه الخرقة من الشيخ ليس بن عبد الرزاق القادري صحبة السيد قادري بن ضياء الله البلكرامي"۔(۱)

سید قادری بن ضیاء اللہ بلگرامی کی صحبت میں شیخ لیس بن عبدالرزاق قادری کا خرقہ (پھٹے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا، چیتھڑا جسے صوفی پیر اپنے مرید کو ایک طویل مدت کے بعد دیتا ہے) ان کے پاس پہنچا۔

اسی طرح اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے:

"طفقت اتفحص تلك الايات واتجسسها في القعدة والقيامات، فلم أجد عليها ظفراً ولم أقف منها أثراً ، فأمرت بلسان الالهام ، لا كوهم من الأوهام، أن استنبطها بعون الله تعالى وتوفيقه، واستخرجها بهداية طريقه"۔(۲)

---

(۱) نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (6/691)۔

(۲) التفسیرات الاحمدیہ، (ص:4)۔

میں ان آیات کو تلاش کرتا رہا اور قعدہ وقیام میں اس کی جستجو میں رہا لیکن کوئی کامیابی ملی، نہ اس کا کوئی سراغ لگ سکا، چنانچہ الہام کی زبان سے مجھے حکم دیا گیا، جو کوئی وہم وگمان نہ تھا، کہ میں اللہ کی مدد اور توفیق اور اس کی رہنمائی سے ان کا استنباط واستخراج کروں!!

انہی بنیادوں پر اور دیگر تحریروں کی روشنی میں علامہ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) ''جھود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ'' میں لکھتے ہیں:

''وقال الملا جيون الهندي الحنفي الجهمي الصوفي الخرافي (۱۱۳۰ھ):

(ومن ههنا علم أن البقرة المنذورة للأولياء كما هو الرسم في زماننا، حلال طيب، لأنه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح، وإن كانوا ينذرونها له [أي لغير الله] ....''۔ (۱)۔ (۲)

ملا جیون ہندی حنفی، جہمی، صوفی خرافی (۱۱۳۰ھ) نے کہا:

''اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کے لئے نذر مانی گئی گائے، جیسا کہ ہمارے دور کی رسم ہے، حلال اور اچھی چیز ہے، کیونکہ ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے، گرچہ کہ وہ لوگ وہ نذر غیر اللہ ہی کے لئے مانتے تھے۔

اور حاشیہ میں خلاصہ لکھتے ہیں:

''قلت: كان مع علمه حنفياً متعصباً، وجهمياً جلداً ماتريديا صلبا صوفيا قبوريا خرافيا قحاً''۔ (۳)

---

(۱) دیکھئے: التفسیرات الاحمدیۃ، (ص:36)۔

(۲) جھود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ (3/1546)، نیز دیکھئے: (3/1560)۔

(۳) دیکھئے: جھود علماء الحنفیۃ (3/1546، حاشیہ 1)۔ نیز ملا جیون کی مفصل سیرت کے لئے دیکھئے: ملا احمد جیون امیٹھوی، حیات وخدمات، از: محمد طفیل احمد مصباحی، ناشر: دار العلوم اہل سنت ملا احمد جیون، امیٹھی لکھنؤ (یوپی)، سنۂ اشاعت ۲۰۱۵ء۔

میں کہتا ہوں: ملا جیون اپنے علم کے باوجود متعصب حنفی، متشدد جہمی، سخت ماتریدی، پکے صوفی، قبوری اور خرافی تھے۔

۱۲۔ یہ ہے تفسیرات احمدیہ اور نور الانوار وغیرہ کے مصنف احمد ملا جیون حنفی کی حقیقت۔ تو بھلا جمہور علماء لغت کی تصریح، جمہور مفسرین سلف کی تفسیر اور فقہاء امت کی فقہ وفہم کے خلاف ملا جیون حنفی صاحب کی بلا دلیل و مستند تفسیر اور قول کیونکر قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟

۱۳۔ سلف تا خلف امت کے مفسرین قرآن اور مختلف فنون کے علماء کی معتبر تفسیر وتشریح کو نظرانداز کرکے اس کے خلاف صرف ملا جیون کے بے برہان قول سے استدلال محل نظر ہے۔

۱۴۔ یہ پہلو بھی حیرت واستعجاب کی انتہاء کا ہے کہ جامعہ دار الحدیث الاثریہ، مئو کے سابق شیخ الجامعہ اور مفتی مولانا فیض الرحمٰن فیض مئوی رحمہ اللہ نے بھینس کی قربانی کے اس مسئلہ میں اپنے رسالہ ''آئینۂ تحقیق'' اور ''فتاوائے فیض'' میں معتبر علماء لغت، سلف کی ماثور تفاسیر، شروح احادیث، اور فقہ واجتہاد اور فتاویٰ وغیرہ کے سیکڑوں معتبر مصادر ومراجع کو یکسر نظرانداز کرکے محض ملا جیون جیسے بدعقیدہ اور غیر متخصص کے قول سے استدلال کیوں کیا؟؟

اس سلسلہ میں ایک مفتی ومجتہد کے لئے جو ممکنہ اعذار ہوسکتے ہیں ان میں: مراجع کی عدم فراہمی اور وقت کی تنگ دامانی وغیرہ ہیں، ورنہ یہ بذات خود مولانا موصوف رحمہ اللہ کی ایک اجتہادی خطا ہے، جس پر وہ وعدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان شاء اللہ بہرحال ایک اجر کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

استدلال ③: (بھینس میں زکاۃ کے وجوب کا فتویٰ قیاسی ہے جو اجتہادی خطا ہے)

''بھینس میں زکاۃ اور نصاب زکاۃ قرآن اور حدیث میں کہیں مذکور نہیں ہے، بلکہ امام

مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھینس کو گائے پر قیاس کرکے یہ فتویٰ دیا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قیاسی فتویٰ صحیح نہیں ہے، بلکہ امام مالک کے بعض قیاسی فتاویٰ کی طرح اس مسئلہ میں بھی ان سے چوک ہوگئی ہے۔کیونکہ بھینس ایک الگ چوپایہ ہے، اس کا کوئی لگاؤ اور تعلق گائے سے نہیں ہے، اس لئے گائے کی زکاۃ اور نصاب زکاۃ پر قیاس کرکے بھینس میں زکاۃ اور نصاب مقرر کرنا صحیح نہیں ہے"۔(۱)

جائزہ:

۱۔ بارہا یہ بات ذکر کی جاچکی ہے کہ بھینس گائے پر قیاس نہیں ہے۔بلکہ گائے کی جنس سے ایک عجمی نسل ونوع ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھینس میں زکاۃ کا فتویٰ قیاس کی بنیاد پر نہیں دیا ہے، بلکہ اس لئے دیا ہے کہ بھینس بھی گائے ہی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ مَالِكٌ: "وَكَذٰلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ، تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهِمَا وَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا"۔(۲)

امام مالک رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں: اسی طرح زکاۃ میں گایوں اور بھینسوں کو ان کے مالکان کے یہاں جمع کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں: یہ سب گائیں ہی ہیں۔

اس لئے "بھینس گائے پر قیاس ہے" کہنا درست نہیں، علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) بھینسوں میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب "قیاس" قرار دینے والوں کی تردید میں فرماتے ہیں:

"واحتجوا أيضا بإيجاب الزكاة في الجواميس وأنه إنما وجب ذلك قياسا على

(۱) دیکھئے: آئینۂ تحقیق، از مفتی فیض الرحمن فیض مئوی رحمہ اللہ، (ص:31)۔

(۲) موطا امام مالک، تحقیق الاعظمی، (2/366)، نمبر (895)۔

البقر، ... وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر"۔(۱)

اور بھینسوں میں زکاۃ کی دلیل یہ پیش کیا کہ گائے پر قیاس کی بنا پر ہے، یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے۔

۲۔ بھینسوں میں زکاۃ کا مسئلہ صرف امام مالک رحمہ اللہ کا نہیں ہے، بلکہ ان سے پہلے امام حسن بصری، خلیفہ عمر بن عبد العزیز اور ان کے بعد شافعی، احمد بن حنبل سمیت تمام علماء امت کا ہے، جیسا کہ سابقہ صفحات میں ان کی تصریحات گزر چکی ہیں، بلکہ گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر امت کا اجماع ہے۔

۳۔ اسے امام مالک رحمہ اللہ کی اجتہادی خطا اور چوک کہنا درست نہیں' کیونکہ یہ صرف امام مالک کی رائے اور ان کا فتویٰ نہیں ہے' بلکہ جمہور علماء امت کا متفقہ مسئلہ ہے جیسا کہ محققین سے منقول ہے۔ اور امت کے اجماع کو اللہ کی عصمت وحفاظت حاصل ہے۔

لہٰذا اسے امام مالک رحمہ اللہ کا قیاسی فتویٰ اور ان کی اجتہادی چوک قرار دینا دراصل خود مفتی فیض الرحمٰن فیض مئوی رحمہ اللہ وسامحہ کی اجتہادی خطا اور چوک ہے، اور اس پر بھی وہ من عند اللہ ایک اجر کے مستحق ہوں گے، ان شاء اللہ۔ واللہ اعلم

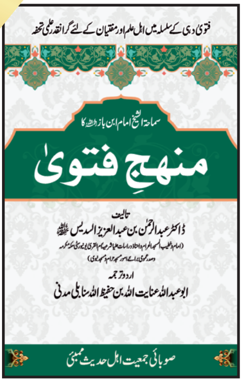
هذا ما عندي، والله أعلم، وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

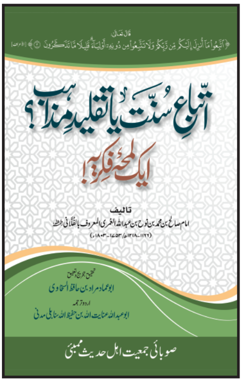
ابو عبد اللہ عنایت اللہ حفیظ اللہ سنابلی مدنی

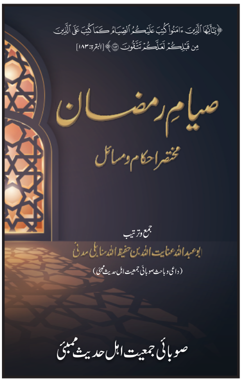
۲۲/ اگست ۲۰۱۶ء

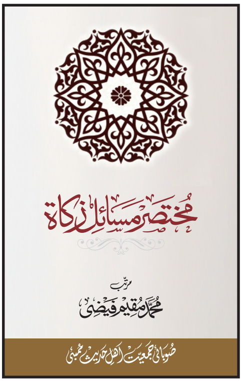
(۱) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم، (7/132)۔

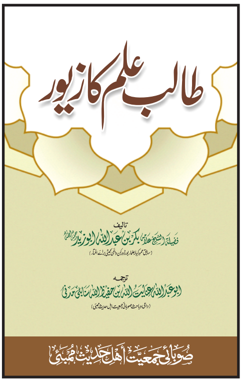
ہماری اہم مطبوعات

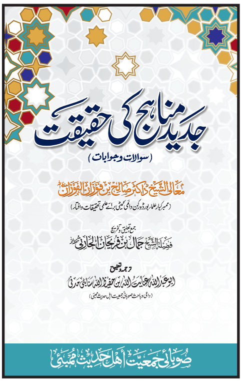




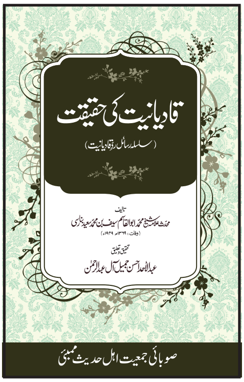


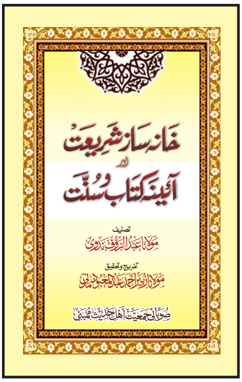












A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com 9892555244

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.org